خطباتِ منور

جلد دوم

افادات

واعظ شیریں بیاں حضرت مولانا منور حسین صاحب سورتی امام مسجد بالہم لندن

ترتیب و اصلاح

ادیب شہیر مولانا عبدالحفیظ رحمانی رفیق شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب بستوی
استاذ تفسیر و منطق دارالعلوم دیوبند

ناشر
دار الاشاعت دیوبند

منصور

خطبات منور

(جلد دوم)

ABDUSSAMAD RASHIDI
S/o M. Altaf Khura Afgan
(Saharanpur)

افادات

واعظ شیریں بیان حضرت مولانا منور حسین صاحب سورتی

(امام مسجد بالہم لندن)

ترتیب واصلاح

ادیب شہیر مولانا عبدالحفیظ رحمانی

رفیق شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب بستوی

استاذ تفسیر ومنطق دارالعلوم دیوبند

ناشر

دارالاشاعت دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق دارالاشاعت دیوبند محفوظ

تفصیلات

نام کتاب: .... خطبات منور جلد دوم

مصنف: .... حضرت مولانا منور حسین صاحب سورتی

امام مسجد بالہم لندن

کتابت: .... کریسنٹ کمپیوٹرس دیوبند فون:223183

تعداد: .... گیارہ سو ۱۱۰۰

اشاعت اول: .... اکتوبر 2003ء

قیمت (اول، دوم):............... -/350

﴿ ناشر ﴾

دارالاشاعت دیوبند، 247554

DARUL ISHA-AT DEOBAND 247554(U.P.)

فون: (رہائش) 01336-222469

موبائل ریلائنس 01336-310244

فیکس 01336-223266

ملنے کے پتے

☆ کتب خانہ حسینیہ دیوبند (یوپی)

☆ حافظ عبدالغفور صاحب، شیخ مہتمم مرکزی دارالعلوم پال، سورت (گجرات)

☆ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند (یوپی)　☆ دارالکتاب دیوبند (یوپی)

فہرست مضامین

﴿طہارت کے برکات، فوائد اور ثمرات﴾ ۳۵

۱	مسجد ضرار	۳۵
۲	ڈھیلا اور پانی استعمال کرنا	۳۶
۳	طہارت نصف ایمان ہے	۳۷
۴	غسل جنابت کے سلسلہ میں حضور ﷺ کی عادت مبارکہ	۳۷
۵	غسل کا موقع نہ ہو تو وضو کرلے	۳۸
۶	شریعت کا ہر حکم ماننا ایمان کی علامت ہے	۳۸
۷	بیٹھ کر قضاء حاجت کرنا اور پردہ کا اہتمام کرنا	۳۹
۸	درختوں کا چلنا حضور ﷺ کا معجزہ	۳۹
۹	جلد غسل جنابت کرلینے کی حکمت	۴۰
۱۰	اسلام پاکیزہ مذہب ہے	۴۱
۱۱	پاکی اور صفائی اسلام کا حصہ ہے	۴۱
۱۲	غیروں کی نقل نہ کرو	۴۱
۱۳	ناپاک رہنے سے عذاب قبر	۴۲
۱۴	قبر میں اول سوال	۴۲
۱۵	جسم کے پاک صاف رکھنے کے ساتھ روح کو بھی پاک صاف رکھو	۴۲
۱۶	روح کی صفائی کا طریقہ	۴۳
۱۷	ظاہر و باطن کی پاکی اور صفائی کے لئے دعا کرنا	۴۳
۱۸	**﴿حضور ﷺ کی مبارک مجلس کا ایک واقعہ﴾**	۴۵
۱۹	ایمان کی حفاظت بال سے زیادہ باریک ہے	۴۵
۲۰	دل حق ہی کو قبول کرتا ہے	۴۶

۲۱	سب سے بڑا مفتی تیرا دل ہے	۴۶
۲۲	ایمان دل سے زیادہ قیمتی ہے	۴۷
۲۳	کامیابی کا دارومدار حسن خاتمہ پر ہے	۴۷
۲۴	ہروقت ایمان کی حفاظت کی فکر	۴۸
۲۵	عدل وانصاف کے ساتھ حکومت بال سے زیادہ باریک ہے	۴۹
۲۶	ایک کتا بھی بھوکا مرگیا تو مجھ سے سوال ہوگا	۴۹
۲۷	حضرت عمرؓ کا ایک عجیب واقعہ	۵۰
۲۸	علم دین کا مقام	۵۱
۲۹	طالبعلم کے لئے مچھلیاں اور چیونٹیاں دعا کرتی ہیں، ایک عجیب نکتہ	۵۱
۳۰	علم دین سیکھنا شہد سے زیادہ شیرین ہے	۵۲
۳۱	علم دین پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے	۵۲
۳۲	مہمان نوازی شہد سے زیادہ شیرین ہے	۵۳
۳۳	مہمان اپنی روزی کھاتا ہے	۵۳
۳۴	مہمان نوازی نہیں رہی	۵۳
۳۵	ماحضر سے مہمان نوازی	۵۴
۳۶	عورت کے لئے حیا شہد سے زیادہ شیرین ہے	۵۵
۳۷	فرشتوں کی تسبیح	۵۵
۳۸	حضرت فاطمہؓ کی وصیت	۵۶
۳۹	اللہ کی معرفت کا حصول شہد سے زیادہ شیرین ہے	۵۶
۴۰	اللہ کی راہ میں جان ومال کی قربانی	۵۷
۴۱	پل صراط سے گزرنا بال سے زیادہ باریک ہے	۵۷
۴۲	ایک دوسرا واقعہ حضور ﷺ کی تین محبوب چیزیں	۵۸
۴۳	خلفاء راشدین کی تین تین محبوب چیزیں	۵۹
۴۴	حضرت عمر کی سادگی کا ایک واقعہ	۶۰
۴۵	حضرت جبرئیل اور اللہ رب العزت کی محبوب تین چیزیں	۶۱
۴۶		

۴۷	﴿زکوۃ کے فضائل ومسائل (۱)﴾	۶۴
۴۸	رمضان نیکیوں کا سیزن ہے	۶۴
۴۹	زکوۃ مکہ مکرمہ میں فرض ہوچکی تھی	۶۴
۵۰	اگلی امتوں پر بھی زکوۃ فرض تھی	۶۴
۵۱	قرآن میں بار بار صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ زکوۃ کا حکم ہے	۶۵
۵۲	قرآن میں تین چیزیں ساتھ ساتھ بیان فرمائیں ہیں	۶۶
۵۳	نماز اور زکوۃ کو الگ نہیں کیا جاسکتا	۶۷
۵۴	زکوۃ کس پر فرض ہے، موجودہ گرام کے حساب سے نصاب	۶۸
۵۵	مقدار زکوۃ	۶۹
۵۶	جو اللہ تمہارا قرض ضائع ہونے نہیں دیتا وہ تمہیں جہنم میں ڈالے گا؟	۶۹
۵۷	زکوۃ کی حکمتیں	۷۰
۵۸	اگر تمام لوگ صحیح طور پر زکوۃ ادا کریں تو کوئی محتاج نہ رہے	۷۰
۵۹	اگلی شریعتوں میں زکوۃ حلال نہ تھی	۷۱
۶۰	﴿زکوۃ کے فضائل ومسائل (۲)﴾	۷۳
۶۱	زکوۃ کے معنی	۷۳
۶۲	زکوۃ دے کر اپنے ایمان کی صداقت پیش کرتا ہے	۷۴
۶۳	زکوۃ سے مال میں خیر وبرکت ہوتی ہے	۷۴
۶۴	اچھی اور عمدہ چیز صدقہ کرو	۷۴
۶۵	شیطان فقر سے ڈرتا ہے	۷۵
۶۶	فضل اور رحمت کے معنی اور ان کا فرق	۷۵
۶۷	زکوۃ سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے	۷۶
۶۸	زکوۃ سے مال پاک ہوجاتا ہے	۷۶
۶۹	دینے کی کوشش کرو، لینے کی حرص میں نہ رہو	۷۶
۷۰	اللہ کے اوصاف ہمارے اندر ہونے چاہئیں	۷۷

۷۱	امت کے سب سے بڑی سخی	۷۷
۷۲	ہم انسانیت سے باہر نکل گئے	۷۸
۷۳	سب کو کھلاؤ	۷۸
۷۴	ہر چیز سے دو	۷۹
۷۵	ایک کتا بھی بھوکا پیاسا مر جائے تو مجھ سے باز پرس ہوگی	۷۹
۷۶	دریا دلی کا ایک عجیب واقعہ	۸۰
۷۷	اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ دینے والے ہیں	۸۱
۷۸	آپ کی غیرت بدلہ پر آمادہ کرتی ہے تو اللہ کی غیرت کا کیا حال ہوگا	۸۱
۷۹	بندہ اپنی طاقت کے بقدر خرچ کرتا ہے اللہ اپنی شان کے مطابق	۸۲
۸۰	صدقہ پر تین شخصوں کو جنت	۸۲
۸۱	**زکوۃ کے فضائل ومسائل (۳)**	**۸۴**
۸۲	زکوۃ کا منکر کافر ہے	۸۴
۸۳	حضرت ابو بکرؓ کا امت پر بڑا احسان ہے	۸۵
۸۴	زکوۃ ادا نہ کرے تو مال وبال جان ہوگا	۸۶
۸۵	اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرنے پر سخت وعید	۸۷
۸۶	ایک لطیفہ	۸۸
۸۷	سائل اور فقراء سے عبرت حاصل کریں	۸۸
۸۸	مساکین اور فقراء جنت کی سواریاں ہیں	۸۸
۸۹	سائل کا حق ہے	۸۹
۹۰	بخیل کئی قسم کے ہوتے ہیں	۸۹
۹۱	والذین یکنزون الذہب کا مصداق	۸۹
۹۲	شیطان کی خالہ سے ہار گیا	۹۱
۹۳	قبر سانپوں سے بھر گئی	۹۱
۹۴	قارون کی ہلاکت کا سبب	۹۲
۹۵	مال جمع کرنے کی مذمت میں مستقل سورت نازل ہوئی	۹۳
۹۶	دوزخ کی آگ کا اثر دل پر کیوں؟	۹۴

۹۷	کن لوگوں کو زکوۃ دے سکتے ہیں	۹۵
۹۸	زکوۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک ضروری ہے	۹۵
۹۹	یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوۃ ہے	۹۶
۱۰۰	زکوۃ کا مال دوسرے شہر بھیجنا	۹۷
۱۰۱	**زکوۃ کے فضائل ومسائل (۴)**	**۹۹**
۱۰۲	شریعت پر قربان ہو جائے	۹۹
۱۰۳	طالب دنیا اور طالب آخرت کے بول کا فرق	۹۹
۱۰۴	دور نبوی میں مال کی حرص کا ایک دردناک اور سبق آموز واقعہ	۱۰۰
۱۰۵	اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے وہی بہتر ہے	۱۰۰
۱۰۶	حضور ﷺ خود دعا فرما دیں تو الگ بات ہے	۱۰۱
۱۰۷	آپ ﷺ دعا کر دیں میں پورا حق ادا کر دوں گا	۱۰۱
۱۰۸	مال و دولت کی حرص	۱۰۲
۱۰۹	زندگی کو غنیمت سمجھو اور جو ہو سکے کر لو ورنہ	۱۰۴
۱۱۰	رشتہ دار مقدم ہیں	۱۰۵
۱۱۱	احسان نہ جتاؤ	۱۰۶
۱۱۲	جزاک اللہ کہنا	۱۰۶
۱۱۳	جزاک اللہ کے متعلق حضرت عائشہؓ کا عمل	۱۰۶
۱۱۴	جو رشتہ دار بغض رکھتے ہیں ان کو بھی دو	۱۰۷
۱۱۵	مقربین خرچ کر کے بھی ڈرتے رہتے ہیں	۱۰۷
۱۱۶	اللہ سے قرب پیدا کرنے والے چند اعمال	۱۰۸
۱۱۷	گذشتہ سالوں کی زکوۃ باقی ہو تو اسکو ادا کرنے کی نیت کریں	۱۰۹
۱۱۸	گذشتہ سالوں کی زکوۃ کس طرح ادا کرے	۱۰۹
۱۱۹	موجودہ قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرے	۱۱۰
۱۲۰	کرایہ کی چیزوں پر زکوۃ نہیں، کرایہ پر ہے	۱۱۰
۱۲۱	داماد اور بہو کو زکوۃ دینا	۱۱۰
۱۲۲	سونے چاندی کی محبت اللہ کی محبت کا ذریعہ بن جائے تو	۱۱۱

۱۲۳ فضائل رمضان واحکام رمضان ۱۱۳

۱۲۴ رحمت اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ۱۱۳
۱۲۵ رمضان میں نماز کا اجر ۱۱۴
۱۲۶ ایک سجدہ کا ثواب ۱۱۴
۱۲۷ اس امت کی خصوصیت ۱۱۵
۱۲۸ روزہ کا بدلہ میں خود دوں گا ۱۱۵
۱۲۹ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اس کا سبب ۱۱۶
۱۳۰ اگلوں نے بویا ہم نے کھایا، ہم بوئیں گے بعد والے کھائیں گے ۱۱۷
۱۳۱ روزہ دار کو اللہ مل جاتا ہے ۱۱۷
۱۳۲ جب بادشاہ میرا ہوگیا تو سب کچھ میرا ۱۱۷
۱۳۳ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ۱۱۸
۱۳۴ مسائل کے بغیر عمل کا وجود نہیں ہوسکتا ۱۱۹
۱۳۵ یا ایہا الذین آمنوا، خطاب کا بڑا پیارا عنوان ہے ۱۱۹
۱۳۶ حضرت ابن مسعودؓ اس خطاب کے متعلق فرماتے ہیں ۱۲۰
۱۳۷ روزہ معمولی کام نہیں ہے ۱۲۰
۱۳۸ اگلی امتوں کے روزوں کی کیفیت ۱۲۱
۱۳۹ مریض اور مسافر کے لئے روزہ کا حکم ۱۲۲
۱۴۰ روزہ کا حکم شراب کی طرح تدریجا آیا ہے ۱۲۳
۱۴۱ ابتدا میں سونے تک کھانے پینے کی اجازت تھی ۱۲۴
۱۴۲ سحری کا آخری وقت ۱۲۵
۱۴۳ روزہ کا ایک مقصد تقوی ہے ۱۲۵

۱۴۴ اسلام میں نکاح کا مقام (۱) ۱۲۷

۱۴۵ تمہید ۱۲۷
۱۴۶ اسلام نے نکاح کو عبادت کا مقام دیا ہے ۱۲۷

۱۴۷ بغیر نکاح رہنے کو اسلام پسند نہیں کرتا ۱۲۸
۱۴۸ تین آدمیوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں ۱۲۸
۱۴۹ نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے ۱۲۹
۱۵۰ خصی بننے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ۱۲۹
۱۵۱ میزان عمل میں سب سے وزنی عمل ۱۳۰
۱۵۲ نکاح کی اہمیت ۱۳۰
۱۵۳ نکاح، حضرت ابن مسعودؓ کی نظر میں ۱۳۰
۱۵۴ حضرت معاذؓ کا عمل مبارک ۱۳۱
۱۵۵ نکاح کو اللہ نے اپنی آیت فرمایا ہے ۱۳۱
۱۵۶ اللہ کی آیت ہونے کا مطلب ۱۳۱
۱۵۷ نکاح اللہ کی آیت کس طرح ہے ۱۳۲
۱۵۸ نکاح سے دو خاندانوں میں تعلق پیدا ہوتا ہے ۱۳۳
۱۵۹ سب سے زیادہ برکت والا نکاح ۱۳۳

۱۶۰ اسلام میں نکاح کا مقام (۲) ۱۳۵

۱۶۱ نکاح پر اللہ کا وعدہ ۱۳۵
۱۶۲ نکاح انبیاء اور اولیا کی سنت ہے ۱۳۵
۱۶۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نکاح فرمائیں گے ۱۳۶
۱۶۴ اولاد کی تربیت کی ایک تدبیر ۱۳۶
۱۶۵ وہ مسکین ہے جس کا نکاح نہ ہوا ہو ۱۳۷
۱۶۶ عورت کے لئے آغوش شوہر یا گوشہ قبر ۱۳۷
۱۶۷ ہمارا معاشرہ بدل چکا ۱۳۷
۱۶۸ نکاح کا پیغام دونوں طرف سے دیا جاسکتا ہے ۱۳۸
۱۶۹ دین داری اور اخلاق دیکھو ۱۳۸
۱۷۰ چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے ۱۳۹
۱۷۱ اگر دینداری نہیں دیکھو گے تو ۱۳۹
۱۷۲ حضرت حسن بصریؒ کا بہترین مشورہ ۱۴۰

۱۷۳ نکاح نہ کرانے پر وعید ۱۴۰

۱۷۴ نکاح سے معاشرہ کی بھی اصلاح ہوتی ہے ۱۴۱

۱۷۵ ﴿اسلام میں نکاح کا مقام (۳)﴾ ۱۴۳

۱۷۶ دین اور اخلاق دیکھو ۱۴۳

۱۷۷ نکاح کا معیار ۱۴۳

۱۷۸ مال کو بنیاد بنانے کا انجام ۱۴۴

۱۷۹ "دینار" "دین" یا "نار" ۱۴۵

۱۸۰ دولت اندھی نہ ہوتی تو لنگڑے کے گھر نہ آتی ۱۴۵

۱۸۱ خاندان اور قبیلے بنانے کا مقصد ۱۴۶

۱۸۲ فضیلت کا معیار ۱۴۶

۱۸۳ اے فاطمہ، اے عباس، اے صفیہ، عمل کرو ۱۴۷

۱۸۴ ظاہری حسن وجمال نہیں، باطنی حسن وجمال کو دیکھو ۱۴۸

۱۸۵ مالداروں کو ایک عمدہ مشورہ ۱۴۸

۱۸۶ جہیز کی لعنت ۱۴۹

۱۸۷ ایک دردناک واقعہ ۱۴۹

۱۸۸ ماں باپ نہیں ہیں بلکہ قصائی ہیں ۱۵۰

۱۸۹ حضرت فاطمہؓ کا نکاح ۱۵۱

۱۹۰ حضرت فاطمہؓ کا جہیز ۱۵۱

۱۹۱ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب شوہر وبیوی ۱۵۲

۱۹۲ گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا ۱۵۲

۱۹۳ نکاح عبادت ہے، اس پر اجر ملتا ہے ۱۵۳

۱۹۴ نکاح پر نصف دین کی حفاظت کی سند ۱۵۴

۱۹۵ ﴿قرض کے احکام﴾ ۱۵۶

۱۹۶ حضور ﷺ کی ایک سنت کی ادائیگی ۱۵۶

۱۹۷ ایک وعدہ ۱۵۶

۱۹۸ قرض سے رحمۃ للعالمین ﷺ نے پناہ مانگی ہے ۱۵۷

۱۹۹ قرض سے بچو اور قناعت اختیار کرو ۱۵۷

۲۰۰ قناعت سے مالداری ۱۵۸

۲۰۱ جب مالداری تھا تو دل کڑھتا رہتا تھا ۱۵۸

۲۰۲ حضور ﷺ کی ایک عجیب تعلیم ۱۵۹

۲۰۳ حسد وحسرت کا علاج ۱۵۹

۲۰۴ حسد وجلن ناجائز طریقہ سے مسابقت کا قلع قمع ۱۶۰

۲۰۵ ایک سوال ۱۶۰

۲۰۶ آمدم برسر مطلب ۱۶۱

۲۰۷ قناعت کی وضاحت ۱۶۱

۲۰۸ قرض وعدہ پر ادا کرو ۱۶۳

۲۰۹ ہمارا رویہ ۱۶۳

۲۱۰ قرض دینے کا ثواب ۱۶۳

۲۱۱ مہلت دینے کا ثواب ۱۶۴

۲۱۲ قرض لینے کی عادت بنانا ۱۶۴

۲۱۳ آرام وراحت کے لئے قرض لینے کی مذمت ۱۶۵

۲۱۴ بدترین مثال ۱۶۶

۲۱۵ قرض رات کو افسوس اور رنج ہے اور دن میں ذلت وخواری ہے ۱۶۶

۲۱۶ قرض کی وجہ سے جھگڑے ۱۶۶

۲۱۷ دوست کئی قسم کے ہوتے ہیں ۱۶۷

۲۱۸ بلاضرورت قرض لینے کا انجام ۱۶۸

۲۱۹ ایسا وعدہ کرو جسے پورا کرسکو ۱۶۹

۲۲۰ نیت اچھی ہوتی ہے تو اللہ کی مدد ہوتی ہے اس پر ایک عجیب واقعہ ۱۶۹

۲۲۱ قرض لکھ لو ۱۷۰

۲۲۲ حضور ﷺ مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے تھے ۱۷۲

۲۲۳ شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوائے قرض کے ۱۷۲

۲۲۴	بندہ کا حق معاف نہیں ہوتا	۱۷۳
۲۲۵	حضرت ابوبکرؓ نے پورا وظیفہ واپس کردیا	۱۷۳
۲۲۶	کتنا قرض باقی ہے؟	۱۷۴
۲۲۷	حضور ﷺ کا حق العبد سے متعلق ایک سبق آموز واقعہ	۱۷۴
۲۲۸	میں اللہ سے اس طرح ملنا چاہتا ہوں کہ کسی بندہ کا مجھ پر حق نہ ہو	۱۷۶
۲۲۹	بندوں کے حقوق ٹیڑھی کھیر ہے	۱۷۶
۲۳۰	ا۔قرض کی ادائیگی کی دعا	۱۷۷
۲۳۱	﴿برکات بسم اللہ﴾	۱۷۹
۲۳۲	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فضائل	۱۷۹
۲۳۳	اسلام کی خوبی	۱۸۰
۲۳۴	اللہ تعالیٰ کو تین ہزار ناموں سے یاد کرنا	۱۸۱
۲۳۵	اولاد کو بسم اللہ سکھانا والدین کی بخشش اور نجات کا ذریعہ ہے	۱۸۱
۲۳۶	مغفرت کا ایک واقعہ	۱۸۱
۲۳۷	عذاب سے چھٹکارے کا ذریعہ	۱۸۲
۲۳۸	بسم اللہ کی وجہ سے آخرت کے درجات	۱۸۲
۲۳۹	ایک حدیث قدسی	۱۸۲
۲۴۰	وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ	۱۸۳
۲۴۱	کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم	۱۸۳
۲۴۲	کھانے میں برکت	۱۸۴
۲۴۳	کپڑے اتارتے وقت	۱۸۵
۲۴۴	گھر سے نکلتے وقت شیطان سے حفاظت	۱۸۵
۲۴۵	گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ	۱۸۵
۲۴۶	بچہ کے پیدا ہوتے ہی شیطان سے حفاظت	۱۸۵
۲۴۷	ہر دعا سے پہلے	۱۸۶
۲۴۸	کشتی پر سوار ہوتے وقت	۱۸۶

۲۴۹	بسم اللہ قرب خداوندی کا ذریعہ	۱۸۶
۲۵۰	جنت کی چاروں نہروں سے سیرابی	۱۸۷
۲۵۱	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے چند اہم وظائف	۱۸۸
۲۵۲	مشکل کام کو آسان کرنے کے لئے	۱۸۸
۲۵۳	اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے	۱۸۸
۲۵۴	ہر آفت ومصیبت سے حفاظت	۱۸۸
۲۵۵	بسم اللہ لکھنے کا فائدہ	۱۸۸
۲۵۶	ذہن کھلنے (قوت حافظہ) کے لئے	۱۸۹
۲۵۷	محبت کے واسطے	۱۸۹
۲۵۸	اولاد کے زندہ رہنے کے لئے	۱۸۹
۲۵۹	کھیتی میں برکت اور حفاظت	۱۸۹
۲۶۰	ضروری کاموں کی تکمیل	۱۸۹
۲۶۱	سفر اور تجارت کی کامیابی کے لئے	۱۹۰
۲۶۲	سوزاک کے علاج کے لئے	۱۹۰
۲۶۳	ازالہ ہذیان کے لئے	۱۹۰
۲۶۴	چوری وشیطانی اثرات سے حفاظت	۱۹۱
۲۶۵	دردِ سر دور کرنے کے لئے	۱۹۱
۲۶۶	ظالم حکام کے شر سے بچنے کے لئے	۱۹۱
۲۶۷	ظالم پر غلبہ پانے کے لئے	۱۹۱
۲۶۸	بسم اللہ الرحمٰن سے متعلق چند عجیب حکایات	۱۹۱
۲۶۹	بشر حافیؒ کا واقعہ	۱۹۱
۲۷۰	ابومسلم خولانیؒ کا واقعہ	۱۹۲
۲۷۱	ایک قاضی کی مغفرت کا واقعہ	۱۹۲
۲۷۱	ایک یہودی کی لڑکی کا عجیب واقعہ	۱۹۲
۲۷۳	روم کے بادشاہ کا واقعہ	۱۹۴
۲۷۴	حضرت خالدؓ کا واقعہ	۱۹۴

۲۷۵	فقیہ محمد زمانی کا واقعہ	۱۹۴
۲۷۶	کیا ۷۸۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا بدل ہو سکتا ہے؟	۱۹۵
۲۷۷	چند اور مسائل	۱۹۵
۲۷۸	﴿شب برأت﴾	۱۹۹
۲۷۹	شب برأت کے نام	۱۹۹
۲۸۰	رجب کا چاند دیکھ کر حضور ﷺ دعا فرماتے تھے	۱۹۹
۲۸۱	رمضان کی برکات اور نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کا ایک طریقہ	۲۰۰
۲۸۲	اللہ کے رسول ﷺ کا اہتمام	۲۰۱
۲۸۳	صوم وصال	۲۰۱
۲۸۴	یاجوج ماجوج کا نکلنا	۲۰۲
۲۸۵	روزہ دار کے منہ کی بو	۲۰۲
۲۸۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو سفر	۲۰۳
۲۸۷	بھوک کا احساس ہوا، اس کی عجیب حکمت	۲۰۴
۲۸۸	حضور ﷺ کی شفقت	۲۰۵
۲۸۹	رجب وشعبان میں بیٹری چارج کرلو	۲۰۵
۲۹۰	رمضان کی برکات کا اثر	۲۰۶
۲۹۱	شب جمعہ میں سورہ دخان کی تلاوت کی فضیلت	۲۰۶
۲۹۲	لیلۃ مبارک کی فضیلت	۲۰۶
۲۹۳	لیلۃ مبارکہ کی تفسیر	۲۰۷
۲۹۴	آیتوں میں تطبیق	۲۰۷
۲۹۵	لیلۃ مبارک کے فضائل، روایات کی روشنی میں	۲۰۸
۲۹۶	پہلی رویت	۲۰۸
۲۹۷	دوسری روایت	۲۰۸
۲۹۸	تیسری روایت	۲۰۹
۲۹۹	چوتھی روایت	۲۱۰

۳۰۰	پانچویں روایت	۲۱۱
۳۰۱	چھٹی روایت	۲۱۱
۳۰۲	ساتویں روایت	۲۱۱
۳۰۳	آٹھویں روایت	۲۱۲
۳۰۴	نویں روایت	۲۱۲
۳۰۵	دسویں روایت	۲۱۲
۳۰۶	گیارہویں روایت	۲۱۳
۳۰۷	بارہویں روایت	۲۱۳
۳۰۸	یہ رات عبادت کی ہے، رسم ورواج کی نہیں	۲۱۳
۳۰۹	حضرت عائشہؓ والی روایت	۲۱۴
۳۱۰	بیویوں میں برابری	۲۱۵
۳۱۱	حضرت تھانویؒ کا عدل وانصاف	۲۱۵
۳۱۲	ہم سے تو ایک کا حق بھی ادا نہیں ہوتا	۲۱۶
۳۱۳	نیک خواتین کے لئے بشارت	۲۱۷
۳۱۴	حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت آسیہؑ کا اجر ملے گا	۲۱۸
۳۱۵	حضرت آسیہؑ کا مقام	۲۱۸
۳۱۶	حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کی طرف رجحان	۲۱۸
۳۱۷	ازدیاد محبت کی حکمت	۲۱۹
۳۱۸	حضور ﷺ کا گھر میں تشریف لانے کا انداز	۲۲۰
۳۱۹	فضل الٰہی	۲۲۲
۳۲۰	عمل صالح سے فضل الٰہی متوجہ ہوتا ہے	۲۲۲
۳۲۱	ان لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی	۲۲۳
۳۲۲	دل کی صفائی پر بارگاہ نبوی سے جنت کی بشارت کا ایک واقعہ	۲۲۳
۳۲۳	کینہ نہ رکھنا حضور ﷺ کی سنت ہے	۲۲۵
۳۲۴	قاطع رحم کی بخشش نہیں	۲۲۵
۳۲۵	والدین کے نافرمان کی بخشش نہیں	۲۲۷

۳۲۶	زندگی پر حرص	۲۲۷
۳۲۷	اولاد پر ماں باپ اگر ظلم کریں تب بھی حسن سلوک کرو	۲۲۸
۳۲۸	ایک عبرت ناک واقعہ	۲۲۹
۳۲۹	اللہ کا خوف اور اللہ کی محبت حفاظت کا ذریعہ ہے	۲۳۰
۳۳۰	ماں باپ کا رشتہ بے غرض ہوتا ہے	۲۳۱
۳۳۱	والدین کی تربیت، تربیت خداوندی کا نمونہ ہے	۲۳۱
۳۳۲	مسعر بن کدام کا واقعہ	۲۳۲
۳۳۳	جیسی کرنی ویسی بھرنی	۲۳۳
۳۳۴	ہمیشہ شراب پینے والا بھی اس رات میں محروم رہتا ہے	۲۳۳
۳۳۵	حلال گوشت کا بورڈ لگا کر حرام گوشت بیچنا	۲۳۴
۳۳۶	ملک الموت کا خطاب	۲۳۴
۳۳۷	شراب پینے کا گناہ	۲۳۵
۳۳۸	دینی مجالس کی برکات	۲۳۵
۳۳۹	مسجد آؤ گے تو قرآن ملے گا، نبی کا فرمان ملے گا	۲۳۶
۳۴۰	حضرت جعفرؓ کو اللہ کی طرف سے سلام	۲۳۶
۳۴۱	اللہ کو حضرت جعفرؓ کی چار باتیں پسند ہیں	۲۳۸
۳۴۲	چار باتیں	۲۳۸
۳۴۳	جنت کی شراب طہور	۲۳۹
۳۴۴	حضور ﷺ کی عبادات	۲۳۹
۳۴۵	حضرت شاہ عطاء اللہ بخاریؒ فرماتے ہیں	۲۴۰
۳۴۶	نصف شعبان کی دعا	۲۴۰
۳۴۷	نام بگاڑنا اور اس کی اصلاح کا طریقہ	۲۴۱
۳۴۸	اللہ کا ایک نام "شکور" ہے، اس کے معنی اور ایک واقعہ	۲۴۲
۳۴۹	آج رات کتنی عبادت کریں	۲۴۲
۳۵۰	صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت	۲۴۳
۳۵۱	صلوٰۃ التسبیح کے کچھ مسائل	۲۴۴

۳۵۲	صلوٰۃ التسبیح کا دوسرا طریقہ	۲۴۵
۳۵۳	اس رات کی خصوصیت	۲۴۵
۳۵۴	جیسا گناہ ویسی توبہ	۲۴۶
۳۵۵	توبہ کی شرطیں	۲۴۷
۳۵۶	توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے	۲۴۷
۳۵۷	اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں	۲۴۷
۳۵۸	جو کسی پر رحم کرتا ہے اللہ کو اس پر بہت پیار آتا ہے	۲۴۹
۳۵۹	حضور ﷺ کی شفقت	۲۴۹
۳۶۰	حضور ﷺ کی تین مقبول دعائیں	۲۵۱
۳۶۱	ہماری بدحالی	۲۵۱
۳۶۲	ہم ارادہ کریں	۲۵۱
۳۶۳	ایک بات یاد رکھیں	۲۵۲
۳۶۴	﴿تقویٰ کی حقیقت اور اس کے ثمرات﴾ (۱)	۲۵۴
۳۶۵	عمل کی نیت سے سنا	۲۵۴
۳۶۶	بیان کا مقصد	۲۵۵
۳۶۷	"یاایہا الذین آمنو" بڑا پیارا خطاب ہے	۲۵۶
۳۶۸	تقویٰ اور اس کی حقیقت	۲۵۷
۳۶۹	قیامت وجہنم سے ڈرانا بھی نعمت ہے	۲۵۷
۳۷۰	سب سے پہلے تقویٰ کی وصیت، سلف صالحین کا طریقہ	۲۵۸
۳۷۱	حضرت داؤد طائی کی نصیحت	۲۵۹
۳۷۲	تقویٰ کا مفہوم	۲۶۰
۳۷۳	ستر نبی کے برابر عمل بھی کم معلوم ہوں گے	۲۶۰
۳۷۴	کسی موقع پر اللہ کا حکم نہ ٹوٹے، یہی تقویٰ ہے	۲۶۱
۳۷۵	تقویٰ کے بغیر ولایت ممکن نہیں	۲۶۱
۳۷۶	گناہ چھوڑے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا	۲۶۱

۳۷۷	''مگر'' غیبت کا دروازہ	۲۶۲
۳۷۸	زبان پر کنٹرول	۲۶۲
۳۷۹	لغویات کا خمیازہ	۲۶۳

۳۸۰ ﴿تقویٰ کی حقیقت اور اس کے ثمرات﴾ (۲) ۲۶۶

۳۸۱	تقویٰ پر اللہ کے وعدے	۲۶۶
۳۸۲	روزی آدمی کو تلاش کرتی ہے	۲۶۷
۳۸۳	تقویٰ کی برکت	۲۶۸
۳۸۴	تقویٰ پر بے وہم وگمان روزی	۲۶۹
۳۸۵	ایک واقعہ	۲۶۹
۳۸۶	بلا نکاح صرف منگنی ہو جانے پر لڑکے لڑکی کا آپس میں ملنا حرام ہے	۲۷۱
۳۸۷	قدرت الٰہی کا کرشمہ	۲۷۱
۳۸۸	ویرزقه من حیث لا یحتسب کا نمونہ	۲۷۲
۳۸۹	تقویٰ کے برکات اور مزید تین وعدے	۲۷۲
۳۹۰	حقیقت تقویٰ کیا ہے؟	۲۷۳
۳۹۱	شرائط تقویٰ	۲۷۴
۳۹۲	کھیر کا واقعہ	۲۷۵
۳۹۳	نماز وزکوٰۃ کی اہمیت	۲۷۶
۳۹۴	ایفاء عہد بڑی نعمت ہے	۲۷۶
۳۹۵	صبر بہت بڑی نعمت ہے	۲۷۷
۳۹۶	تقویٰ سے حضور ﷺ کی قربت	۲۷۷
۳۹۷		

۳۹۸ ﴿تقویٰ کی حقیقت اور اس کے ثمرات﴾ (۳) ۲۸۰

۳۹۹	تقویٰ، خوف اور خشیت	۲۸۰
۴۰۰	بلا تقویٰ ایمان عریان ہے	۲۸۱
۴۰۱	تقویٰ کے چار درجے	۲۸۱

۴۰۲	پہلا درجہ	۲۸۲
۴۰۳	دوسرا درجہ	۲۸۲
۴۰۴	تیسرا درجہ	۲۸۲
۴۰۵	چوتھا درجہ	۲۸۲
۴۰۶	عارفین کے قلوب تقویٰ کا معدن ہیں	۲۸۲
۴۰۷	حضور اقدس ﷺ کی مجلس مبارکہ کا اثر	۲۸۳
۴۰۸	صحبت کا اثر ہوتا ہے اس کی ایک مثال	۲۸۳
۴۰۹	صحبت سے مضمون لینا چاہیے	۲۸۴
۴۱۰	صادقین کے ساتھ ہو جاؤ	۲۸۴
۴۱۱	صادقین کون لوگ ہیں	۲۸۵
۴۱۲	ظاہر، باطن دونوں کی اصلاح	۲۸۵
۴۱۳	اللہ کی معیت	۲۸۷
۴۱۴	تقویٰ سے کامیابی	۲۸۷
۴۱۵	متقیوں پر رحمت خداوندی	۲۸۸
۴۱۶	نماز کی پابندی متقیوں کی صفت	۲۸۸
۴۱۷	رحمت، نور، مغفرت سب تقویٰ کی برکت	۲۸۸
۴۱۸	قرآن متقیوں کے لئے ہدایت ہے	۲۸۸
۴۱۹	متقیوں کی چند صفات	۲۸۸
۴۲۰	متقی لوگ ہدایت پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں	۲۸۹
۴۲۱	متقیوں کے اعمال مقبول ہیں	۲۸۹
۴۲۲	اللہ متقیوں کا دوست ہے	۲۸۹
۴۲۳	قیامت کے دن متقی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں گے	۲۸۹
۴۲۴	خدا کے یہاں تقویٰ پر عزت	۲۸۹
۴۲۵	متقیوں کا انجام	۲۸۹
۴۲۶	متقیوں کیلئے گناہوں کا کفارہ اور مغفرت	۲۹۰
۴۲۷	مغفرت وعزت واجر کی بشارت	۲۹۰

۴۲۸ دل چاہی چیزیں تقویٰ کی برکت سے ۲۹۱

۴۲۹ گناہوں کا کفارہ ۲۹۱

۴۳۰ ڈرنے والوں سے اللہ راضی ہے ۲۹۱

۴۳۱ ڈرنے والوں کے لئے بے گمان روزی ۲۹۱

۴۳۲ ڈرنے والوں کا کام اللہ تعالیٰ آسان کردیگا ۲۹۱

۴۳۳ ڈرنے والوں کے لئے طرح طرح کی نعمتیں اور طرح طرح کے آرام وآسائش ۲۹۲

متقیوں کی مہمانی ۲۹۲

۴۳۴ جنت کے چشمے ۲۹۲

۴۳۵ متقیوں کو سلام ۲۹۲

۴۳۶ جنت کے انعامات ۲۹۳

۴۳۷ متقیوں کو جہنم سے نجات ۲۹۵

۴۳۸ انتفاء خوف وحزن میں بھی اور آخرت میں بھی ۲۹۶

۴۳۹ حق وباطل کی پہچان ۲۹۶

۴۴۰ آسمان وزمین کی برکتوں کا کھلنا ۲۹۶

دشمنوں سے حفاظت ۲۹۷

۴۴۱

۴۴۲ **﴿تقویٰ کی حقیقت اور اس کے ثمرات﴾ (۴) ۲۹۹**

۴۴۳ تقویٰ کے درجات ۲۹۹

۴۴۴ حسن بصریؒ اور خوف خدا ۳۰۱

۴۴۵ سعید بن جبیرؒ اور خوف خدا ۳۰۲

۴۴۶ میمون بن مہران، خشیت ربانی اور معاصی سے اجتناب ۳۰۲

۴۴۷ علامہ ابن سیرینؒ کا تقویٰ ۳۰۳

۴۴۸ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور خوف الٰہی ۳۰۶

۴۴۹ امام اعظم ابوحنیفہ کا تقویٰ ۳۰۷

۴۵۰ امام اعظم کا مشتبہ چیز کھانے سے اجتناب کرنا ۳۰۸

۴۵۱ عیب دار مال بے خیالی میں بک جانے کی وجہ سے ساری رقم صدقہ کردی ۳۰۸

۴۵۲ امام صاحب کے تقویٰ کے سبب مجوسی نے اسلام قبول کرلیا ۳۰۹

۴۵۳ نظر کی حفاظت ۳۱۰

۴۵۴ مولانا احمد علی صاحبؒ کا تقویٰ ۳۱۰

۴۵۵ حضرت سہارنپوریؒ کا مدرسہ کی اشیاء کو استعمال نہ کرنا ۳۱۱

۴۵۶ جلسہ کے موقع پر بھی اپنے گھر کا کھانا ۳۱۱

۴۵۷ حضرت مولانا یحییٰ صاحبؒ کا تقویٰ ۳۱۲

۴۵۸ بمبئی میں بلا اجازت مالک کے ایک خط بھی لیجانے سے انکار ۳۱۳

۴۵۹ حضرت حاجی صاحبؒ کی تسبیح ۳۱۳

۴۶۰ تقویٰ حکیم الامتؒ ۳۱۳

۴۶۱ تقویٰ حضرت نانوتویؒ کا ۳۱۴

۴۶۲ حضرت مولانا مظفر حسین صاحبؒ کا تقویٰ ۳۱۴

۴۶۳ خوف الٰہی، گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے ۳۱۵

۴۶۴ عبرت ناک واقعہ ۳۱۶

۴۶۵ تقویٰ کی وصیت ۳۱۸

۴۶۶ ہر وقت اور ہر جگہ اللہ سے ڈرتے رہو ۳۱۸

۴۶۷ جلوت اور خلوت میں ہر جگہ تقویٰ اختیار کرو ۳۱۹

۴۶۸ تقویٰ ہی فضیلت کا معیار ہے ۳۱۹

۴۶۹ اللہ کے اعتبار سے نسب ۳۲۰

۴۷۰ نسب پر فخر کرنا ۳۲۱

۴۷۱ تمام انسانوں کی دو قسمیں ہیں ۳۲۲

۴۷۲ **﴿تقویٰ کی حقیقت اور اس کے ثمرات﴾ (۵) ۳۲۴**

۴۷۳ ہر چیز اس کے اہل کے پاس سے ملتی ہے ۳۲۴

۴۷۴ شرط ولایت تقویٰ ہے ۳۲۵

۴۷۵ تصوف کی حقیقت ۳۲۵

۴۷۶ صادقین کے ساتھ ہمیشہ رہنا چاہیے، اس پر استدلال ۳۲۶

۴۷۷	دو چیز سے ولایت بنتی ہے	۳۲۶
۴۷۸	ولایت تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے	۳۲۷
۴۷۹	صحبت کی تاثیر پر ایک تمثیل	۳۲۷
۴۸۰	مجاہدہ بھی ضروری ہے	۳۲۸
۴۸۱	مجاہدہ کیا چیز ہے	۳۲۹
۴۸۲	شیخ کے چار حق ہیں	۳۲۹
۴۸۳	نفع کا دارومدار مناسبت پر ہے	۳۲۹
۴۸۴	تفکر فی خلق اللہ	۳۲۹
۴۸۵	اہل اللہ کی صحبت کے ضروری ہونے پر حکیم الامتؒ کا ایک علمی استدلال	۳۳۰
۴۸۶	صحبت اہل اللہ کے عبادت سے افضل ہونے کی وجہ	۳۳۱
۴۸۷	ملاقات اہل اللہ کی اہمیت	۳۳۲
۴۸۸	اہل اللہ سے تعلق کے برکات کی ایک مثال	۳۳۳
۴۸۹	صحبت شیخ سے کیا ملتا ہے	۳۳۴
۴۹۰	صحبت کی اہمیت پر ایک علم عظیم	۳۳۴
۴۹۱	اہل اللہ کی صحبت کے حصول کے لئے دعا	۳۳۵
۴۹۲	تقویٰ محافظ نور سنت ہے	۳۳۶
۴۹۳	اللہ کی محبت کا رس تقویٰ ہے	۳۳۶
۴۹۴	اللہ تعالیٰ کے غضب کے اعمال سے بالکلیہ الگ ہو جاؤ	۳۳۷
۴۹۵	متقی چوبیس گھنٹے کا عبادت گذار ہے	۳۳۷
۴۹۶	متقی کے یہ معنی نہیں کہ کبھی اس سے خطا ہی نہ ہوگی	۳۳۸
۴۹۷	متقی رہنا اتنا ہی آسان ہے جتنا باوضو رہنا	۳۳۹
۴۹۸	تقویٰ کی لذت بے مثل ہے	۳۳۹
۴۹۹	تقویٰ سب سے بڑی سنت ہے	۳۴۰
۵۰۰	تقویٰ گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے کا نام ہے	۳۴۰
۵۰۱	حکم استغفار کی ایک عاشقانہ تمثیل	۳۴۲
۵۰۲	قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے	۳۴۳
	تقویٰ کی تکمیل	۳۴۴

۵۰۳	**﴿قرآن کی عظمت﴾**	**۳۴۶**
۵۰۴	ماہ رمضان کی بہار قرآن کریم سے ہے	۳۴۶
۵۰۵	سب رسولوں پر ہمارا ایمان ہے	۳۴۶
۵۰۶	نبیوں کی صداقت کے لئے معجزے	۳۴۷
۵۰۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کی تعداد	۳۴۷
۵۰۸	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمی معجزہ	۳۴۸
۵۰۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ	۳۴۸
۵۱۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے	۳۴۹
۵۱۱	قرآن مجید کا پہلا چیلنج	۳۴۹
۵۱۲	دوسرا چیلنج	۳۵۰
۵۱۳	تیسرا چیلنج	۳۵۰
۵۱۴	قرآن مجید کے مقابلہ میں پیش کردہ ایک مضحکہ خیز نمونہ	۳۵۱
۵۱۵	قرآن کا چیلنج آج بھی باقی ہے	۳۵۲
۵۱۶	قرآن مجید کی کشش	۳۵۲
۵۱۷	سعد بن حارث کا بیان	۳۵۲
۵۱۸	علی اسدی کی توبہ	۳۵۳
۵۱۹	توبہ کا ایک اور واقعہ	۳۵۳
۵۲۰	خلاصہ کلام	۳۵۴
۵۲۱	**﴿پانچ نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ﴾**	**۳۵۵**
۵۲۲	اگر نعمتوں کی قدر نہ کی تو؟	۳۵۵
۵۲۳	زندگی کو غنیمت سمجھو موت سے پہلے	۳۵۵
۵۲۴	کچھ نہ کچھ کرتے رہو	۳۵۶
۵۲۵	موت کا وقت مقرر ہے	۳۵۶
۵۲۶	مہلت کی درخواست	۳۵۷
۵۲۷	موت کے استحضار کی ضرورت ہے	۳۵۸
۵۲۸	دنیا کی نعمت فانی ہے اور آخرت کی نعمت باقی اور دائمی ہے	۳۵۸

۵۲۹ دنیا کی زندگی کی مثال ۳۵۹
۵۳۰ دوسری مثال ۳۵۹
۵۳۱ تمام عالموں میں عالم دنیا سب سے اہم ہے ۳۶۰
۵۳۲ ستر ہزار قرآن ایک سبحان اللہ کے بدلہ میں ۳۶۰
۵۳۳ سب سے بہتر اور سب سے بدتر شخص ۳۶۲
۵۳۴ صرف آٹھ دن کا فرق ۳۶۲
۵۳۵ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی فکر کریں ۳۶۳
۵۳۶ صلہ رحمی کی عظمت ۳۶۴
۵۳۷ صلہ رحمی سے رحمت خداوندی ۳۶۴
۵۳۸ رزق میں کشائش اور عمر میں برکت ۳۶۴
۵۳۹ رشتہ داروں کی مدد پر دو ثواب ۳۶۵
۵۴۰ قاطع رحم جنت میں داخل نہ ہوگا ۳۶۵
۵۴۱ رحمت خداوندی سے محرومی ۳۶۵
۵۴۲ آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں ۳۶۶
۵۴۳ تین دن سے زیادہ ناراضگی کی وجہ سے بات چیت بند نہ کریں ۳۶۶
۵۴۴ ایک سال بات بند کرنے پر سخت وعید ۳۶۷
۵۴۵ مغفرت کا معاملہ ملتوی کر دیا جاتا ہے ۳۶۷
۵۴۶ آپس میں حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو ۳۶۸
۵۴۷ اصلاح ذات البین کی فضیلت ۳۶۹
۵۴۸ فساد باہمی دین کو مونڈنے والا ہے ۳۶۹
۵۴۹ کافر قیامت کے دن کہے گا ۳۷۰
۵۵۰ آخرت کے لئے تیاری کی ایک مثال ۳۷۰
۵۵۱ زندگی برف کی طرح ہے ۳۷۱
۵۵۲ موت مومن کا تحفہ ہے ۳۷۲
۵۵۳ موت جنت کا ایک دروازہ ہے ۳۷۲
۵۵۴ سفر کی تیاری ۳۷۳
۵۵۵ دنیا کو آباد اور آخرت کو برباد کر رکھا ہے ۳۷۳
۵۵۶ اہل جنت کی ایک حسرت ۳۷۴
۵۵۷ خلاصہ کلام ۳۷۴

۵۵۸ ﴿زندگی کی حقیقت اور فکر آخرت کی دعوت﴾ ۳۷۶

۵۵۹ لعب کی تعریف ۳۷۶
۵۶۰ لہو کی تعریف ۳۷۷
۵۶۱ اسلامی کھیل ۳۷۷
۵۶۲ جوانی میں بچپن کے کھیل بے وقت نظر آتے ہیں ۳۷۷
۵۶۳ جوانی پر افسوس ہوگا ۳۷۸
۵۶۴ کھیل کو ایک ہنر بنا دیا گیا ہے ۳۷۸
۵۶۵ آج کل کے کھیل خدا فراموشی کے مشغلے ہیں ۳۷۸
۵۶۶ ادھیڑ عمر باہمی تفاخر ۳۷۹
۵۶۷ بڑھاپے کا تحفہ ۳۷۹
۵۶۸ کافر کے معنی ۳۸۰
۵۶۹ زندگی کی مثال کھیتی کی طرح ہے ۳۸۰
۵۷۰ ایک دلچسپ واقعہ ''متاع''، ''رقیم''، ''تبارک'' کے معنی ۳۸۱
۵۷۱ کفار کا دنیا میں گھومنا تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے ۳۸۲
۵۷۲ والآخرة خیر وابقی ۳۸۲
۵۷۳ حضرت حسن بصریؒ نے ۱۲۰ صحابہ کی زیارت کی ۳۸۳
۵۷۴ آخرت کے لئے کتنا عمل کریں ۳۸۳
۵۷۵ آخرت کی زندگی کا کنارہ ہی نہیں ۳۸۴
۵۷۶ ابو حازم اور سلیمان ابن عبد الملک کی ملاقات ۳۸۴
۵۷۷ آباد گھر سے ویران گھر جانا کون پسند کرتا ہے ۳۸۵
۵۷۸ میرا ہر ساتھی موت کو پسند کرتا ہے ۳۸۵
۵۷۹ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی کس طرح ہوگی ۳۸۶
۵۸۰ میں تھوڑی سوئی تو اتنی پٹائی ہوئی آپ رات بھر سوتے ہو آپ کا کیا انجام ہوگا ۳۸۶
۵۸۱ حضرت ابراہیم بن ادھم کی حکیمانہ نصیحت کا سبق آموز واقعہ ۳۸۷
۵۸۲ اس کا رزق کھائیں اور اس کی نافرمانی کریں ۳۸۷
۵۸۳ ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں اللہ کا ملک نہ ہو ۳۸۸
۵۸۴ ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں اللہ نہ ہو اور اس سے چھپ کر گناہ کرو ۳۸۸

۵۸۵ تم جہاں بھی ہو اللہ تمہیں دیکھتا ہے اور تمہارے ساتھ ایک سبق آموز واقعہ ۳۸۹
۵۸۶ ایک سبق آموز واقعہ ۳۸۹
۵۸۷ موت کے فرشتے سے توبہ کی مہلت طلب کرنا ۳۹۰
۵۸۸ منکر نکیر کے سوالوں کو جواب نہ دینا اور ان کو بھگا دینا ۳۹۱
۵۸۹ میدان محشر میں جہنم میں جانے سے انکار کردینا ۳۹۱
۵۹۰ صلحاء اور نیک بندوں کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کی کیفیت ۳۹۲
۵۹۱ مجرمین کی پیشی ۳۹۳
۵۹۲ مجرمین چہروں سے پہچان لئے جائیں گے ۳۹۳
۵۹۳ اللہ تعالیٰ استحضار نصیب فرمائیں ۳۹۴

۵۹۴ ﴿دنیا میں اچھے لوگوں کے ساتھ رہو﴾ ۳۹۵

۵۹۵ غیروں کے ساتھ تعلق کی حد ۳۹۵
۵۹۶ برتھ ڈے منانا یوم پیدائش ۳۹۶
۵۹۷ برتھ ڈے خوشی کا دن ہے یا غم کا ۳۹۶
۵۹۸ ہمارے قول و فعل کا تضاد ۳۹۷
۵۹۹ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے ہیں ۳۹۷
۶۰۰ اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو ۳۹۹
۶۰۱ اس کے دوستوں کے دیکھو ۳۹۹
۶۰۲ اچھی صحبت کی ایک مثال ۴۰۰
۶۰۳ دوسری مثال ۴۰۱
۶۰۴ صحابہ میں صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ۴۰۲
۶۰۵ اہل اللہ کی صحبت سے انشاء اللہ حسن خاتمہ ہوگا ۴۰۲
۶۰۶ یہاں یورپ میں اچھی صحبت انتہائی ضروری ہے ۴۰۳
۶۰۷ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ۴۰۴
۶۰۸ اصحاب کہف کا کتا ۴۰۶
۶۰۹ بری صحبت کا نتیجہ ایک واقعہ ۴۰۶
۶۱۰ عربوں کی مہمان نوازی ۴۰۷

۶۱۱ کاش میں اس کو دوست نہ بناتا ۴۰۸
۶۱۲ جنت کب ملے گی ۴۰۸
۶۱۳ ایک کارآمد تمثیل ۴۰۹
۶۱۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت، دوزخ کا مشاہدہ کرکے بیان فرمایا ۴۱۰

۶۱۵ ﴿شکر کی حقیقت......۱﴾ ۴۱۲

۶۱۶ دل کے موم بنادینے والی آیت کریمہ ۴۱۲
۶۱۷ شکر اور کفر کے معنی ۴۱۲
۶۱۸ انسان کی دو حالتیں ۴۱۳
۶۱۹ شکر تین طرح کے ہوتے ہیں ۴۱۳
۶۲۰ شکر کے متعلق حضرت داؤد علیہ السلام کا عجیب اعتراف ۴۱۴
۶۲۱ انسان ایک نعمت کا احصاء نہیں کرسکتا ۴۱۴
۶۲۲ سانس عظیم نعمت ہے ۴۱۵
۶۲۳ بادشاہت کی قیمت ۴۱۶
۶۲۴ اگر پیشاب بند ہوجائے ۴۱۷
۶۲۵ یہ بھی عظیم نعمت ہے ۴۱۷
۶۲۶ شکر کا بڑا مقام ہے ۴۱۸
۶۲۷ شیطان کا حربہ ۴۱۸
۶۲۸ شکر پر اللہ کا وعدہ اور ناشکری پر وعید ۴۱۹
۶۲۹ نعمتوں کی ناشکری پر اللہ کی پکڑ ۴۲۰
۶۳۰ قوم سبا کا عبرت ناک واقعہ ۴۲۰
۶۳۱ ہر موقع پر دعا کا اہتمام بھی شکر ہے ۴۲۲
۶۳۲ مغفرت کا ایک واقعہ ۴۲۳
۶۳۳ شکر پر زیادتی ایک واقعہ ۴۲۳
۶۳۴ الحمدللہ کلمہ شکر بھی ہے اور کلمہ دعا بھی ۴۲۴

۶۳۵ ﴿شکر کی حقیقت......۲﴾ ۴۲۵

۶۳۶ شکر دین کی بنیاد ہے ۴۲۵
۶۳۷ قلب کا شکر ۴۲۶
۶۳۸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا مقام ۴۲۶
۶۳۹ اس امت کی صفات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا ۴۲۷
۶۴۰ ایک انسان اور ایک مسلمان کا مقام ۴۲۸
۶۴۱ ایمان کی قدر وقیمت ۴۲۹
۶۴۲ ایک مسلمان ہفت اقلیم کے بادشاہ سے بہتر ہے ۴۲۹
۶۴۳ ہم اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرتے رہیں ۴۳۰
۶۴۴ احسن تقویم میں انسان کو پیدا کیا اس کا بھی شکر ادا کریں ۴۳۱
۶۴۵ جیسی نعمت ویسی شکر گزاری ۴۳۱
۶۴۶ عصمت انبیاء کا مسئلہ ۴۳۲
۶۴۷ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت مبارکہ ۴۳۲
۶۴۸ اعضا کا شکر ۴۳۳
۶۴۹ زبان کا شکر ۴۳۳
۶۵۰ ایک دیہاتی کی عجیب دعا ۴۳۴
۶۵۱ حضرت عمرؓ کا مقام ۴۳۴
۶۵۲ مومن کے دونوں ہاتھوں میں لڈو ہیں ۴۳۴
۶۵۳ تین نعمتیں ۴۳۴
۶۵۴

۶۵۵ ﴿رحمت وغضب﴾

۶۵۶ حاملین عرش مومن کے لئے دعا کرتے ہیں ۴۳۵
۶۵۷ اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو ۴۳۶
۶۵۸ قرآن کا اعجاز ۴۳۶
۶۵۹ گناہ کے نقصانات ۴۳۷
۶۶۰ دریں چہ شک ۴۳۹

۶۶۱ اللہ کی عظمت کا استحضار ہوتو ۴۴۰
۶۶۲ قرآن کا معجزہ ۴۴۱
۶۶۳ انسان خوشی اور غمی کا مظہر نہیں ہوسکتا ۴۴۱
۶۶۴ ایک ساتھ رحمت وعذاب سے متعلق چند آیتیں ۴۴۲
۶۶۵ چند عجیب وغریب آیتیں ۴۴۳
۶۶۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب آیت ۴۴۳
۶۶۷ آیت کی شان نزول ۴۴۴
۶۶۸ سید الشہداء حضرت حمزہ کے ایمان کا واقعہ ۴۴۴
۶۶۹ بدلہ لینا ہوتو برابر سرابر بدلہ لو ۴۴۵
۶۷۰ حضرت وحشیؓ کے ایمان کا واقعہ ۴۴۶
۶۷۱ مسیلمہ کذاب کا قتل ۴۴۶
۶۷۲ حضرت وحشیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت بیٹھتے تھے ۴۴۷
۶۷۳ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت ۴۴۷
۶۷۴ صد شکر ہستیم میان دو کریم ۴۴۸
۶۷۵ مشکوٰۃ نبوت کی جھلکیاں ۴۴۸
۶۷۶ پس پشت بیٹھنے کی حکمت ۴۴۸

۶۷۷ ﴿اعمال صالحہ کو ضائع کرنے والے کام﴾ ۴۵۰

۶۷۸ عمل کی جگہ دنیا ہے ۴۵۰
۶۷۹ فرشتے رحم نہیں کریں گے ۴۵۱
۶۸۰ کسی عمل کو چھوٹا مت سمجھو ۴۵۱
۶۸۱ اپنے نیک اعمال کو باطل نہ کرو ۴۵۲
۶۸۲ ایمان اور اعمال صالحہ کو برباد کرنے والا گناہ شرک ہے ۴۵۲
۶۸۳ معاذ اللہ اگر انبیاء علیہ السلام شرک کریں تو ۴۵۳
۶۸۴ کفر وشرک کی وجہ سے نیک اعمال بے وزن ہوں گے ۴۵۳
۶۸۵ حبط اعمال کا دوسرا سبب ۴۵۴

۶۸۶	صحابہ رضی اللہ عنہم کا ادب	۴۵۴
۶۸۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا ثمرہ	۴۵۴
۶۸۸	اعمال کی حفاظت کرو	۴۵۵
۶۸۹	اعمال کی حفاظت کس طرح ہو	۴۵۶
۶۹۰	میری امت کا مفلس	۴۵۶
۶۹۱	خلاصہ کلام	۴۵۷

۶۹۲ ﴿مقام صحابہ رضی اللہ عنہم﴾ ۴۵۸

۶۹۳	ہم تک دین اسلام پہنچنے کے واسطے	۴۵۸
۶۹۴	ان واسطوں پر اعتراض کا جواب خود اللہ تعالی نے دیا	۴۵۸
۶۹۵	واسطہ پر جرح احکام پر جرح ہے	۴۵۹
۶۹۶	حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اوصاف	۴۵۹
۶۹۷	حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طاقت	۴۶۰
۶۹۸	آمدم برسر مطلب	۴۶۱
۶۹۹	سب کے احسان کا بدلہ چکا دیا سوائے ابوبکر کے	۴۶۱
۷۰۰	غلاموں کو آزاد کرنا	۴۶۱
۷۰۱	مال خرچ کرنے کا مقصد	۴۶۲
۷۰۲	رہ گئی رسم اذان	۴۶۳
۷۰۳	گرجا گر گیا	۴۶۴
۷۰۴	اذان کا ادب واحترام	۴۶۴
۷۰۵	اذان کا جواب دینے کی فضیلت	۴۶۴
۷۰۶	حسن خاتمہ کی بشارت	۴۶۵
۷۰۷	اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے	۴۶۶
۷۰۸	اذان کے وقت باتیں کرنا	۴۶۶
۷۰۹	جدائیگی ناقابل برداشت ہوگی	۴۶۷
۷۱۰	مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا	۴۶۸
۷۱۱	حضرت ابوبکر پر جرح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیا	۴۶۸
۷۱۲	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر جرح ہوئی تب اللہ تعالی نے خود جواب دیا	۴۶۸

۷۱۳	یہ آل ابوبکر کی پہلی برکت نہیں ہے تیمم کا حکم ہے	۴۶۹
۷۱۴	غرباء ضعفاء عام طور پر پہلے ایمان لاتے ہیں	۴۷۰
۷۱۵	رؤساء مکہ کا مطالبہ	۴۷۱
۷۱۶	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام	۴۷۱
۷۱۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تسلی	۴۷۳
۷۱۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک اس آیت کے نزول کے بعد	۴۷۳
۷۱۹	ایمان قبول کرو نہ کرو، ہمارا کوئی نفع نقصان نہیں	۴۷۴
۷۲۰	کافر کی سزا	۴۷۵
۷۲۱	ایمان واعمال صالحہ کا صلہ	۴۷۵
۷۲۲	صحابہ کے بارے میں سرٹیفکیٹ	۴۷۶
۷۲۳	صحابہ کا امتحان	۴۷۷
۷۲۴	صحابہ کی خوش نصیبی	۴۷۷
۷۲۵	جماعت صحابہ کے لئے اللہ کی طرف سے رضامندی کا اعلان	۴۷۸
۷۲۶	ورضوان من اللہ اکبر	۴۷۸
۷۲۷	اقتدا کے قابل صحابہ کی جماعت ہے	۴۸۰
۷۲۸	میں نے صحابہ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا	۴۸۰
۷۲۹	جماعت صحابہ کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ	۴۸۰
۷۳۰	صحابہ ازواج مطہرات اہل بیت کرام کی محبت کا ثمرہ	۴۸۱
۷۳۱	صحابہ پر تنقید	۴۸۱
۷۳۲	میرے صحابہ کو تنقید کا نشانہ مت بنانا	۴۸۲
۷۳۳	صحبت رسول کے فیضان پر حضرت پرتاپ گڑھی کی عارفانہ دلیل	۴۸۳
۷۳۴	اللہ کی لعنت ہو	۴۸۴
۷۳۵	نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل	۴۸۴
۷۳۶	صحابہ پر اعتماد انتہائی درجہ ضروری ہے	۴۸۵
۷۳۷	طعن کرنے والا دین سے نکل گیا	۴۸۵
۷۳۸	واسطہ پر طعن اصل پر طعن ہے	۴۸۶
۷۳۹	خلاصۂ کلام	۴۸۶

۷۴۰	**وصیت کی اہمیت اور ترکہ کی تقسیم**	**۴۸۷**
۷۴۱	وصیت کا مقام	۴۸۷
۷۴۲	ذوی الفروض وارث	۴۸۷
۷۴۳	عصبہ اور ذوی الارحام وارث	۴۸۸
۷۴۴	وصیت کرنا منسوخ ہو گیا	۴۸۸
۷۴۵	وصیت نامہ لکھنے کی اہمیت	۴۸۸
۷۴۶	وصیت نامہ پر کیا ملے گا	۴۸۹
۷۴۷	اس ملک (یورپ) میں وصیت کی اہمیت	۴۸۹
۷۴۸	وصیت کی چند قسمیں ہیں	۴۹۰
۷۴۹	اپنے ذمہ قرض ہو تو وصیت نامہ میں لکھ دو	۴۹۰
۷۵۰	حقداروں کو حق نہیں ملے گا تو اس صورت میں بھی ضرور وصیت کر دیں	۴۹۱
۷۵۱	شادی کے وقت بیٹیوں کا وراثتی حق ختم نہیں ہو جاتا	۴۹۱
۷۵۲	کسی وارث کو محروم کرنے کا گناہ	۴۹۱
۷۵۳	یہ سب خداوندی ضابطے ہیں	۴۹۲
۷۵۴	جو وارث کو محروم کرے گا اللہ اس کو جنت سے محروم کر دیں گے	۴۹۳
۷۵۵	لڑکوں کے حصہ کا تعین لڑکیوں کے حصہ تعین پر موقوف ہے	۴۹۳
۷۵۶	والدین کی خدمت، ان پر احسان نہیں ہے	۴۹۴
۷۵۷	والدین کا حق	۴۹۴
۷۵۸	فرق مراتب کو ملحوظ رکھو	۴۹۵
۷۵۹	وصیت کی تیسری قسم	۴۹۵
۷۶۰	ہمارے زمانہ کی حالت کا نقشہ	۴۹۶
۷۶۱	وصیت کی چوتھی قسم، انبیاء علیہم السلام کی وصیت	۴۹۷
۷۶۲	میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں	۴۹۷
۷۶۳	انبیاء کا مال صدقہ ہوتا ہے	۴۹۷
۷۶۴	انبیاء علیہم السلام کے مال سے میراث جاری نہیں ہوتی اس کی حکمتیں	۴۹۸
۷۶۵	انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا ترکہ علم ہے	۴۹۹
۷۶۶	حضرت ابراہیم علیہم السلام اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی وصیت	۵۰۰
۷۶۷	ترکہ میں احتیاط کا ایک عجیب واقعہ	۵۰۰

۷۶۸	**وصیت کی اہمیت اور ترکہ کی تقسیم**	**۵۰۲**
۷۶۹	ترکہ کی تقسیم میں عجلت مناسب نہیں ہے	۵۰۲
۷۷۰	تقسیم ترکہ میں رکاوٹ	۵۰۳
۷۷۱	والدہ کے نان ونفقہ سکنیٰ کا حکم	۵۰۳
۷۷۲	اپنا حصہ دوسرے وارثوں کو دیدینا	۵۰۳
۷۷۳	بہنوں کی خاموشی کا ناجائز فائدہ	۵۰۴
۷۷۴	حصہ لے لو تو فتویٰ ہے نہ لو تو تقویٰ ہے	۵۰۵
۷۷۵	آپس کی رضامندی سے ترکہ کی تقسیم	۵۰۵
۷۷۶	عبرتناک واقعہ	۵۰۶
۷۷۷	وصیت نامہ تیار کر لینا چاہئے	۵۰۶
۷۷۸	وارث کے لئے وصیت معتبر نہیں	۵۰۶
۷۷۹	کار خیر میں وصیت کا حکم	۵۰۷
۷۸۰	موت کے وقت تمنا کرے گا	۵۰۸
۷۸۱	مرض الموت میں وصیت	۵۰۹
۷۸۲	پرائے مال سے محبت	۵۰۹
۷۸۳	آج کا دور	۵۱۰
۷۸۴	چالیسواں	۵۱۱
۷۸۵	ایک لطیفہ	۵۱۱
۷۸۶	ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کرنے میں جلدی کرو	۵۱۲
۷۸۷	قبر میں مردہ کی حالت	۵۱۲
۷۸۹	والدین کے قبر کی زیارت	۵۱۳
۷۹۰	نافرمان اولاد کی مغفرت ہو جائے اور فرمانبردار لکھا جائے	۵۱۳
۷۹۱	قبروں کی زیارت کرتے رہا کرو	۵۱۴
۷۹۲	پچاس سال کے گناہ معاف	۵۱۴
۷۹۳	قبرستان کے مردے سفارش کریں گے	۵۱۵
۷۹۴	مردوں کی تعداد کے مطابق ثواب	۵۱۵
۷۹۵	حضرت مدنیؒ کا عمل	۵۱۵
۷۹۶	قبر پہلی منزل ہے	۵۱۶
۷۹۷	خلاصہ	۵۱۶

طہارت کے برکات
فوائد اور ثمرات

آج ہمارے مسلمان بھائیوں کو طہارت کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے یہ سمجھتے ہیں کہ نماز پڑھنا نہیں ہے، بدن کو کیوں پاک رکھیں بعض اوقات محفل میں بیٹھے بیٹھے نماز کا وقت آجاتا ہے اور محفل میں نماز کی طرف جانے کی دعوت دی جاتی ہے تو بعض بھائی کہتے ہیں ہمارے کپڑے صاف نہیں ہیں، یہ بہانہ کر لیتے ہیں حالانکہ نماز پڑھنا ہو یا نہ ہو ہر وقت بدن کو، کپڑوں کو پاک صاف رکھنا ضروری ہے ہر وقت ہر حالت میں کیونکہ موت کب آجائے کسی کو پتہ نہیں۔

طہارت کے برکات، فوائد اور ثمرات

خطبہ مسنونہ کے بعد!

ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین صدق الله العظیم !

سرکار دوعالم کی جو سنت میں فدا ہے
بس اس کو نظر آئیں گے انوار محمدؐ
ہے سنت نبویؐ سے نہیں جن کو سروکار
ان پر نہ کھلیں گے کبھی اسرار محمدؐ

بزرگو اور دوستو! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی اس میں دو چیزوں کا ذکر ہے جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ آج کی نشست میں طہارت پر بات ہوگی اسلام نے ہمیں طہارت اور پاکی سے متعلق زبردست تعلیم دی ہے۔

مسجد ضرار

نبی کریم ﷺ کا ایک تفصیلی واقعہ ہے کہ جب غزوہ تبوک میں تشریف لے جا رہے تھے تو منافقین نے راستے میں ایک مسجد بنائی تھی جس کو مسجد ضرار کہتے ہیں اور اس مسجد کو بنانے کا مقصد یہ تھا کہ اس میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف منصوبے اور پلان بنائے جائیں، مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے اور اسی کے ساتھ ساتھ نعوذ باللہ من ذالک یہ منصوبہ بھی تھا کہ جب نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لائیں گے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک پتھر آپؐ کے اوپر گرایا جائے اور آپؐ دنیا سے رخصت ہو جائیں جب مسجد بن گئی تو نبی کریم ﷺ کو دعوت دی گئی کہ آپؐ یہاں تشریف لا کر ایک نماز پڑھا دیں تاکہ برکت حاصل ہو جائے (حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب نیا مکان خریدتے تھے یا بناتے تھے

تو آنحضرت کو دعوت دیتے تھے کہ تشریف لاکر مکان میں دو رکعت نفل پڑھ لیں اور برکت کی دعا فرمادیں، صحابہ کرامؓ اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ بنالیتے تھے) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تو میں غزوہ تبوک کی تیاری میں مصروف ہوں، غزوہ سے فارغ ہوکر کسی وقت مسجد میں آجاؤں گا اور نماز بھی پڑھادوں گا چنانچہ آپ غزوہ تبوک تشریف لے گئے اور فارغ ہوکر جب واپس آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو تمام حالات بتادیئے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بھیجا کہ اس مسجد کو منہدم کردو کیونکہ وہ تو مسجد ہے ہی نہیں شراور فساد کے لئے بنائی گئی ہے، لوگوں کو ایذا اور تکلیف پہنچانے کے لئے بنائی گئی ہے، چنانچہ اس مسجد کو منہدم کردیا گیا اور آج بھی وہ جگہ ایسی ہی پڑی ہوئی ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ کوئی کبوتری وہاں انڈے بھی نہیں دیتی ابھی تک ویران پڑی ہوئی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اس مسجد میں کھڑے رہیئے یعنی نماز پڑھیئے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے، لاتقم فیه ابدا لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبون ان یتطهروا، جس کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہوئی اس سے مراد مسجد قبا ہے، یہ سب سے پہلی مسجد ہے۔ جب آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمارہے تھے تو قبا میں چند دن قیام فرمایا اور سب سے پہلے مسجد قبا کی بنیاد ڈالی تو فرمایا کہ آپ وہاں کھڑے رہیئے کہ وہاں کے نمازی ایسے ہیں کہ فیه رجال یحبون ان یتطهروا اس میں ایسے اللہ کے بندے ہیں جو پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں وہ لوگ پاکی اور طہارت سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پاک صاف رہنے والوں کی تعریف فرمائی۔

ڈھیلا اور پانی استعمال کرنا

تو نبی کریم ﷺ نے قبا میں رہنے والے لوگوں سے پوچھا کہ ایسی کونسی خصوصیات ہیں آپ لوگوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کی تعریف قرآن میں نازل فرمائی، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ! جب ہم قضائے حاجت

سے فارغ ہوتے ہیں، پیشاب اور پاخانے سے فارغ ہوتے ہیں تو ڈھیلے استعمال کرتے ہیں اور اس کی استعمال کرنے کے بعد پانی سے بھی صفائی کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے پاک صاف رہنے والوں کی جابجا تعریف فرمائی۔

طہارت نصف ایمان ہے

کہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "**الطهارة نصف الایمان**" کہ پاک صاف رہنا آدھا ایمان ہے اور کہیں فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کہ "ان الله طیب یحب الطیب" اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے، طیب ہے اور پاکیزہ، طیب چیز کو پسند کرتا ہے اور "ان الله نظیف یحب النظافة" (ترمذی ص ۲۹۷) نظافت کے معنی بھی صفائی کے ہیں۔ کہیں فرمایا "ان الله جمیل یحب الجمال" اللہ تعالیٰ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "النظافة تدعوالی الایمان" نظافت اور صفائی ایمان کی طرف بلاتی ہے اور بعض روایات میں آتا ہے کہ پاکی اور صفائی جنت کی طرف بلاتی ہے اور ناپاکی جہنم کی طرف لیجاتی ہے۔ آج ہمارے مسلمان بھائیوں کی طہارت کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ نماز تو پڑھنا نہیں، بدن کو کیوں پاک رکھیں اور بعض اوقات جب محفل میں بیٹھے بیٹھے نماز کا وقت آجاتا ہے اور محفل میں نماز کی طرف جانے دعوت دیجاتی ہے تو بعض بھائی کہتے ہیں کہ ہمارے کپڑے صاف نہیں ہیں یہ بہانہ کرلیتے ہیں حالانکہ نماز پڑھنا ہو یا نہ ہو ہروقت بدن کو، کپڑوں کو پاک صاف رکھنا ضروری ہے، ہر وقت، ہر حالت میں کیونکہ موت کب آجائے، کسی کو پتہ نہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ "ان الاسلام نظیف فنظفوا" دین اسلام پاکیزہ ہے اس کی تعلیم بھی پاکیزہ ہے، پس اس کے چاہنے والوں کو بھی پاکیزہ رہنا چاہیے۔

غسل جنابت کے سلسلہ میں حضور ﷺ کی عادت مبارکہ

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے بے تکلف فعل کے لئے جاتا ہے اور وہ فارغ ہوجاتا ہے تو اس کا بدن ناپاک ہوجاتا ہے، اسکا بال بال ناپاک

ہوجاتا ہے نبی کریم ﷺ کی عادت یہ تھی کہ اس سے فراغت کے بعد فوراً غسل فرمالیتے تھے، کہیں آپ ﷺ نے ایسا بھی کیا کہ ایک بیوی کے پاس گئے فراغت کے بعد غسل کیا، پھر دوسری کے پاس گئے اور فراغت کے بعد پھر غسل کیا کہیں ایسا بھی کیا کہ سب کے پاس جاکر فراغت کے بعد غسل کیا لیکن نبی کریم ﷺ کو پسندیدہ یہ تھا کہ فراغت کے بعد فوراً غسل کرلیں۔

غسل کا موقع نہ ہو تو وضو کرلے

لیکن یہ بھی جائز ہے کہ فراغت کے بعد اگر کچھ کھانا پینا یا کچھ آرام کرنا ہو تو کم از کم وضو ضرور کرنا چاہئیے بڑی پاکی تو پورے جسم کا دھونا ہے اور چھوٹی پاکی کم از کم وضو کرنا ہے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ اگر موت آگئی تو "احدالطھارتین" دو پاکیوں میں سے ایک پر موت آجائیگی۔

شریعت کا ہر حکم ماننا ایمان کی علامت ہے

سائنس نے بھی اللہ کے رسول ﷺ کے اس فعل کو تسلیم کیا ہے ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ نے جو حکم دیا اسے دل وجان سے مان لے چاہے وہ ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے اسے تسلیم کرلینا چاہئیے یہ ایمان کی علامت ہے ابوبکر صدیقؓ کو نبی کریم ﷺ حکم دیتے تھے آپؓ فوراً مان لیتے تھے یہ نہیں کہ اس پر سوچا جائے عقل میں بیٹھی ہے تو ٹھیک ورنہ نہیں۔ اذقال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمین تسلیم کرلینا یہ اسلام ہے اور قرآن پاک میں بھی اس کو جابجا ذکر کیا "وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله امراً" مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے، یہ زیبا نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی چیز کا حکم دیں اور وہ اس میں اپنے پسند کی سوچیں اور ایک جگہ قرآن پاک میں فرمایا "فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لایجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً" اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پروردگار کی قسم تب تک وہ ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک کہ آپؐ کے ہر ایک فیصلے پر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئیے کہ جو احکام پسند ہوں

انہیں تسلیم کرلیا جائے اور جو دل کو نہ لگے انہیں چھوڑ دیا جائے۔ ایسا نہیں بلکہ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے اللہ کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہمیں فوراً تسلیم کرلینا چاہئیے جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ بیوی کے قریب گئے بے تکلف فعل کیا تو فوراً غسل کرلینا چاہئیے یا بیان جواز کے لئے فرمایا کہ کم از کم وضو ضرور کرنا چاہئیے لیکن غسل فرض ہوجاتا ہے احکامات میں پسند اور ناپسند کو دخل نہیں چاہئیے وضو بہت سی چیزوں سے ٹوٹ جاتی ہے جن کو نواقض وضو کہتے ہیں مثلاً پیشاب اور پاخانہ سے فراغت کے بعد پاخانے کی جگہ صاف کرلی، خون نکلا تو خون والی جگہ خوب صاف کرلی اس میں منہ، ہاتھ، پاؤں دھونے والی کونسی بات ہے لیکن نہیں، اللہ کا حکم ہے، اسے ماننا پڑے گا اس کو امر تعبدی اور اطاعت حق کہتے ہیں آج ستم تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی باتیں بھی معلوم نہیں ہیں، یہ بھی بتانا پڑتا ہے کہ وضو کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے، کئی ایسے مسلمان بھائی ہیں جو نماز بھی پڑھتے ہیں، لیکن بغیر وضو کے جو کہ کفر ہے قصداً بلا وضو نماز پڑھنے کو فقہاء کرام نے کفر لکھا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ غسل کو فوراً کرلینا چاہئیے اور پاکی وطہارت سے رہنا چاہئیے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں،

بیٹھ کر قضائے حاجت کرنا اور پردہ کا اہتمام کرنا

نبی کریم ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے جاتے تو دو چیزوں کا خصوصیت سے خیال رکھتے، ایک بیٹھ کر پاخانہ کرنا اور دوسرے باپردہ، پردے کا اہتمام فرماتے۔

درختوں کا چلنا حضور ﷺ کا معجزہ

حتی کہ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ ایک جہاد پر گئے جہاں آپ کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی اور وہاں پردے کی کوئی جگہ نہیں تھی تو آپؐ نے دو گھنے درختوں کو ساتھ لیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلو وہ چلنے لگے، دونوں درختوں کو آمنے سامنے رکھا اور درمیان میں پردے کا اہتمام کرکے آپؐ نے قضائے حاجت کی یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا اور پھر فارغ ہوگئے تو دونوں درختوں کو اپنی اپنی جگہ پر واپس ہونے کا حکم دیا اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

یہ مسلم شریف کی روایت ہے، حضرت جابرؓ اس کے راوی ہیں، قصیدہ بردہ شریف میں بھی اس معجزہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

وجاءت لدعوته الاشجار ساجدة
تمشی اليه علىٰ ساق بلاقدم

نبی کریم ﷺ کے حکم سے درخت بھی، بغیر قدموں انسان کی طرح چلتا ہے، ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ کھڑے ہوکر بھی پیشاب کیا کیوں کھڑے ہوکر پیشاب کیا؟ اس لئے کہ کمر مبارک میں درد تھا، بیٹھ نہیں سکتے تھے اور جس جگہ پیشاب کررہے تھے وہ جگہ ایسی تھی کہ اگر بیٹھ کر پیشاب کرتے تو اپنے اوپر آتا تو بیان جواز کے لئے آپ نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب کیا لیکن عامۃً بیٹھ کر قضائے حاجت کرتے اسی طرح بیان جواز کے لئے آپؐ نے کبھی بعد میں بھی غسل کیا۔

جلد غسل جنابت کرلینے کی حکمت

لیکن عادت مبارکہ یہ تھی کہ فراغت کے بعد فوراً غسل فرماتے تو جب سائنس نے اس پر تحقیق کی کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ فراغت کے بعد فوراً غسل کرنا چاہئے تو اس میں ضرور کوئی نہ کوئی بات ہوگی، بڑی ریسرچ اور تحقیق کے بعد سائنسدان اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ جب انسان اپنی بیوی کے پاس جاتا اور بے تکلف فعل کرتا ہے تو اس کے جسم سے جراثیم خارج ہوجاتے ہیں اور اگر وہ فوراً غسل کرلیتا ہے تو وہ سارے جراثیم صاف ہوجاتے ہیں اور اگر وہ فوراً غسل نہیں کرتا تو وہ جراثیم جو مسامات کے ذریعے باہر آئے ہوتے ہیں واپس جسم میں داخل ہوجاتے ہیں اور اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ بہت بڑے صحابی ہیں آپؓ کو ایک یہودی نے طعنہ دیا کہ آپ کے نبی تو ایسے ہیں کہ پیشاب اور پاخانہ کی تعلیم بھی دیتے ہیں ہم لوگوں کو اگر یہ طعنہ دیا جاتا تو پتہ نہیں کیا جواب دیتے حضرت سلمانؓ نے یہودی سے کہا کہ ہاں! ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہمارے نبی ﷺ ہمیں پیشاب اور پاخانہ کا طریقہ بھی سکھلاتے ہیں اس طرح کہ قبلہ کی طرف رخ بھی نہ ہو پشت بھی نہ ہو، بیٹھ کر ہو اور پردے کا اہتمام بھی ہو۔

اسلام پاکیزہ مذہب ہے

محترم حضرات اسلام میں پاک صاف رہنے کی جو تعلیم دی گئی ہے وہ کسی بھی مذہب میں نہیں ہے چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا "ان الله نظيف فنظفوا" نظافت وطہارت حاصل کیا کرو، اسلام پاکیزہ ونظیف ہے اور کہیں فرمایا "النظافة تدعوالى الايمان" نظافت ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے (الترغیب والترہیب ص۱۰۳ جلد۱) اس وجہ سے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ غسل کرلینا چاہئے۔

پاکی اور صفائی اسلام کا حصہ ہے

چنانچہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الطهور شطر الايمان" (مسلم ص۱۱۸، جلد۱) پاکی ایمان کا ایک حصہ ہے بہت سے بھائیوں کو نماز کے لئے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمارے کپڑے وبدن پاک نہیں کتنے افسوس کی بات ہے مومن ومسلمان ناپاک رہے۔ نمازی نہ بھی ہو تو بھی پاک صاف رہنے کا حکم ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے کتنی پیاری بات فرمائی کاش کہ ہمارے دل ودماغ میں اتر جائے "مايريد الله ليجعل عليكم من حرج ولكن يريد ليطهركم وليتم نعمته عليكم لعلكم تشكرون" (پارہ۶، سورہ مائدہ) اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی ڈال دے لیکن اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ تم کو پاک کردے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی بھی حکم نہیں دیا جو انسان کی طاقت وقوت سے باہر ہو۔ اس لئے ہر انسان کو ہر وقت اپنے بدن وکپڑوں کو پاک صاف رکھنا نہایت ضروری ہے۔

غیروں کی نقل نہ کرو

یہاں انگریزوں کو دیکھ کر مسلمان ان کی نقل اور کاپی کرتے ہیں اور کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں اور پیشاب کرنے کے بعد اچھے طریقہ سے استنجا بھی نہیں کرتے اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے "لايبول قائما"

(ترمذی ص۲۸، ابن ماجہ)

ناپاک رہنے سے عذاب قبر

ایک بہت مشہور حدیث ہے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں ''ان رسول اللہ ﷺ مر بقبرین فقال انهما ليعذبان و مايعذبان فی کبیر اما احدهما فكان لایستنزه من البول وفی رایة لمسلم لايستنزه من البول واما الآخر فكان يمشی بالنميمة، الخ متفق علیه'' (مشکوۃ شریف ص ۴۲) اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر دو قبروں پر ہوا اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ کی سواری بدکی اور آپ ﷺ نے فرمایا ان قبروں میں صاحب قبر پر عذاب ہو رہا ہے اور عذاب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ایک چغل خور تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا نہیں تھا۔

قبر میں اول سوال

چنانچہ میرے بھائیو آپ نے یہ تو سنا ہوگا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے حقوق میں سے اول نماز کا سوال کریں گے فرمایا ''اول مايحاسب به العبد يوم القيامة الصلوة'' قیامت میں سب سے اول حساب نماز کا ہوگا اور بندوں کے حقوق کے بارے میں ناحق قتل کرنے کے بارے میں سوال ہوگا اور قبر میں سب سے اول پیشاب و ناپاکی کے بارے میں سوال ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے ''عن ابی امامه عن النبی ﷺ قال اتقوا البول فانه اول ما يحاسب به العبد فی القبر'' (رواه الطبرانی الترغیب والترہیب جلد اول ص ۱۴۲) اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا ''استنزهوا من البول فان عامة العذاب القبر منه'' پیشاب کے چھینٹوں سے بچو قبر کا عام عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جسم کے پاک صاف رکھنے کے ساتھ روح کو بھی پاک صاف رکھو

ایک آخری بات نمازی بھائیوں سے کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ نماز کے لئے آئے ہو تو ظاہری پاکی صفائی حاصل کر لینے کے بعد نماز سے قبل باطنی صفائی کا بھی اہتمام کیا جائے ہمارے اکابرین نے بڑی اچھی بات لکھی ہے طہارت کے پھر کئی درجات ہیں ظاہر کو احداث واخباث وفضلات سے پاک کرنا، جوارح واعضاء کو جرائم واثام سے، قلب کو اعتقادات باطلہ کے خیال سے پاک کرنا۔

روح کی صفائی کا طریقہ

اس لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ تزکیہ کہتے ہیں جسم و روح پاک صاف کرنے نکھارنے میل کچیل دور کرنے، نفس انسانی کو ہر قسم کی نجاستوں وگندگیوں سے صاف ستھرا کرنے اور باطن کو شہوت وغضب وحسد وکبر سے پاک کرنے عقل کو شرع کے تابع کرنے اور نفس کو کفر وشرک، نفاق، شک، الحاد، عقائد، باطلہ، نیت فاسدہ، اخلاق ذمیمہ سے دور رکھنے بدن کو فضلات بول وبراز، خون وپیپ وغیرہ سے پاک کرنے کو اس وجہ سے ایک صاحب ایمان اور نمازی کے لئے فرائض، واجبات ونوافل کی ادائیگی وذکر الٰہی بغیر طہارت کے ناممکن ہے اور طہارت سے ملائکہ مقربین اور ارواح طیبہ ونفوس پاکیزہ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

ظاہر و باطن کی پاکی اور صفائی کے لئے دعا کرنا

احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس قدر طاقت ہوتی تھی طہارت کا خاص اہتمام فرماتے تھے، اسی کے ساتھ دعاؤں کا بھی اہتمام فرماتے تھے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے بعد کلمہ شہادت پڑھ کر ''اللهم اجعلنی من التوابين واجعلنی من المتطهرين'' پڑھا کرتے تھے، ام معبد فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دعا پڑھتے ہوئے سنی ''اللهم طهر قلبی من النفاق وعملی من الرياء ولسانی من الكذب وعينی من الخيانة فانک تعلم خائنة الاعين وماتخفی الصدور'' اے اللہ میرے قلب کو نفاق سے اور عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے، بے شک تو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی مخفی باتوں کو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر کے پاک صاف رکھنے کے اہتمام کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

وما علينا الا البلاغ .

حضور اکرم ﷺ کی مبارک مجلس کا ایک واقعہ

علم دین پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔
جو کچھ ملے گا عمل سے ملے گا۔ انسان علم دین سیکھ لینے کے بعد عمل سے کورا ہے تو علم وبال بن جائے گا۔ علم دین سیکھنا شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن اس پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی مبارک مجلس کا ایک واقعہ

الحمدالله و کفیٰ وسلام علیٰ عباده الذین اصطفی

بزرگوں اور دوستو! آج کی اس مبارک مجلس میں حضور اکرم ﷺ کی مبارک مجلس کا ایک پر لطف واقعہ اور صحابہ کرام نے اس پر جو اپنی اپنی رائے بیان کی ہے وہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین، یہ بزرگ حضرات صحابہ حضرت علیؓ کے مکان میں تشریف لے گئے تو گویا اس مبارک مجلس میں سرور کونین حضور اقدس ﷺ اور چاروں خلفاء راشدین موجود ہیں حضرت علیؓ اور انکی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے ان معزز مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کیلئے انکے پاس جو سب سے بہترین چیز تھی وہ پیش کی ایک شہد کا پیالہ، وہ بھی خوبصورت اور چمکدار پیالہ اتفاق سے شہد کے پیالہ میں ایک بال پڑ گیا، حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک میں جب وہ پیالہ آیا تو آپؐ نے حضرات کے سامنے وہ پیالہ پیش فرمایا اور ارشاد فرمایا دیکھو خوبصورت پیالہ ہے، اس میں شیریں شہد ہے اور اس میں ایک بال پڑا ہوا ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس پیالہ اور بال کے متعلق اپنی رائے پیش کرے اور اس پر تبصرہ کرے۔

ایمان کی حفاظت بال سے زیادہ باریک ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ میرے نزدیک مومن کا دل (قلب) خوبصورت پیالے سے زیادہ روشن، طشت سے زیادہ روشن ہے اور مومن کے دل میں ایمان کا ہونا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اس کے بعد فرمایا لیکن اس ایمان کو

موت تک لیجانا بال سے زیادہ باریک ہے کتنی پیاری بات حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمائی۔ حقیقت میں اگر سوچیں تو بہت بڑی بات ہے اللہ تعالیٰ نے مومن کے دل کو جو بنایا ہے وہ آفاقی ہے بقیہ پورا جسم زمین کے اجزاء سے بنا ہوا ہے لیکن دل آفاقی ہے۔ اسکو آسمان پر بنایا گیا ہے۔

دل حق ہی کو قبول کرتا ہے

حدیث قدسی ہے، اللہ کسی جگہ سماتا نہیں ہے لیکن اگر اس کے سمانے کی جگہ ہے تو وہ مومن کا قلب ہے۔ مومن کے قلب کی بہت قیمت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے قدر کی توفیق عطا فرمائیں فرمایا قلب جو ہے وہ ہمیشہ حق کو ہی قبول کرتا ہے۔ غلط کو قبول نہیں کرتا ہے آنکھ ہے، زبان ہے، جسم کے اعضاء ہیں وہ حق کو بھی قبول کرتے ہیں، غلط کو بھی قبول کر لیتے ہیں ایک آدمی چوری کرنے جاتا ہے تو پیر چلیں گے حرام چیز کے حصول کے لئے پھر چوری کے اس حرام مال سے حرام حلوا کھایا تو زبان اسے کھالے گی اور یہ نہیں کہے گی کہ یہ حرام ہے میں نہیں کھاتی حرام مال زبان کو کڑوا لگے اور وہ اسے باہر نکال دے ایسا نہیں ہوتا زبان کو میٹھی ہی لذت معلوم ہوگی لیکن دل قبول نہیں کرے گا، دل یہی کہیگا تو نے بہت غلط کام کیا، تو مر کر کیا جواب دیگا۔ معلوم ہوا کہ دل حق کو ہی قبول کرتا ہے ہاں اگر کوئی باطل چیز کو حق سمجھنے لگے وہ بات الگ ہے اس لئے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

سب سے بڑا مفتی تیرا دل ہے

سب سے بڑا مفتی تمہارا دل ہے "استفت قلبک" اپنے دل سے فتویٰ پوچھو دل کا پہلا فیصلہ انشاء اللہ بالکل صحیح ہوگا۔ حرام اور غلط چیز ہوگی غلط بات ہوگی دل شروع میں اس سے انکار ہی کرے گا پھر ہم دماغ سے اس کے سامنے تاویلیں پیش کرتے ہیں اور اس کے منانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پھر بھی اسے تسلی نہیں ہوتی دل میں کھٹکا تو بعد میں بھی باقی رہتا ہے اور وہ اندر سے ملامت کرتا رہتا ہے کہ تو نے بہت غلط کیا کہ دل غلط کو قبول نہیں کرتا آپ کو بھی اس بات کا تجربہ ہوگا تو دل بڑا قیمتی ہے۔

ایمان دل سے زیادہ قیمتی ہے

اور پھر اس میں ایمان آجانا وہ اس سے زیادہ قیمتی ہے ہمیں اس کے قدر کی اللہ پاک توفیق عطا فرمائیں ہم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گئے اس لئے ہمیں ایمان کی قدر نہیں "ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار فلن یقبل من احدھم من الارض ذھبا ولو افتدی بہ اولئک لھم عذاب الیم ومالھم من ناصرین. (بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اسی حالت پر موت آگئی کل قیامت کے دن اپنے چھٹکارے کے لئے زمین بھر کا سونا پیش کرنا چاہیں گے مگر چھٹکارے کی کوئی شکل نہ ہوگی، نجات نہ ہوگی) تو معلوم ہوا کہ ایمان بہت بڑی دولت ہے سنئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کتنی پیاری بات بتائی کہ مومن کا دل طشت سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے اور اس کے دل میں جو ایمان ہے وہ شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن ایمان کو موت تک حفاظت کر کے لیجانا بہت مشکل ہے۔

کامیابی کا دارومدار حسن خاتمہ پر ہے

کیونکہ کامیابی تو اسی وقت ہے جب کہ ایمان پر خاتمہ ہو ایمان کو موت تک لیجانا بال سے زیادہ باریک ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا "من آخر کلامہ لاالہ الااللہ دخل الجنۃ" جسکا آخر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور فرمایا "انما الاعمال بالخواتیم" دارومدار خاتمہ پر ہے محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شریف میں کنکر پر سر مبارک رکھ کر فرماتے تھے۔

من نگویم کہ طاعتم بپذیر
قلم عفو برگناہ ہم کش

میں نہیں کہتا کہ میری عبادتیں قبول فرمالے، معافی کا قلم میرے گناہوں پر پھیر دیجئے اور فرمایا اگر ایمان پر خاتمہ ہوگیا تو یہ سب اعمال وغیرہ کام آئیں گے ورنہ کچھ کام نہ آئیگا۔

ہر وقت ایمان کے حفاظت کی فکر

تو موت تک ایمان ہمیں ایمان لے جانا ہے اس کے لئے ہم کو ہر وقت ایمان کی حفاظت کی فکر کرنا چاہئے اور اللہ پاک سے دعا بھی کرتے رہنا چاہئے انبیاء علیہم السلام بھی اس کی فکر فرماتے تھے اور دعا کرتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں ہے "فاطر السموٰات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین" نیز اپنی اولاد کو ایمان کے حفاظت کی وصیت فرماتے تھے چنانچہ قرآن مجید میں ہے "ووصیٰ بھا ابراھیم بنیه ویعقوب یبنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون اے میرے بچو اللہ نے تمہارے لئے دین کو منتخب کیا ہے اب تمہاری موت آئے تو اسلام اور ایمان کے ساتھ آئے اور پھر انہوں نے اپنی اولاد کے ساتھ یہی سلوک کیا "ام کنتم شھداء اذحضر یعقوب الموت" جب یعقوب علیہ السلام کی موت کا وقت آیا تو اپنی اولاد کو جمع کر کے کہتے ہیں "اذقال لبنیه ماتعبدون من بعدی" اے میرے بیٹو! میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ یوسف علیہ السلام اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہو گئے یعقوب علیہ السلام ان کی جدائی پر روتے رہے حتی کہ بینائی چلی گئی کتنی مدت تک جدا رہے؟ چالیس سال تک جدا رہے اس کے بعد جب مصر یوسف علیہ السلام کے بھائی غلہ لینے گئے بڑا تفصیلی واقعہ ہے، ایک مرتبہ واپس آ کر بیٹوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام تو زندہ وسلامت ہیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا یوسف کس حال میں ہے؟ آپ کا کوئی بیٹا ہو کوئی بھائی ہو آپ کو کئی سال بعد پتہ چلے تو آپ پوچھیں گے اس کا کیا حال ہے؟ تو حضرت یعقوب علیہ والسلام نے پوچھا یوسف کا کیا حال ہے؟ تو بھائیوں نے کہا الحمد للہ وہ تو مصر کے وزیر خزانہ بنے ہوئے ہیں ایمان کی حالت میں ہیں یا نہیں؟ ایمان محفوظ ہے یا نہیں؟ چالیس سال کے بعد گمشدہ بیٹے کی خبر مل رہی ہے تو سب سے پہلے ان کو کھانے پینے کی نہیں انکی صحت کی خبر نہیں پوچھتے فکر یہ ہے کہ ایمان پر ہے یا نہیں تو یعقوب علیہ السلام کی موت کا جب وقت آیا تو بیٹوں کو جمع کر کے کہا "اذقال لبنیه ماتعبدون من بعدی" اے میری اولاد میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ سب بیٹوں نے

کہا "قالوا نعبدالھک واله آبائک ابراھیم واسمعیل واسحق الھاً واحداً ونحن له مسلمون" اے ابا جان! ہم عبادت کریں گے اس رب کی جس کی آپ عبادت کرتے ہیں اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق عبادت کرتے تھے وہ رب ایک ہی رب ہے اور ہم مسلمان ہیں تو ایمان پر موت آ جانا بہت بڑی دولت ہے۔

عدل وانصاف کے ساتھ حکومت بال سے باریک ہے

حضرت عمرؓ کے سامنے جب پیالہ آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یارسول اللہ! ﷺ حکومت اس طشت سے زیادہ چمکدار اور روشن ہے اور حکمرانی کرنا یہ شہد سے زیادہ شیرین ہے آدمی وزیر اعظم بن جائے تو اس کا آرڈر چلتا ہے سب اس کے اشارے پر چلتے ہیں لیکن حکومت میں عدل وانصاف کرنا بال سے زیادہ باریک ہے حکومت مل گئی بادشاہ بن گیا لیکن اگر عدل وانصاف نہیں کرتا تو قیامت کے دن بڑی زبردست پکڑ ہوگی حدیث میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا ہے حکومت دی ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حاکموں سے پوچھیگا ہم نے دنیا میں تم کو چھوٹی چھوٹی حکومتیں دی تھیں اس لئے دی تھیں کہ کسی پر ظلم وستم نہ ہو، سب امن امان کے ساتھ رہیں اور میرے پاس کسی مظلوم کی آہ آسمان پر نہ پہنچے حکومت دینے کا یہ مقصد تھا اب اگر دنیا میں حاکم کے ہوتے ہوئے لوگوں پر ظلم ہو رہا ہو تو کل قیامت کے دن حاکموں کی پکڑ ہوگی۔

ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو مجھ سے سوال ہوگا

عدل وانصاف واقعۃً بہت بڑی چیز ہے عدل وانصاف کے ساتھ حکومت چلانا آسان نہیں ہے حضرت عمر فاروقؓ کا عدل وانصاف کیا تھا اللہ اکبر چالیس لاکھ مربع میل کے علاقہ میں ان کی حکومت تھی اور رات بھر جاگتے تھے گھومتے تھے رعایا کی خبر لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اگر فاروق کے دور خلافت میں ایک کتا بھی بھوکا مر جاتا ہے تو کل قیامت کے دن عمر سے سوال ہوگا کیسا عدل وانصاف تھا۔

حضرت عمرؓ کا ایک عجیب واقعہ

ایک دفعہ رات کو گشت میں تشریف لے گئے، ایک مقام پر دیکھا کہ ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے اس سے آپؓ نے پوچھا کیا حال ہے بڑھیا نے کہا کیا حال پوچھتے ہو عمر امیر المومنین بن گیا ہے اپنی رعایا کی خبر گیری نہیں کرتا میں بھوکی بیٹھی ہوں قیامت کے دن عمر کی خبر لوں گی۔ اسے معلوم نہیں ہے کہ یہ خود عمر امیر المومنین ہیں برا بھلا کہتی رہی تو حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا تو فرمایا اماجان! عمر کو کیا معلوم؟ تم تو اس کونے میں بیٹھی ہو، ان کو معلوم نہ ہوگا، اگر معلوم ہوتا تو عمر جان بوجھ کر ایسا نہ کرتا آپنے یہ نہیں بتایا کہ میں خود عمر ہوں بڑھیا نے کہا تم جاؤ، اپنا کام کرو، اسے خود خبر لینا چاہئیے حضرت عمرؓ نے فرمایا! عمر سے میری بہت اچھی دوستی ہے قیامت کے دن تم عمر کی پکڑ کروگی اللہ کے حضور اس کا مقدمہ لے جاؤ گی تو اس کا کیا حال ہوگا، ایسا کرو کہ کچھ پیسے لے لو اور عمر کو معاف کردو اور تمہارے کھانے پینے کی جتنی ضرورت ہے اس کا میں انتظام کر دیتا ہوں۔ بڑھیا اس پر تیار ہوگئی پھر آپ نے پوچھا بتاؤ کتنی رقم چاہئیے، بڑھیا نے ایک رقم بتائی اس نے کہا دس درہم دیدو تو میں عمر کو معاف کردوں گی حضرت عمرؓ نے دس درہم اس کو دیدئے اور اپنے کرتہ میں سے ایک کپڑے کا ٹکڑا پھاڑا اور فرمایا اس پر لکھدو کہ عمر کی وجہ سے مجھ پر جو ظلم ہوا ہے میں نے اتنے درہم کے عوض عمر کو معاف کردیا اور بڑھیا نے لکھ کردے دیا اور کہا اگر میرا بس چلتا تو عمر کی جگہ ''میں تم کو امیر المومنین بنادیتی'' ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ایک صحابی تشریف لے آئے اور انہوں نے کہا السلام علیکم یا امیر المومنین' اب بڑھیا کو پتہ چلا کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ تو یہی ہیں اب بڑھیا کانپنے لگی آپؓ نے اسے تسلی دی اور فرمایا گھبراؤ مت، اچھا ہوا یہ بھی آگئے اور ان سے آپؓ نے فرمایا کہ میرا اس بڑھیا سے یہ معاملہ ہوا ہے تم دونوں بھی گواہ کے اعتبار سے اس پر دستخط کردو کہ اس بڑھیا نے دس درہم کے بدلہ عمر کو معاف کردیا ہے اور میری قبر میں یہ تحریر رکھدینا، قیامت کے دن سے عمر ڈرتا ہے، یقیناً عدل وانصاف بہت مشکل چیز ہے اور عدل وانصاف کے ساتھ حکومت چلانا بال سے زیادہ باریک ہے۔

علم دین کا مقام

حضرت عثمانؓ کا نمبر آیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میرے نزدیک علم دین اس طشت (پیالہ) سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے علم دین کا ذوق وشوق نصیب فرمائے علم دین کو سیکھنا چاہئیے حضور پاک ﷺ نے فرمایا کن عالماً او متعلماً او سامعاً او محباً ولا تکن من الخامسہ'' فرمایا عالم بن جاؤ اور اگر عالم نہیں بن سکتے ہو تو علم دین سیکھنے والے بن جاؤ، متعلم بن جاؤ اور اگر یہ بھی تمہاری طاقت میں نہیں ہے تو سننے والے بن جاؤ، دین کی باتیں سنو اور اگر یہ بھی نہیں ہوتا تو علم دین کا کام کرنے والوں سے محبت کرنے والے بن جاؤ اور پانچویں نمبر میں داخل مت ہونا ''فتکن خاسراً'' اگر پانچویں نمبر میں گئے تو ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاؤ گے تو علم دین کی بڑی فضلیت ہے۔

طالب علم کے لئے مچھلیاں اور چیونٹیاں دعا کرتی ہیں اس پر ایک عجیب نکتہ

دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص علم دین سیکھنے جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے پر بچھادیتے ہیں اور سمندر میں مچھلیاں اور بلوں میں چیونٹیاں اس کے لئے دعاء مغفرت کرتی ہیں ملا علی قاریؒ نے عجیب وغریب نکتہ لکھا ہے فرمایا کہ چیونٹی سب سے چھوٹی مخلوق ہے اور مچھلی چھوٹی بھی ہوتی ہے اور بہت بڑی بھی ہوتی ہے تو کہنے کا حاصل یہ ہے کہ چھوٹی مخلوق سے لیکر بڑی مخلوق تک اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہے اور مچھلی کھانا حلال ہے اور چیونٹی کھانا حرام ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حلال یعنی ماکول اللحم مخلوق بھی اور حرام یعنی غیر ماکول اللحم مخلوق بھی اس کے لئے دعاء مغفرت کرتی ہے اور چیونٹی خشکی میں رہتی ہے اور مچھلی دریا میں رہتی ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ بر و بحر یعنی خشکی اور سمندر کی مخلوق علم حاصل کرنے والے کے لئے دعاء مغفرت کرتی ہے۔ الحمدللہ ہمارے یہاں درس قرآن ہوتا ہے جو لوگ درس قرآن میں شرکت کرتے ہیں وہ گھر سے چلتے وقت یہ نیت کرلیا کریں

کہ ہم علم دین سیکھنے جارہے ہیں تو وہ لوگ بھی انشاء اللہ اس بشارت اور فضیلت میں شامل ہوجائیں گے تو حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ علم دین طشت سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے اوراس کے بعد فرمایا۔

علم دین سیکھنا شہد سے زیادہ شیرین ہے

علم دین سیکھنا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے حقیقت میں علم دین کے اندروہ حلاوت اور مزہ ہے کہ جن کواس کی لذت حاصل ہوگئی ہے وہ اس کے لئے تڑپتے ہیں اور ایک دین کا مسئلہ حل کرنے پران کوایسی لذت حاصل ہوتی ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا اور ان کی یہ طلب کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی ہی رہتی ہے چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا" لا یشبعان" دو آدمیوں کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا طالب العلم وطالب الدنیا ایک علم کا طلب کرنے والا اور ایک دنیا کا طلب کرنے والا ہارون الرشید کی حکومت کتنی بڑی تھی ایک مرتبہ وہ اپنے وزراء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، آسمان پرایک ابر جارہا تھا تو لوگوں نے دیکھ کر کہا سبحان اللہ یہ ابر جارہا ہے کاش یہ یہاں برستا تو یہاں کھیتی اچھی ہوتی اور ہارون الرشید کے ملک کو فائدہ ہوتا اس کو خراج ملتا تو ہارون الرشید نے کہا اسے جانے دو میری حکومت اتنی بڑی ہے کہ جہاں بھی برسے گا وہاں میری حکومت ہوگی اوراس کا خراج میرے پاس ہی آئیگا لیکن مجھے اس دنیا کی کوئی لالچ اور حرص نہیں، کاش میں ایک استاذ ہوتا اور میرے پاس بچے پڑھنے بیٹھتے تو علم دین کا سیکھنا اور پڑھنا شہد سے زیادہ شیرین ہے۔

علم دین پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے

اس کے بعد فرمایا اور بہت عجیب بات ارشاد فرمائی لیکن علم دین پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے جو کچھ ملیگا وہ عمل سے ملیگا انسان علم دین سیکھ لے لیکن عمل سے کورا رہے تو یہ علم وبال بن جائے گا اللہ حفاظت فرمائے تو فرمایا علم دین طشت سے زیادہ روشن ہے اور علم دین سیکھنا شہد سے زیادہ شیرین ہے لیکن اس پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

مہمان نوازی شہد سے زیادہ شیریں ہے

اب حضرت علیؓ کی باری آئی ان کی رائے دیکھو حضرت علیؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! ﷺ میرے گھر کے یہ معزز مہمان یعنی رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ یہ سب مہمان بنے ہیں، اس طشت سے زیادہ روشن ہیں۔

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے

میرا تو نصیب کھل گیا ایسے ایسے بزرگ مہمان بن گئے اوران کی مہمان نوازی کرنا ان کی خاطر تواضع کرنا یہ شہد سے زیادہ شیرین ہے لیکن ان مہمانوں کے دل کو خوش کرنا بال سے زیادہ باریک ہے کہ ناراض ہوکر میرے گھر سے کوئی نہ جائے۔

مہمان اپنی روزی کھاتا ہے

مہمان نوازی کی اللہ پاک ہمیں توفیق عطا فرمادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں مہمان نوازی فرض تھی، ہماری شریعت میں فرض نہیں، سنت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا"من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہٗ" جو اللہ پر اور یوم آخرت پرایمان لاتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ انکا اعزاز اور احترام اور مہمان نوازی کرے ہماری مائیں اور بہنیں بھی سن رہی ہیں مہمان آتا ہے ہمارے گھر میں وہ اپنی روزی کھاتا ہے مہمان آنے سے چالیس روز پہلے اللہ پاک اس کی روزی بھیج دیتا ہے اور جب وہ ہمارے گھر سے جاتا ہے تو ہمارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

مہمان نوازی نہیں رہی

لیکن اب افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب ہمارے اندر مہمان نوازی نہیں رہی اگر ہم کسی مہمان کو گھر لیجاتے ہیں تو ہماری مائیں بہنیں کہتی ہیں کہ یہاں کیوں لے آئے، ہوٹل میں لیجاتے اور یہ اسوجہ سے ہے کہ ہم تکلفات میں پڑ گئے آج مہمان انے والے ہیں تین قسم کی فرائی چاہیئے دوقسم کی ڈش چاہیئے اور ساتھ میں حلوہ بھی چاہیئے ترکاری بھی چاہیئے،

پورا دسترخوان بھرنا چاہئے اب گھر میں ایک یا دو پکانے والی ہوتی ہیں، صبح سے شام تک پکاتے پکاتے بیچاری تھک جائیں گی، نوکر چاکر تو ہوتے نہیں کہ وہ مدد کردیں برتن وغیرہ دھودیں ہم ان تکلفات میں پڑ گئے ہیں اس لئے ہمارے لئے مہمان نوازی مشکل ہوگئی۔

ماحضر سے مہمان نوازی

اللہ کے رسول ﷺ کے یہاں مہمان نوازی کتنی آسان تھی، جو اپنے گھر میں بنایا ہے اس میں تھوڑا سا پانی زیادہ کردو، دو ایک روٹی زیادہ بنادو ویسے بھی تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہوجاتا ہے برکت ہوجائے گی ہم نے یہ سمجھ لیا کہ جب تک پورا دسترخوان نہیں بھرے گا مہمانی نہیں ہوگی تو ایسی مہمان نوازی گھر والوں کے لئے بھی مشکل معلوم ہوتی ہے اگر سیدھی سادی مہمان نوازی ہو تو آسان ہے اور گھر والی بھی آسانی سے ایسی مہمان نوازی کے لئے تیار ہوجاتی ہے حضرت ابوالدرداءؓ صحابی رسولؐ ہیں ان کے یہاں مہمان آگئے ان کے گھر میں جو تھا وہ سامنے لاکر رکھدیا گھر میں کیا تھا؟ سوکھی روٹیوں کے ٹکڑے تھے وہی لاکر رکھدیا اور فرمایا کہ اس وقت میرے پاس یہی ہے وہاں دکھلاوا نہیں تھا مہمان نے کھایا اور کھاتے کھاتے اس نے کہا روٹی کے ساتھ نمک ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا میں ابھی لیکر آتا ہوں گھر میں تو نمک نہ تھا دوکان پر تشریف لے گئے جیب میں پیسے نہیں تھے دوکاندار سے کہا کہ تھوڑا سا نمک دیدو ادھار بعد میں پیسے دیدوں گا اس نے کہا میں ایسے نہیں دیتا تم اپنا لوٹا گروی رکھدو تو میں نمک دیتا ہوں آپ نے اپنا لوٹا گروی رکھا اور تھوڑا سا نمک لیا اور مہمان کے سامنے رکھدیا مہمان نے سوکھی روٹی اور نمک کھالیا کھانے کے بعد مہمان نے کہا اے اللہ آپ کا شکر ہے آپ نے ماحضر پر یعنی جو موجود تھا اس پر قناعت کی توفیق عطا فرمائی حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا ماحضر پر قناعت کرتے تو میرا لوٹا گروی نہ رکھا جاتا یہ تھی صحابی کی زندگی کیسی بے تکلفانہ زندگی اور کس قدر سادہ زندگی تھی تو حضرت علیؓ نے کیسی عجیب بات ارشاد فرمائی کہ یہ معزز مہمان طشت سے زیادہ روشن ہیں اور ان کی مہمان نوازی شہد سے زیادہ شیریں ہے اور ان کو خوش کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

عورت کے لئے حیا شہد سے زیادہ شیرین ہے

اب حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے سامنے رکھا ہماری مائیں بہنیں بھی سن رہی ہیں توجہ سے سنیں حضرت فاطمۃ الزاہراؓ نے بھی کتنی بہترین بات فرمائی حضرت فاطمہؓ نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ عورت کے حق میں حیاء اس طشت سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے اور اس کی بعد فرمایا عورت کے منہ پر پردہ یہ شہد سے زیادہ شیرین ہے اسلام نے جو کہا وہ بالکل حق ہے اور پھر فرمایا اور غیر محرم کی نگاہ اس پر نہ پڑے یہ بال سے زیادہ باریک ہے حضور ﷺ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا بتاؤ عورت کے لئے سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ کسی صحابی نے جواب نہیں دیا حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنے اپنے گھر جاؤ اور اپنی اپنی زوجات سے، اپنی بیگمات سے پوچھ کر آؤ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے حضرت علیؓ بھی اپنے گھر تشریف لے گئے اور بی بی فاطمہؓ سے پوچھا عورت کے لئے سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ قربان جایئے کیا عجیب جواب دیا فرمایا عورت کے حق میں سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور کوئی مرد اسے نہ دیکھ سکے حضور ﷺ سے یہ جواب بیان کیا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا پوری دنیا میں اس سے بہتر کوئی نہیں ہوسکتا ہماری ماؤں اور بہنوں کے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے آج ہم نے اس **سنہری تعلیم** کو بھلادیا ہے بے پردہ کھلے بال باہر نکلتی ہیں اور خود بھی گنہگار ہوتی ہیں اور جن کی نگاہیں ان پر پڑتی ہیں وہ بھی گنہگار ہوتے ہیں۔

فرشتوں کی تسبیح

آج ہماری مائیں بہنیں فیشن پرست ہوکر اپنے سر کے بال کاٹ دیتی ہیں حالانکہ عورتوں کے حق میں بال زینت ہے اور ان کے لئے بال کاٹنا حرام ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو داڑھی سے زینت دی ہے اور عورتوں کو چوٹیوں سے اور فرشتوں کی ایک جماعت ہے ان کی تسبیح یہ ہے "سبحان من زین الرجال باللحیٰ والنساء بالذوائب" پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو چوٹی سے زینت بخشی بال کاٹ دیئے پردہ بھی نکال دیا دوپٹہ بھی پھینک دیا، اسکارف بھی سر سے اتار دیا اور ننگے سر سڑکوں پر گھومتی ہیں

حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں عورت کے حق میں حیا اس طشت سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے اور اس کے چہرے پر پردہ اس شہد سے زیادہ شیرین ہے اور اس کی غیر مرد پر نگاہ نہ پڑے اور غیر مرد کی اس پر نگاہ نہ پڑے یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی وصیت

حضرت فاطمہؓ نے اپنی اس بات کو اتنا نبھایا کہ اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ میرے جنازہ پر چادر ڈال دینا تاکہ میرے بدن کے اعضاء اور ان کا نشیب وفراز کسی کو نظر نہ آئے اتنا خیال فرمایا اور پھر دیکھو اللہ پاک نے ان کو کیسا مقام عطا فرمایا حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جنتی جنت میں ہوں گے اور حضرت فاطمہؓ کی سواری آئے گی تو اللہ تعالیٰ اعلان فرمائیں گے، اے مردو! اپنی نگاہیں نیچی کرلو فاطمہؓ کی سواری آرہی ہے یہ کیوں؟ دنیا میں انھوں نے ایسا پردہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں بہنوں کو بھی حیا نصیب فرمائیں اور شرعی پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں حضرت فاطمہؓ ہمارے لئے نمونہ ہیں وہ جنتی خواتین کی سردار ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ دنیا میں بھی ہم ان کو اپنا سردار بنائیں اور انہوں نے جو ہمیں تعلیم دی ہماری مائیں بہنیں ان پر عمل کرنے کا عزم اور نیت کریں۔

اللہ کی معرفت کا حصول شہد سے زیادہ شیرین ہے

اس کے بعد نمبر آیا حضور پاک ﷺ کا حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک اللہ کی معرفت، اللہ کی پہچان اس طشت سے زیادہ روشن ہے معرفت کا ایک ذرہ بھی اگر کسی کو ملجائے تو وہ بڑا سعادت مند ہے اللہ پاک ہم کو بھی اپنے فضل سے معرفت کا ایک ذرہ نصیب فرمادیں حضرت مصریؒ زار وقطار رو رہے تھے کسی نے پوچھا حضرت کیا ہوگیا، کیا کوئی گناہ ہوگیا؟ فرمایا اگر مجھ سے کوئی گناہ ہوجائے تو میرا مولیٰ بہت رحم وکرم والا ہے لیکن میں اس لئے رورہا ہوں کہ اللہ اپنی معرفت کا ایک ذرہ عنایت فرمادیں اللہ کی معرفت بہت بڑی چیز ہے تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ کی معرفت طشت سے زیادہ روشن ہے اس کے بعد فرمایا معرفت الٰہی سے آگاہ ہوجانا اور معرفت الٰہی حاصل ہوجانا اس شہد سے زیادہ شیرین ہے اور اللہ کی معرفت کے بعد اس پر عمل کرنا یہ بال سے زیادہ باریک ہے۔

اللہ کی راہ میں جان ومال کی قربانی

یہ بات چل ہی رہی تھی کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے یہ مجلس فرشی تھی جبرئیل آگئے، آسمان سے تشریف لائے تو اب یہ مجلس عرشی بن گئی اب عرش سے اس کا تعلق ہوگیا۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا میرے نزدیک راہ خدا یعنی اللہ کی راہ اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال کو قربان کرتے رہنا، جہاد کرنا شہد سے زیادہ شیرین ہے اور اس کے بعد فرمایا اس پر استقامت یعنی موت تک راہ خدا میں چلتے رہنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

پل صراط سے گذرنا بال سے زیادہ باریک ہے

اور اس کے بعد فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جنت اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور جنت کی نعمتیں اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں لیکن جنت تک پہونچنے کے لئے پل صراط سے گذرنا بال سے زیادہ باریک ہے پل صراط کی مسافت پندرہ سو سال کی مسافت ہے اور ہر ایک کو اس پر سے گذرنا ہے "وان منکم الا واردھا" قرآن کہتا ہے ہر ایک کو اس پر سے گذرنا ہے ایمان والا ہو یا کافر ہو حتی کہ انبیاء علیہم السلام ہر ایک کو پل صراط پر سے گذرنا ہوگا لیکن جو ایمان والا ہوگا وہ بجلی کی طرح ایک آن میں پار ہوجائیگا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایمان والے پل صراط پر سے گذریں گے تو ان کے آگے پیچھے نور ہوگا "نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم" جو منافقین اور مشرکین ہوں گے وہ بھی اہل ایمان کی اس روشنی میں ان کے پیچھے پیچھے دوڑیں گے لیکن اہل ایمان تو تیزی سے نکل جائیں گے اور اس کے بعد ان کے درمیان حجاب آجائیگا تو اندھیرا چھا جائیگا اور یہ منافقین کٹ کر جہنم میں گر جائیں گے "یوم لایخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم" اللہ تعالیٰ اس نبی کو اور ایمان والوں کو رسوا نہ کریگا، ان کے آگے اور پیچھے نور ہوگا اور وہ دعا کریں گے "یقولون ربنا لنا نورنا واغفرلنا انک علیٰ کل شئ قدیر" کہ اے اللہ ہمارے نور کو اور بڑھادے اور ہمیں بخش دے بےشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

خلاصہ

تو پل صراط سے ہر ایک کو گذرنا ہے۔ اللہ پاک نے ہمیں جتنا علم عطا فرمایا ہے ہم فکر کرکے اس پر عمل کی کوشش کریں اور اللہ پاک نے ہمیں جو ایمان عطا فرمایا ہے اسے موت تک بچا کر لیجانا ہے، اس کی ہم فکر کریں۔ دین کی کتنی پیاری باتیں ہیں، ایک ایک بات پر ہمارا عمل ہوجائے تو ہماری زندگی کامیاب ہوجائے۔ مرنے سے پہلے پہلے اللہ پاک ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں جو مرنے کے بعد ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمادیں۔

اس مبارک واقعہ کی مناسبت سے اس جیسا ایک اور واقعہ سماعت فرمائیں۔ یہ واقعہ بالفاظ دیگر ہے یہ روایت حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ واسعۃً نے فضائل نماز کے باب اول، فصل اول کے آخر میں نقل فرمائی ہے۔

ایک دوسرا واقعہ

حضور ﷺ کی تین محبوب چیزیں

حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں، خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ میں نے آپ کے سامنے نکاح کے بیان میں ایک بات عرض کی تھی کہ نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور حضور اقدس ﷺ نے بھی نکاح فرمایا اور نکاح کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "النکاح من سنتی" نکاح میری سنت ہے۔ نکاح سے صرف دو دلوں کا ملاپ نہیں ہوتا بلکہ دو خاندانوں کا ملاپ اور اتحاد ہوتا ہے اور ان دو خاندانوں سے نہ معلوم کتنے خاندانوں میں تعلق اور محبت قائم ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں مجھے محبوب ہیں۔ ان میں سے ایک عورت کا ذکر فرمایا۔ عورت کو معاذ اللہ اس لئے پسند نہیں فرمایا کہ وہ شہوت رانی کا ذریعہ ہے بلکہ اس لئے پسند فرمایا کہ وہ محبت و تعلق اور اتحاد باہمی قائم ہونے کا ذریعہ ہے۔ آپس میں محبتیں عورت کے راستہ سے

قائم ہوتی ہیں۔ مرد تو اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔ اگر عورت سلیقہ مند، ملنسار، خوش اخلاق۔ شیریں زبان، دیندار ہوتی ہے تو گھر کو نمونہ، جنت بنا دیتی ہے۔ خاندانوں میں جوڑ اور محبتیں پیدا ہوجاتی ہیں اور اس گھر میں محبت کے پھول کھلتے ہیں۔ گھر باغ و بہار رہتا ہے اور اگر خدانخواستہ عورت بدسلیقہ، بداخلاق، زبان دراز، ترش رو۔ جھگڑالو ہو تو الامان والحفیظ وہ توڑ پیدا کرتی ہے کہ خاندانوں میں جھگڑے شروع ہوجاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عورت محل محبت ہے۔ اسی سے محبتوں کے اگلے سلسلے چلتے ہیں۔ دوسری چیز حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمائی "خوشبو" خوشبو لگے گی تو ملائکہ کا ہجوم ہوگا، ملائکہ کو خوشبو بہت پسند ہے۔ تو یہ بھی محبت کا باہمی ذریعہ ہے اور تیسری چیز نماز ارشاد فرمائی۔ نماز سے اللہ رب العزت سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ اللہ پاک کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ تو نماز تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہے تو تینوں چیزیں محبت اور تعلق کا ذریعہ ہیں اور انبیاء علیہم السلام دنیا میں محبتیں پھیلانے اور تعلق جوڑنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ بندوں کا تعلق اللہ جل شانہ سے جوڑتے ہیں اور بندوں کی آپس میں بھی محبتیں قائم کرتے ہیں۔ لہٰذا جو چیزیں محبتوں کے پھیلنے کا ذریعہ ہوتی ہیں وہ انبیاء علیہم السلام کی پسندیدہ چیزیں ہوتی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اتحاد باہمی کا ذریعہ بنائیں اور افتراق باہمی سے محفوظ رکھے۔

خلفائے راشدین کی تین تین محبوب چیزیں

حضور اقدس ﷺ نے جب یہ جملہ مبارک ارشاد فرمایا خلفائے راشدین اور صحابہؓ بھی آپ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں (۱) آپ ﷺ کے چہرہ کا دیکھنا، سبحان اللہ۔ اللہ پاک نے حضور ﷺ کو ہر اعتبار سے کامل و اکمل پیدا فرمایا ہے۔ حسن ظاہری بھی عطا فرمایا اور حسن باطنی بھی۔ آپ ﷺ کا چہرۂ انور چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن اور نورانی تھا۔ دوسری چیز ارشاد فرمائی (۲) اپنے مال کو آپ ﷺ پر خرچ کرنا۔ یہ بھی بالکل حقیقت ہے، اپنا سب کچھ آپ ﷺ پر نچھاور کردیا۔ خود حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جتنا فائدہ مجھے ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا اتنا کسی کے مال سے نہیں پہنچا او کما قال علیہ الصلوٰۃ

والسلام۔ تیسری چیز ارشاد فرمائی (۳) میری بیٹی آپ ﷺ کے نکاح میں ہے یہ بھی مجھے بیحد محبوب ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے ارشاد فرمایا سچ ہے اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں (۱) امر بالمعروف (۲) نہی عن المنکر، اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا اور (۳) پرانا کپڑا۔ یہ تینوں چیزیں حضرت عمرؓ کی مبارک زندگی میں عملی طور پر موجود تھیں، واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عمرؓ کی سادگی کا ایک واقعہ

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں شام کی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت عمر بن عاصؓ فلسطین کی مہم پر مامور تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ اسلام کے ایک اور مشہور سپہ سالار جرنیل حضرت ابو عبیدہؓ بھی اپنی ایک مہم سے فارغ ہو کر حضرت عمرو بن عاصؓ کے ساتھ اس محاصرہ میں شریک ہو گئے۔ بیت المقدس کے عیسائیوں نے کچھ دن کی مدافعت کے بعد مصالحت پر آمادگی کا اظہار کیا اور اپنے اطمینان کے لئے یہ خواہش ظاہر کی کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ خود مدینہ منورہ سے یہاں آ کر اپنے ہاتھ سے معاہدہ لکھیں۔ حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ واقعہ طویل ہے مختصر یہ کہ حضرت عمرؓ نے اکابر صحابہؓ سے مشورہ کر کے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور رجب ۱۶ھ میں آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اب جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ آپ امیر المومنین ہیں، ایک زبردست حکومت جس کو آج کی زبان میں سپر پاور کہنا چاہئے اس کے حکمراں ہیں، یہ سفر کس قدر شان و شوکت سے ہونا چاہئے مگر تاریخ کی کتابوں میں یہ محفوظ ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ سفر نہایت سادگی سے فرمایا۔ جب بیت المقدس قریب آیا تو حضرت ابو عبیدہؓ اور دیگر سرداران فوج نے استقبال کیا۔ حضرت عمرؓ انتہائی سادہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور بہت ہی معمولی حیثیت کا سامان آپ کے ساتھ تھا۔ اس سادگی کو دیکھ کر مسلمانوں کو شرم آئی تھی کہ عیسائی یہ حالت دیکھ کر اپنے دل میں کیا کہیں گے۔ یہ سفر کس قدر اہم تھا اور آج اس کے لئے کیا اہتمام ہوتا ہے وہ سب ہم جانتے ہیں اور ہمارے سامنے ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی اس سادگی کو دیکھ کر حاضرین نے ترکی گھوڑا اور عمدہ قیمتی

پوشاک حاضر کی۔ حضرت عمرؓ نے اس وقت جو جواب دیا وہ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے اگر ہم اس کو اپنی زندگی میں لے آئیں تو ہماری زندگی بھی سادہ ہو جائے اور تکلفات ختم ہو جائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "خدا نے ہم کو جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لئے یہی بس ہے" اور اسی سادگی کے ساتھ بیت المقدس حاضر ہوئے۔ آج ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ عزت عمدہ قیمتی لباس میں ہے، بہترین بنگلے میں ہے، عمدہ گاڑی میں ہے اور بہترین قسم کے فرنیچر میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلام سے جو عزت عطا فرمائی ہے یہی سب سے بڑی عزت ہے۔ اللہ پاک ہمارے دل میں اسلام کی عظمت پیدا فرمائے۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپ نے سچ کہا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ (۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا (۳) اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ یہ چیزیں حضرت عثمانؓ کی زندگی میں عملی طور پر موجود تھیں اور واقعات موجود ہیں۔ پھر حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں (۱) مہمان کی خدمت (۲) گرمی کا روزہ (۳) اور دشمن پر تلوار۔ حضرت علیؓ یقیناً اس پر عامل تھے اور اس کے بھی واقعات موجود ہیں۔

حضرت جبرئیل اور اللہ رب العزت کی محبوب تین چیزیں

اتنے میں حضرت جبرئیلؑ تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ مجھے حق تعالیٰ شانہ نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ اگر میں (یعنی جبرئیل) دنیا والوں میں ہوتا تو مجھے کیا پسند ہوتا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بتاؤ تو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا (۱) بھولے ہوؤں کو راستہ بتلانا (۲) غریب عبادت کرنیوالوں سے محبت رکھنا (۳) عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا اور اللہ جل شانہ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں (۱) اللہ کی راہ میں طاقت خرچ کرنا (مال سے ہو یا جان سے ہو) (۲) اور گناہ پر ندامت کے وقت رونا۔ رونا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور بندہ کے رونے پر اللہ پاک کی رحمت کو جوش آتا ہے، ندامت سے نکلنے والا ایک آنسو جہنم کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا "مامن عبد یخرج من عینیه دموع وان کان مثل راس لذباب من خشیة اللہ ثم یصیب شیئاً من خروجه الا حرمه علی النار" یعنی اللہ کے خوف اور خشیۃ سے جس بندہ کی آنکھوں سے آنسو نکلیں چاہے مکھی کے سر کے برابر ہو وہ آنسو اسکے چہرے پر بہہ جائیں چہرے کو وہ آنسو لگ جائے تو اللہ جل شانہ اس کے چہرے کو جہنم پر حرام فرما دیتے ہیں اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ص ۴۵۸ پر ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو اللہ پاک کے سامنے رونا نصیب فرمائے۔ بہت ہی سعادت مند ہے وہ بندہ جس کو گریہ وزاری کی دولت نصیب ہو۔ تیسری چیز جو اللہ پاک کو محبوب ہے ارشاد فرمائی (۳) فاقہ پر صبر کرنا۔ فاقہ آجائے تو صبر کرے۔ شکوہ شکایت اور بے صبری کا اظہار نہ کرے۔ غور کیجئے کتنی بہترین بہترین باتیں الحمدللہ ہمارے سامنے آئیں۔ اللہ پاک ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی ہم سب کو پوری امت کو توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین وسلم تسلیما کثیراً کثیرا۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

زکوٰۃ کے فضائل ومسائل

(۱)

یہ مال کس نے دیا؟ یہ عقل ودماغ کس نے دیا؟ قوت بازو کس نے دی؟ سب کچھ اللہ نے عطا فرمایا ہے تو سب اللہ ہی کا ہے مگر اللہ نے صرف چالیسواں حصہ فرض فرمایا اور اگر زمین ہے اور اس میں کھیتی کی محنت کی، مشقت اٹھا کر زمین کو سیراب کیا۔ چونکہ پانی کھینچنے اور زمین کو سیراب کرنے میں مشقت ہے اس لئے اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ۔ دس من گندم ہے تو آدھا من صدقہ کرو اور کھیتی بارش کے پانی سے سیراب ہوئی تو محنت کم کرنا پڑی اس لئے جو پیداوار ہوگی اس میں عشر یعنی دس من میں ایک من واجب ہے۔ اور اگر کسی نے زمین کھودی اور کسی چیز کی کان مثلاً سونے چاندی یا لوہے کی کان نکل آئی جس میں بہت ہی کم محنت ہوئی تو اس میں خمس یعنی پانچواں حصہ فرض کیا۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، بڑا رحیم وکریم ہے۔

زکوٰۃ کے فضائل ومسائل

(۱)

خطبہ مسنونہ کے بعد!

من ذا الذی یقرض اللّٰہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ صدق اللّٰہ العظیم.

رمضان نیکیوں کا سیزن ہے

بزرگان محترم! چونکہ مسلمان عام طور پر اپنے مالوں کی زکوٰۃ رمضان المبارک میں ادا کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان نیکیوں کا سیزن ہوتا ہے نیکیوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ ایمان والے چاہتے ہیں کہ نیکی زیادہ سے زیادہ ملے۔ تو میں نے بھی سوچا کہ زکوٰۃ کے متعلق شرعی ہدایات اور اس کے متعلق تھوڑے تھوڑے مسائل پیش کروں۔

زکوٰۃ مکہ مکرمہ میں فرض ہو چکی تھی

زکوٰۃ ویسے تو مکی زندگی میں فرض ہو چکی تھی لیکن اس کے متعلق تفصیلی مسائل مدینہ منورہ میں نازل ہوئے۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ قرآن پاک کی سورہ مزمل مکی سورت ہے اور شروع میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے، جس میں اللہ رب العزت کا بیان ہے "واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ واقرضوا اللّٰہ قرضاً حسنا" روایات میں آتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اپنی ضرورت سے زائد مال خرچ کردیا کرتے تھے۔ نصاب اور مقدار زکوٰۃ یہ سب تفصیلات مدینہ طیبہ میں فرض ہوئیں۔

اگلی امتوں پر بھی زکوٰۃ فرض تھی

جس طرح اگلی امتوں پر نماز روزہ فرض تھا اسی طرح قرآن وحدیث کے مطالعہ سے

معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ بھی اگلی امتوں پر فرض تھی، کیفیت اور ادائیگی کے اندر فرق ضرور تھا جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا "واذکر فی الکتب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا" آگے انہی کے متعلق ارشاد فرمایا "وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ" (اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے، نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے) تو معلوم ہوا کہ ملت ابراہیمی کے اندر بھی زکوٰۃ تھی۔ بنی اسرائیل پر بھی زکوٰۃ فرض تھی۔ ارشاد فرمایا "ولقد اخذ اللّٰہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا وقال اللّٰہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ وآتیتم الزکوٰۃ" (اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمادیا کہ ہم تمہارے ساتھ ہوں گے اگر تم نماز کی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے) (سورہ مائدہ) معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں بھی زکوٰۃ فرض تھی۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب گہوارے میں بولے تو فرمایا "قال انی عبداللّٰہ آتنیٰ الکتٰب وجعلنی نبیاً وجعلنی مبٰرکا این ماکنت واوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا" آپ نے فرمایا میں اللہ کا خاص بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب یعنی انجیل دی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں (سورہ مریم) تو معلوم ہوا کہ مذہب عیسائیت میں بھی زکوٰۃ فرض تھی۔

قرآن میں بار بار صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا حکم ہے

قرآن مجید میں بار بار صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا حکم آتا ہے "واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ" پچیس مقامات میں صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم آیا ہے اور مستقل زکوٰۃ کو الگ بھی ذکر کیا ہے۔

قرآن میں تین چیزیں ساتھ ساتھ بیان فرمائی ہیں

قرآن کریم میں تین چیزوں کو عموماً ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے (۱) اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کو اکثر بیان فرمایا "اذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احساناً (سورہ بقرہ) "وقضی رب ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا" کہیں فرمایا" ان اشکرلی ولوالدیک" (سورہ لقمان) تو قرآن جہاں کہیں اللہ کی عبادت کا حکم فرماتا ہے ساتھ ہی ماں باپ کے ساتھ احسان کے متعلق بھی فرماتا ہے۔

(۲) جہاں ایمان کا ذکر آتا ہے وہاں اعمال صالحہ کا ذکر بھی آتا ہے ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ بھی ہوں گے تو تم کامیاب رہو گے اور اعمال صالحہ کو مضبوط بناتے ہیں اور انشاء اللہ اعمال صالحہ ہوں گے تو اللہ کے فضل سے باعزت جنت میں پہنچ جاؤ گے اور اگر ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ نہیں تو انشاء اللہ ایمان کی برکت سے جنت میں ضرور پہنچ جاؤ گے مگر اللہ کا اختیار ہے کہ خواہ معاف فرما کر حساب وکتاب کے بعد جنت میں داخل فرمائیں یا سزا کے بعد داخل فرمائیں۔ ہاں کفر وشرک اگر ہوگا تو اس کی معافی نہ ہوگی "ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء" (بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے) (سورہ نساء) گو اگر ایمان کے ساتھ بالکل عمل نہیں، نہ نماز، نہ زکوۃ وغیرہ تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو معاف کردے اور چاہے تو سزا دے اور سزا دیکر صفائی کر کے آخر میں ایمان کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے لیکن اگر ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ہوں تو وہ باغ وبہار میں ہوگا اور انشاء اللہ بڑے اعزاز کے ساتھ ابتداء میں ہی جنت میں داخل ہو جائیگا اور جس کے پاس کوئی عمل نہیں صرف ایمان ہے تو انشاء اللہ وہ بھی جنت میں تو داخل ضرور ہوگا مگر یہ اعزاز اسے حاصل نہیں ہوگا، اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ آپ نے ہندوستان وپاکستان میں ریل گاڑی میں فرسٹ کلاس میں سفر کیا ہوگا اس میں عام طور پر مالدار قسم کے لوگ سفر کرتے ہیں اور خود کو بہت مہذب سمجھتے ہیں، اعلیٰ قسم کے کپڑے زیب تن کئے ہوتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد اسی فرسٹ کلاس کے ڈبہ میں ایک مسافر چڑھا جس کا

لباس میلا کچیلا، بال پراگندہ، حالت نہایت خستہ اور گندہ، منہ سے بھی بدبو آرہی ہے، ناک سے بھی گندگی جاری ہے۔ اس کو دیکھ کر لوگ اس سے گھن کرنے لگے، اس کو بھگاتے ہیں، ڈبہ سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ کسی کی سنتا ہی نہیں لوگ اسے بھگاتے ہیں مگر وہ نکلتا ہی نہیں۔ ایک سیٹ خالی دیکھ کر وہ بھی بیٹھ گیا بالآخر لوگوں نے کہا چلو چھوڑو ابھی بابو (ٹکٹ چیکر) آئیگا وہ اسے ڈبہ سے نکال باہر کریگا۔ لوگوں نے اس سے نظریں ہٹالیں یہاں تک کہ ٹکٹ چیکر آ گیا اور لوگوں کے ٹکٹ چیک کرنے لگا، اس کے پاس بھی پہنچ گیا تو اس نے بھی اپنی جیب سے فرسٹ کلاس کی ٹکٹ نکال کر اسے چیک کرنے کے لئے دی۔ بابو نے ٹکٹ چیک کی اور اسے بھی ایک سیٹ دیدی۔ اب اسے کون اٹھائے کون باہر نکالے۔ اب سفر دونوں طرح کے مسافر کررہے ہیں لیکن فرق ہے، ان مالداروں اور مہذب لوگوں کا سفر باعزت طریقہ پر عیش وآرام کے ساتھ ہورہا ہے اور اس پراگندہ حال مسافر کا سفر بے عزتی کے ساتھ ہورہا ہے۔ مگر چونکہ دونوں کے پاس فرسٹ کلاس کا ٹکٹ ہے تو سب فرسٹ کلاس ڈبہ میں ہیں لیکن اس فرق کے ساتھ۔ تو اگر صرف ایمان ہے تو اس کے پاس جنت کا ٹکٹ ہے تو انشاء اللہ جنت میں داخل تو ہوگا لیکن جو اعزاز اعمال صالحہ والوں کا ہوگا وہ تو کچھ اور ہی بات ہوگی۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ اسے بیان فرمایا ہے "ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنت الفردوس نزلا"

(۳) نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر آتا ہے "اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ" جگہ جگہ اس قسم کی آیتیں ہیں۔ تو جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح زکوۃ بھی فرض ہے۔ جس طرح نماز دین کا ایک اہم رکن ہے اسی طرح زکوۃ بھی دین کا ایک اہم رکن ہے۔ بہت سے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن زکوۃ ادا نہیں کرتے۔

نماز اور زکوۃ کو الگ نہیں کیا جاسکتا!

اسی لئے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں نماز اور زکوۃ کو علیحدہ نہیں کرتا تو ہم کون ہیں کہ علیحدہ کریں اور مفسرین کرام نے فرمایا کہ جو نماز پڑھتے ہیں اور وہ زکوۃ نہیں دیتے تو اللہ نماز ان کے منہ پر ماردیگا کہ ہم تو دونوں کو ساتھ ساتھ بیان کرتے ہیں اور تو علیحدہ کرتا ہے۔ تو نماز کی طرح زکوۃ بھی فرض ہے۔

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ موجودہ گرام کے اعتبار سے نصاب

لہٰذا اصول یہ ہے کہ جو شخص صاحب نصاب ہو یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو، تولہ تو آجکل چلتا نہیں، گرام سے سمجھ لو ساڑھے ستاسی گرام سونا ہو، گولڈ ہو، یا چھ سو بارہ گرام چاندی، سلور ہو۔ تو وہ صاحب نصاب ہے اگر کسی کے پاس سونا نصاب سے کم ہو مثلاً ایک دو تولہ اسی طرح چاندی بھی نصاب سے کم ہو مثلاً پچیس تولہ مگر ان دونوں کی مجموعی قیمت چاندی کے نصاب یعنی ۶۱۲ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو وہ بھی صاحب نصاب ہے۔ اس سونے چاندی پر سال گذر جائے تو اس پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اگر کسی کے پاس سونا چاندی تو نہیں ہے مگر اس کے پاس اتنے پاؤنڈ ہیں جن سے ۶۱۲ گرام چاندی آسکتی ہے مثلاً آج کے حساب سے پانچ سو پاؤنڈ سے ۶۱۲ گرام چاندی خریدی جاسکتی ہے تو جس کے پاس پانچ سو پاؤنڈ ہوں اور ضرورت اصلیہ سے زائد ہوں تو وہ بھی شریعت کی نظر میں مالدار ہے، سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اسی طرح ہر ملک میں رہنے والا باشندہ اس کے پاس اس ملک کی اتنی کرنسی (نقد رقم) ہو کہ وہاں اس نقد رقم سے ساڑھے باون تولہ چاندی آسکتی ہو تو وہ بھی صاحب نصاب کہلائیگا اگر وہ مال اس کے پاس سال بھر رہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگی یا اسی طرح سے کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ نقد رقم ہے یا کچھ چاندی اور کچھ نقد رقم ہے اور وہ سب ملک ساڑھے باون تولہ چاندی ۶۱۲ گرام کی قیمت کے برابر ہے تو وہ بھی شریعت کے نظر میں مالدار ہے، اسی طرح کسی کے پاس تجارتی سامان واسباب ہے جو نصاب یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت (یہاں کے حساب سے مثلاً پانچ سو پاؤنڈ) کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا اسی طرح کسی کے پاس شیرز ہیں اور ان کی قیمت ویلیو مارکیٹ کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو وہ بھی مالدار ہے وہ مال اس کے پاس رہے اور سال گذر جائے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

مقدار زکوٰۃ

اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے کتنا آسان کردیا کہ جب اس مال پر سال گذر جائے تو چالیسواں حصہ ادا کرنا ایک سو پاؤنڈ میں ڈھائی پونڈ، ہزار پونڈ ہوں تو ۲۵ پونڈ ادا کرنا ضروری ہے۔ اللہ پاک نے کتنا آسان فرمادیا حالانکہ یہ پورا مال کس نے دیا؟ یہ عقل و دماغ کس نے دیئے؟ قوت بازو کس نے دی؟ سب کچھ اللہ نے عطا فرمایا ہے تو سب اللہ ہی کا ہے مگر اللہ نے صرف چالیسواں حصہ فرض فرمایا اور اگر زمین ہے اس میں کھیتی کی، مشقت اٹھا کر زمین کو سیراب کیا۔ چونکہ پانی کھینچنے اور زمین کو سیراب کرنے میں مشقت ہے اس لئے اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ۔ دس من گندم ہے تو آدھا من صدقہ کرو اور کھیتی بارش کے پانی سے سیراب ہوئی تو محنت کم کرنا پڑی اس لئے جو پیداوار ہوگی اس میں عشرہ یعنی دس من کا ایک من واجب ہے۔ اور اگر کسی نے زمین کھودی اور کسی چیز کی کان مثلاً سونے چاندی یا لوہے کی کان نکل آئی جس میں بہت ہی کم محنت ہوئی تو اس میں خمس یعنی پانچواں حصہ فرض کیا۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، بڑا رحیم وکریم ہے۔ ابھی تراویح میں ہم نے چودھواں سپارہ سنا، اللہ نے بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی اور یہ اللہ کے کلام ہونے کی دلیل ہے، فرمایا "نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم" آپ میرے بندوں کو بتلا دیجئے کہ میں غفور ہوں، رحیم ہوں، بندوں پر بڑا مہربان ہوں۔ بندوں کو بھی ایسے کام کرنے چاہئیں کہ ہم پر اللہ پاک کی مہربانی اور رحم وکرم ہو۔ اس لئے کہ جہاں اللہ پاک نے اپنا غفور ورحیم ہونا بیان فرمایا وہیں اسکے ساتھ ساتھ بتلایا ہمارا قانون یہ بھی ہے "وانّ عذابی ھو العذاب الالیم" ہمارا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔

جو اللہ تمہارا قرض ضائع نہیں ہونے دیتا وہ تمہیں جہنم میں ڈالے گا؟

قرآن کہتا ہے کہ اگر کسی کو قرض دو تو لکھوا لو اس میں تمہارے لئے بہتری ہے۔ ایک مدت کے بعد تم نے اپنا قرض مانگا تو وہ انکار نہیں کر سکے گا۔ جو خدا آپ کا قرض ضائع نہیں ہونے دیتا وہ کیا تم کو جہنم میں ڈالے گا؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اگر تم میرے قانون پر چل کر آؤ گے

تو جہنم میں کیسے جاؤ گے؟ سبحان اللہ کیسا بہترین قانون ہے کہ محنت ومشقت سے، خون و پسینہ ایک کر کے مال کمایا تو چالیسواں حصہ اس سے کم محنت پر دسواں حصہ اس سے کم محنت پر پانچواں حصہ فرض فرمایا۔

زکوٰۃ کی حکمتیں

اور زکوٰۃ فرض ہونے کی تین حکمتیں ہیں ایک حکمت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا امتحان لینا چاہتے ہیں کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے یا مال کی محبت ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ تمہارے دل سے بخل، حرص، طمع اور مال کا لالچ نکل جائے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد فرمایا "وآتی المال علیٰ حبه ذوی القربیٰ" کہ مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں اپنے حاجتمند رشتہ داروں کو، علیٰ حبہ میں جو ضمیر ہے اس کے متعلق حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حبہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو تو اس صورت میں معنیٰ یہ ہوں گے کہ وہ صرف اللہ کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے، نام ونمود اور شہرت مقصود نہیں ہوتی۔ اللہ کے ساتھ جس کو محبت ہے بس وہی اللہ کی راہ میں اپنا خرچ کرتا ہے۔ پورے اخلاص کے ساتھ مال دیتا ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ علیٰ حبہ کی ضمیر مال کی طرف لوٹ رہی ہو تو مطلب یہ ہوگا اس مال کی محبت کے باوجود مال اللہ کے لئے خرچ کر دیتا ہے۔ اپنی محبوب چیز اللہ کے راستہ میں دیتا ہے۔ زکوٰۃ کی تیسری حکمت یہ ہے کہ تمہارا معاشرہ صحیح ہو جائے کہ تمہارے مال سے غرباء، بیوہ، یتیموں کا بھی کچھ بھلا ہو جائے جس کی وجہ سے تمہارا معاشرہ صحیح ہو جائے۔ آج ہمارے معاشرے میں الحمد للہ مالدار بھی ہیں لیکن پوری زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

اگر تمام لوگ صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کریں تو کوئی محتاج نہ رہے

علماء نے لکھا ہے کہ اسلام میں جو زکوٰۃ کا نظام ہے یہ اتنا عمدہ اور ایسا عجیب وغریب ہے کہ اگر تمام مالدار مسلمان اپنی پوری پوری زکوٰۃ ادا کریں اور صحیح جگہ پہنچے تو مسلمانوں کے معاشرہ میں کوئی محتاج غریب نہ رہے۔ سب کا کام چل جائے اور سب کی ضرورتیں پوری ہو جائیں اور حالت درست ہو جائے۔

اگلی شریعتوں میں زکوٰۃ حلال نہ تھی

اور یہ خصوصیت بھی اس امت کی ہے کہ زکوٰۃ کا مال ان کے لئے حلال کیا گیا ہے ورنہ اگلی شریعتوں میں زکوٰۃ کا مال کوئی کھا نہیں سکتا تھا اور ان کی زکوٰۃ مال کا چوتھا حصہ لازم تھا اور ہماری شریعت میں چالیسواں حصہ ضروری ہے۔ ان کی زکوتیں پہاڑوں پر رکھی جاتی تھیں اور آسمان سے آگ آکر اس کو کھا لیتی تھی "حتی یاتینا بقربان تاکله النار" اور یہی اس کی قبولیت کی علامت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں زکوٰۃ کی اہمیت پیدا فرمادیں اور ہم پوری خوشدلی کے ساتھ اپنے مال کی پوری پوری زکوٰۃ نکالنے والے بنیں اللہ پاک ہمارے دلوں میں اپنی محبت پیدا فرمادیں اور مال ودنیا کی محبت دل سے نکالدیں اور آخرت کی فکر پیدا فرمادیں۔ آمین

سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللّٰھم وبحمدک ونشھد ان لا الٰہ الا انت نستغفرک ونتوب الیک.

زکوٰۃ کے فضائل ومسائل

(۲)

مال ہمارے پاس کس طرح آتا ہے، اس کی فکر نہیں، حرام ہو یا حلال، کسی کا حق دبا کر ہو یا دھوکہ دیکر۔ تو ہم میں اور جانور میں کیا فرق رہا۔ جانور بھی دوسرے کے کھیت میں منہ ڈال دیتا ہے بلکہ انسان اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر ہے۔ یہ کہ دوسروں کو تکلیف دیکر بھی اگر میری بلڈنگ بنتی ہے ہو تو بن جائے، کرسی ملتی ہو تو مل جائے، یہ تو بھیڑیوں کی صفت ہے۔ پھر آگے خدا بچائے حرص اور طمع طبیعت میں اس طرح آجاتی ہے کہ سانپ بچھو کی طرح ڈنک مارنا چاہتا ہے اپنا فائدہ ہو یا نہ ہو۔ آخر میں انسانیت اور حیوانیت کے فرق کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

زکوٰۃ کے فضائل ومسائل (۲)

خطبہ مسنونہ کے بعد!

خذمن اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوٰتک سکن لهم. صدق الله العظيم.

زکوٰۃ کے معنیٰ

بزرگان محترم! زکوٰۃ کے متعلق ہماری گفتگو چل رہی تھی۔ آج بھی زکوٰۃ کے متعلق کچھ باتیں عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مفید باتیں کہلوائیں اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

بزرگو اور دوستو! زکوٰۃ اسلام کا بہت اہم رکن ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کو دنیا میں بھی فائدہ ہوتا ہے اور آخرت میں تو بہت کچھ حاصل ہوگا۔ زکوٰۃ کے معنی لغت میں طہارت، برکت اور بڑھنے کے ہیں اور شریعت کے اصطلاح میں زکوٰۃ کی تعریف یہ ہے "اپنے مال کی ایک مخصوص اور متعین مقدار، جس کو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا۔" زکوٰۃ کے معنی آپ نے سنے، اس کے ایک معنی طہارت کے ہیں۔ چونکہ زکوٰۃ ادا کرنے سے بقیہ مال پاک ہوجاتا ہے مثلاً ہزار پاؤنڈ سے پچیس پاؤنڈ یعنی چالیسواں حصہ زکوٰۃ کی نیت سے ادا کریں تو بقیہ مال یعنی ۹۷۵ پاؤنڈ پاک ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں اور زکوٰۃ کے دوسرے معنی برکت اور بڑھنے کے ہیں۔ چونکہ زکوٰۃ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس مال کے اندر برکت عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں کئی گنا بڑھا کر اس کا اجر وثواب عطا فرمائیں گے اس لئے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ ارشاد ہے "من ذی الذی یقرض الله قرضاً حسنا فیضعفه له اضعافا کثیرة والله یضعف لمن یشاء یمحق الله الرباء ویربی الصدقات." وغیرہ بہت سی آیتیں ہیں۔ مزید وضاحت بعد میں کروں گا، انشاء اللہ۔

زکوۃ دیکر اپنے ایمان کی صداقت پیش کرتا ہے

اور زکوۃ کو قرآن نے کبھی صدقہ کے لفظ سے بھی بیان کیا ہے جیسا کہ جہاں زکوۃ کے مصارف بیان فرمائے ہیں وہی ارشاد فرمایا "انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها "اور صدقہ صداقت سے ہے یعنی آدمی اپنے مال کی زکوۃ دیکر گویا اپنے ایمان کی صداقت پیش کرتا ہے کہ میں سچا مومن ہوں۔ تو دو باتیں میں نے پیش کیں (۱) ایک یہ کہ زکوۃ کے بعد وہ مال پاک وصاف ہو جاتا ہے (۲) اور اللہ تعالیٰ اس مال میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔

زکوۃ سے مال میں خیر و برکت ہوتی ہے

اب یہ بات قرآن کریم کی آیت سے سمجھ لو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ" اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر زیادہ ہو جائے یعنی جو مال سود حاصل کرنے کیلئے دیتے ہو کہ سو پاؤنڈ ادھار دیا اور شرط لگا دی کہ ایک مہینے کے بعد ایک سو دس پاؤنڈ دینا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "فلایربو عنداللہ" تو یہ خدا کے نزدیک نہیں بڑھتا یعنی اس میں کوئی خیر و برکت نہیں ہوگی بلکہ شدید گناہ ہوگا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا "وما آتیتم من زکوۃ تریدون وجه اللہ" اور جو زکوۃ دو گے جس سے تمہارا مقصود اللہ کی رضا ہو محض اللہ کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنے کے لئے دی ہو، کوئی اور مقصد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "فاولئک هم المضعفون" تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب بھی بڑھاتے رہیں گے اور دنیا میں بھی ان کے مال میں خیر و برکت عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ حدیث میں ہے اس کو احد پہاڑ کے برابر کر دیں گے اور دوسری جگہ فرمایا۔

اچھی اور عمدہ چیز صدقہ کرو

"یاایها الذین آمنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم" اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے عمدہ چیز خرچ کرو۔" "ومما اخرجنا لکم من الارض" اور جو ہم نے تمہارے لئے

زمین سے پیدا کیا ہے اس میں سے بھی خرچ کرو۔" "ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون" ردی اور بیکار چیزوں کا صدقہ نہ کرو، جو کسی کام کی نہ ہو۔ جیسے مری ہوئی مرغی یا اسی طرح کی بالکل بیکار چیز اور گھٹیا چیز کا صدقہ نہ کرو۔ پھر اللہ نے ارشاد فرمایا اور بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی "ولستم بآخذیه الا ان تغمضوا فیه" اگر تمہیں کوئی ایسی چیز دے تو تم اس کو لینے والے نہیں۔ اس کا لینا پسند نہ کرو مگر یہ کہ چشم پوشی کر لو۔ جیسا کہ پرانے کپڑے، بیکار جوتے وغیرہ کہ تم بھی لینا پسند نہ کرو گے الا یہ کہ تم چشم پوشی کرتے ہوئے اور سامنے والے کا دل رکھتے ہوئے قبول کر لو تو وہ بات الگ ہے تو جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو وہ اللہ کی راہ میں دینا کیوں پسند کرتے ہوئے۔ "واعلموا ان اللہ غنی حمید" اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، تعریف کے لائق ہے۔ اللہ کو تمہارے صدقات وخیرات کی ضرورت نہیں۔ یہ تو تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہیں اور اللہ حمید ہیں یعنی خود تمام نبیوں کے مالک ہیں۔ تمہارے اچھے اعمال نہ اس کی خدائی اور عظمت میں اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ تمہارے برے اعمال سے ان کی خدائی پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے۔

شیطان فقر سے ڈراتا ہے اور اللہ مغفرت وفضل کا وعدہ کرتا ہے

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "الشیطن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء" شیطان تم کو فقر سے ڈراتا ہے اور تم کو بری بات کا حکم کرتا ہے۔ شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ اگر تم زکوۃ دو گے مثلاً تمہارے مال میں سے ڈھائی سو پاؤنڈ زکوۃ واجب ہوئی تو اگر تم ڈھائی سو دو گے تو تمہارے مال مین سے اتنا کم ہو جائیگا اور ایک سال بعد پھر زکوۃ دو گے تو اور کم ہو جائیگا تو اس طرح تم مفلس بن جاؤ گے۔ "واللہ یعدکم مغفرۃ منه وفضلا" اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کریگا اور تمہارے مال میں اضافہ کریگا۔

فضل اور رحمت کے معنی اور ان کا فرق

فضل کہتے ہیں کہ دنیا بھی بنے اور آخرت بھی بنے اور رحمت کا لفظ جو قرآن میں آتا ہے اس کا مطلب آخرت کی رحمت ہے، مثال سے آپ کو سمجھاؤں۔ ابھی آپ مسجد میں

داخل ہوئے تو کیا دعا پڑھی "اللھم افتح لی ابواب رحمتک" اور جب مسجد سے نکلیں گے تو کیا پڑھیں گے "اللھم انی اسئلک من فضلک" اب رحمت سے فضل یعنی دنیا میں جا رہے ہیں جس طرح قرآن میں ہے "فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا" "اللہ تعالیٰ تم سے مغفرت کا وعدہ کرتا ہے اور زیادتی کا۔

زکوٰۃ سے مال کم نہیں ہوتا بڑھتا ہے

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ مال بڑھتا ہے "یمحق اللہ الربٰو ویربی الصدقات" اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اس کا ثواب بڑھا چڑھا کر عطا کرتا ہے۔ یہ بظاہر ہماری عقل اور ہماری نظر کے خلاف ہے مگر حقیقت یہی ہے اللہ رب العزت کا فرمان بالکل صحیح ہے۔ اس میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

زکوٰۃ سے مال پاک ہوجاتا ہے

زکوٰۃ دینے سے مال بھی پاک ہوجاتا ہے اور دل بھی صاف ہوجاتا ہے۔ اس بات کو قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے بیان فرمایا "خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم" آپ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کرکے ان کو پاک کردیجئے۔ "وتزکیھم" اور ان کا تزکیہ کردیجئے اور ساتھ ساتھ "وصل علیھم" اور ان کے لئے دعا بھی کردیجئے۔ آپ کا ان کے لئے دعا کرنا باعث سکون ہوگا۔ "ان صلوٰتک سکن لھم" حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہم کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا "اول ان کو اسلام کی دعوت دینا دوسرا ان کو نماز کا حکم کرنا اور تیسرا ان کو زکوٰۃ کا حکم دینا، ان کے مالداروں سے وصول کرنا اور ان کے غرباء پر صدقہ خرچ کردینا۔" توخذ من اغنیائھم فترد علیٰ فقرائھم" (مشکوٰۃ شریف ص۱۵۵)

دینے کی کوشش کرو لینے کی حرص میں نہ رہو

قرآن کریم میں جابجا اللہ تعالیٰ نے دینے کا حکم فرمایا ہے لینے کا حکم نہیں ہے، اس لئے ہمیشہ یہ کوشش کرو کہ ہم دوسروں کا تعاون کریں۔ اسلام نے ہمیں یہی سبق دیا ہے،

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو کیا فرمایا کہ میں آپ کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں "واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ" ہم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں تو ہم سب بھی خلیفہ ہیں، خلیفہ کہتے ہیں نائب کو تو ہم سب اللہ کے نائب ہیں۔

اللہ کے اوصاف ہمارے اندر ہونے چاہئیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے لہٰذا اللہ کے اوصاف بھی ہمارے اندر ہونے چاہئیں۔ اللہ کریم ہے تو بندہ بھی کریم ہو، اللہ دینے والے ہیں تو بندہ بھی دینے والا ہو۔ "تخلقوا باخلاق اللہ" کا مقصد یہ ہے کہ تم اللہ کے اوصاف میں اور اللہ کے اخلاق میں ڈھل جاؤ۔ فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف ان کے شان کے مناسب ہیں اور ہمارے جو اوصاف ہوں گے وہ ہماری حالت کے مطابق ہوں گے۔ سب سے بڑے سخی اور سب سے بڑے دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں ان کے بعد سب سے بڑے سخی سید الرسل ﷺ ہیں۔ اب جو جتنا زیادہ سخی ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے اتنا ہی زیادہ قریب ہوگا۔

امت کے سب سے بڑے سخی

پھر امت کے سب سے بڑے سخی کون تھے؟ تو امت میں سب سے بڑے سخی حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ آپ کی بڑی سخاوت تھی۔ آپ ایمان لائے تو چالیس ہزار درہم آپ کے پاس تھے لیکن دین کے لئے خرچ کرتے رہے یہاں تک کہ جب مدینہ منورہ گئے تو آپ کے پاس کچھ نہ تھا اور جب غزوہ تبوک کا موقع آیا تو گھر کی ایک ایک چیز لاکر پیش کردی حتیٰ کہ جھاڑو دیگر جو کچھ تھا لے آئے اور جب حضور ﷺ نے پوچھا کہ ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑا تو فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑا ہے اس وقت جو کرتا پہنا تھا وہ بھی پھٹا پرانا تھا اور اس میں بٹن بھی نہ تھے۔ بٹن کی جگہ ببول کے کانٹے لگائے ہوئے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور ﷺ سے مخاطب ہوکر فرمایا اللہ ابوبکر کو سلام کہتا ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ ابوبکر سے پوچھو کیا اس حال میں بھی اللہ سے راضی ہو تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا اے ابوبکر! اللہ کا تم پر سلام اور کیا تم اس حال میں بھی اللہ سے خوش ہو؟ ابوبکرؓ زاروقطار رونے لگے اور فرمایا میں کیسے اپنے رب سے ناخوش

ہوسکتا ہوں۔ یہ حالت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ کے مال سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچا۔ ان کا رتبہ پوری امت میں سب سے زیادہ ہے، رضی اللہ عنہ۔ اللہ ہم سب کی طرف سے آپؓ کو بہترین بدلہ اپنے شایان شان عطا فرمائے۔ آمین۔ تو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سب سے زیادہ بلند اور اونچا مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ تو جو جتنا سخی ہوتا ہے اتنا اس کو اللہ کا قرب ملتا ہے۔

ہم انسانیت سے باہر نکل گئے

ہم تو انسانیت سے ہی باہر نکل گئے ہیں۔ ہمارا کام کمانا، کھانا اور خواہشات پوری کرنا۔ تو ہم میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہا اور مال بھی ہمارے پاس کس طرح آتا ہے اس کی فکر نہیں۔ حرام ہو یا حلال۔ کسی کا حق دبا کر ہو یا دھوکہ دیکر۔ تو ہم میں اور جانور میں کیا فرق رہا؟ جانور بھی دوسرے کے کھیت میں منہ ڈال دیتا ہے بلکہ انسان اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر بلکہ دوسروں کو تکلیف دیکر بھی اگر بلڈنگ بنتی ہے تو بن جائے اور کرسی ملتی ہو تو مل جائے۔ یہ تو بھیڑیوں کی صفت ہے پھر آگے خدا بچائے، حرص اور طمع طبیعت میں اس طرح آجاتی ہے کہ سانپ بچھو کی طرح ڈنک مارنا چاہے اپنا فائدہ ہو یا نہ ہو۔ آخر میں انسانیت اور حیوانیت کا فرق مٹا کر رکھ دیتا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

سب کو کھلاؤ

بزرگو اور دوستو! ہمیں تو حضور ﷺ نے یہ تعلیم دی تھی کہ اپنوں کو بھی کھلاؤ، غیروں کو بھی کھلاؤ، دوستوں کو بھی کھلاؤ، دشمنوں کو بھی کھلاؤ حتی کہ جانوروں کو بھی کھلاؤ۔ پیاسا کتا

اگر دم توڑ رہا ہے تو نمازی کی طرح اس کی جان بچانا بھی ضروری ہے۔ آپ نے قصہ سنا ہے کہ نہیں؟ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک فاحشہ عورت تھی دیکھا کہ ایک پیاسا کتا پیاس کی وجہ سے دم توڑ رہا ہے، فاحشہ عورت کو رحم آیا، جراب نکالی اپنے دوپٹے اور اوڑھنی میں باندھا، کنویں میں لٹکایا، پانی نکالا کتے کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے طفیل اسے بخش دیا۔ تو اللہ نے جو ہمیں دیا ہے اس میں اپنوں کو کھلاؤ۔ پرایوں کو کھلاؤ، دوستوں کو کھلاؤ ہر ایک کو کھلاؤ۔

ہر چیز سے دو

اور ہر چیز میں دو اور اصل تو یہ ہے کہ سونا ہے تو سونے میں سے دو، چاندی ہے تو چاندی میں سے دو پھل ہے تو پھل میں سے دو، غلہ ہے تو غلہ میں سے دو۔ یہ تو ہمارے لئے بڑی آسانی ہے کہ ہم نقد پیسے سے زکوٰۃ ادا کردیتے ہیں۔ اللہ قبول فرمالیتا ہے حتی کہ حکم ہے کہ اگر کسی کے پاس کچھ نہیں ہے تو فرمایا "اتقوا اللہ ولو بشق تمرۃ" آگ سے بچ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے جذبات اور صفات عطا فرمائیں۔ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم یہ ضروری ہے کہ ہم پر جو زکوٰۃ فرض ہو وہ تو ہم ضرور ادا کریں اور مکمل حساب کر کے ادا کریں۔ فکر اور اہتمام اور خوشدلی سے ادا کریں۔

ایک کتا بھی بھوکا پیاسا مر جائے تو مجھ سے باز پرس ہوگی

سیدنا حضرت عمر بن الخطابؓ رات کو گشت کرتے تھے اتفاقاً ایک صحابی سے ملاقات ہوگئی، پوچھا اے امیر المؤمنین اس وقت رات کے سناٹے میں کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ فرمایا اگر میری خلافت میں ایک کتا بھی بھوکا پیاسا مر گیا تو مجھ سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی اور آج کے حکام کو دیکھو سب کو اپنی اپنی فکر ہے اپنی اپنی تجوریاں بھرتے ہیں۔ بہت فکر کی چیز ہے۔ اللہ پاک نے اگر مال عطا فرمایا ہے تو غرباء کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ جس طرح ہم اپنی فکر کرتے ہیں، ان کی فکر بھی ضرور کرنا چاہئے۔

دریادلی کا ایک عجیب واقعہ

اور بزرگو! آج کے دور میں بھی ایسے فیاض اور سخی لوگ اللہ والے موجود ہیں کہ ان کی سخاوت کی مثال پیش نہیں کرسکتے۔ آپ حضرات جانتے بھی ہوں گے حضرت مفتی زین العابدین دامت برکاتہم جو ہماری اس مسجد میں بھی آچکے ہیں انہوں نے ایک واقعہ سنایا تھا مجھے تو وہ واقعہ سن کر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک ہمارے نانا مسجد سے آئے نماز پڑھ کر تو کیا دیکھا کہ پگڑی بھی نہیں، کرتا بھی بدن پر نہیں، صرف تہبند باندھے ہوئے گھر آگئے۔ یہ حالت دیکھی تو سب دوڑے ہوئے آئے پوچھا خیریت تو ہے یہ کیا بات ہے؟ فرمایا الحمدللہ بہت خیریت سے ہوں کوئی فکر کی بات نہیں، جو کچھ بھی ہوا بہت اچھا ہوا۔ اب گھر والے گھبرائے۔ سب کو بلایا، سب جمع ہوگئے۔ فرمایا سنو! میں مسجد میں نماز کے لئے گیا اور میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس آیک آدمی آیا اور کہا فلاں جگہ سے آیا ہوں، مسافر ہوں اور میرے پاس کھانے پینے کا سامان بھی کچھ نہیں، مجھے واپس گھر جانا ہے، میرے پاس کرایہ کے بھی پیسے نہیں ہیں۔ اب اتفاقی بات کہ میرے پاس اس کے کرایہ کے بقدر پیسے تھے جو گھر سے جاتے ہوئے اہلیہ نے دیئے تھے کہ بازار سے واپسی پر فلاں فلاں چیز لیتے آنا تو میں نے وہی پیسے اس کو دیدیئے۔ اس نے اپنی پگڑی بیچ دی تھی میں نے اپنی پگڑی اس کے سر پر رکھ دی اور دیکھا کہ اس کا کرتا بھی بہت پھٹا ہوا میلا کچیلا تھا اس لئے میں نے اپنا کرتا بھی اس کو دیدیا۔ اہلیہ نے کہا گھر آکر پگڑی اور کرتا لیجا کر اس کو دیدیتے تو فرمانے لگے میرے دل میں یہ بات آئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گھر تک جاؤں اور میری موت آجائے اور ایک سائل میرے پاس سے ایسے ہی چلا جائے۔ تو آج کے دور کے اندر بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں کئی کئی روز کا فاقہ ہوتا تھا لیکن یہودیوں سے قرض لیکر لوگوں کو دیتے تھے اور امت کی مشکلات حل فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ دینے والے ہیں اور سب سے زیادہ غیور بھی ہیں

اور میرے دوستو! ایک بات یاد رکھو آپ اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ دینے والے بھی اور سب سے زیادہ غیور بھی ہیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف لے جارہے تھے آپ نے حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو دیکھا یہ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اور حضور ﷺ کی سالی ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھا کہ سر پر کھجور کی گھٹلیوں کا ٹوکرا لادکر آرہی ہیں۔ آپ ﷺ نے اونٹ ٹھہرایا اور اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تاکہ اسماء اس پر سوار ہوجائیں۔ ابھی تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا یارسول اللہ! آپ خوشی سے تشریف لے جائیں میرے شوہر یعنی حضرت زبیرؓ کی غیرت اس کو گوارہ نہیں کریگی۔ چنانچہ حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ بعد میں آپ ﷺ کی حضرت زبیر سے جو آپ کے پھوپھی زاد بھائی بھی ہوتے تھے ملاقات ہوئی تو آپ نے پورا واقعہ سنایا۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا یارسول اللہ! اسماء نے سچ کہا۔ چونکہ صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے اس لئے میری غیرت اس کو پسند نہ کرتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا زبیر غیرت مند ہے تو میں زبیر سے زیادہ غیرت مند ہوں اور میرا رب مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے تو اللہ پاک سب سے زیادہ غیور ہیں۔

آپکی غیرت بدلہ پرآمادہ کرتی ہے تو اللہ کی غیرت کا کیا حال ہوگا؟

اگر آپ اپنے دوست کی خاطر کرتے ہو۔ ایک پیالی چائے پلادیتے ہو تو آپ کا دوست بھی یہ چاہتا ہے کہ کب موقع ملے تو میں بھی ان کو چائے پلاؤں۔ آپ کی غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ میرے دوست نے میری دعوت کی تو میں اس کی دعوت نہ کروں، یہ ہماری غیرت ہے۔ وہ مالک الملک تو سب سے بڑا غیور ہے۔ جب تم اس کے لئے زکوٰۃ خیرات ادا کروگے تو کیا وہ تمہیں بدلہ نہیں دیگا؟ ضرور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دیگا "وما انفقتم من شئی فھو یخلفہ" (سورہ سبا) یعنی اور جو چیز تم خرچ کروگے سو اللہ تعالیٰ اس کا عوض دیگا۔ تو میرے دوستو! بہت سی آیات ہیں، بہت سی احادیث ہیں، بہت سارے واقعات ہیں۔

بندہ اپنی طاقت کے بقدر خرچ کرتا ہے اللہ اپنی شان کے مطابق بدلہ عطا کرتا ہے

پھر اللہ کی قدرت اور رحمت دیکھئے آدمی اپنی طاقت کے بقدر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان بدلہ عطا کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پاک کمائی میں سے ایک کھجور، ایک لقمہ کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اس کو اپنے ہاتھ میں لیکر اس کے ثواب کو بڑھاتا ہے (جیسے تم اپنے پالے ہوئے بچے کی پرورش کرتے ہو) یہاں تک کہ وہ ثواب ایک پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی آدمی ایک لقمہ خیرات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اس کو بڑھاتا ہے حتی کہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سائل کے ہاتھ میں دینے سے پہلے وہ صدقہ اللہ کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے اب اللہ اس کا کیسا بدلہ دیگا؟ وہ اپنی شایان شان دیگا؟

صدقہ پر تین شخصوں کو جنت

حتیٰ کہ ایک روایت میں ہے کہ کسی مسکین کو روٹی یا اور کچھ کھانا دینا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو جنت عطا فرمائیں گے (۱) جو اس مال کا مالک ہے جس نے مال کمایا ہے۔ (۲) کھانا بنانے والی کو (وزیر داخلہ کو) (۳) آپ کا خادم جس نے جا کر مسکین کو کھانا دیا، سبحان اللہ، الحمد للہ الذی لا ننسی خدامنا اس ذات کا شکر ہے جو ہمارے خادم کو بھی نہ بھولا۔ کیا اللہ کی رحمت ہے کہ ایک مسکین کی مدد پر تین تین کو جنت سے نوازا اور خادم کو بھی نہ بھولا۔ وما علینا الا البلاغ

لرزہ خیز وعید

کتنی سخت وعید ہے کہ سننے سے دل کانپتا ہے کہ یہ مال جسے دنیا میں جمع کیا تھا، سونے چاندی کا خزانہ کیا تھا۔ اگر خرچ نہ کیا تو اسی سے قیامت کے دن پیشانی کو داغ دیا جائیگا۔ پہلو کو داغا جائیگا، پشت کا داغا جائیگا، یہ کیوں؟ اس لئے دنیا میں حاجت مندوں سے منہ پھیر لیتا تھا، پیشانی پر بل آجاتا تھا، پہلو تہی کرتا تھا اور آخر میں منہ پھیر کر چل دیتا تھا۔

زکوٰۃ کے فضائل ومسائل

(۳)

خطبہ مسنونہ کے بعد

یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون. صدق الله العظیم

زکوٰۃ کا منکر کافر ہے

بزرگان محترم! زکوٰۃ کے متعلق بات چل رہی ہے۔ آپکو الحمد للہ یہ معلوم ہوگیا کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے، ایک اہم فریضہ ہے۔ قرآن وحدیث میں بڑی اہمیت سے اس کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کی بنیادوں میں سے ہے۔ لہذا زکوٰۃ کا منکر کافر ہے۔ اگر کوئی انکار کردے کہ اسلام میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے تو وہ اسلام سے نکل جاتا ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں کچھ قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں ان سے جہاد کروں گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا آپ ان لوگوں سے کس طرح جہاد کرسکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے ”امرت ان اقاتل الناس حتی یقولو الااله الاالله فمن قال لا اله الاالله عصم منی ماله ونفسه الابحقه“ مجھے حکم کیا گیا کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں اور جب وہ اس کلمہ کے قائل ہوجائیں تو ان کی جان اور مال میری طرف سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ”واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوٰةوالزکوٰة فان الزکوٰة فان الزکوٰةحق المال“ خدا کی قسم جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا یعنی نماز کو تو فرض سمجھے مگر زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے تو میں اس سے ضرور ضرور قتال کروں گا، زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ نے اس حق کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے

لہذا جو اس فرضیت کا انکار کرے گا میں اس سے جہاد کروں گا۔ مزید فرمایا ”واللہ لومنعونی عناقاً کانوا یودونها الی رسول الله ﷺ لقاتلتهم علی منعها“ خدا کی قسم اگر وہ اونٹ کا چھوٹا بچہ دینے سے بھی انکار کریں گے جو وہ رسول ﷺ کے سامنے دیتے تھے تو اس پر بھی میں ان سے جہاد کروں گا اور حدیث میں ”الا بحقہ“ کا لفظ موجود ہے یعنی کسی حق کی بنیاد پر ان کے جان ومال میں تصرف کیا جاسکتا ہے تو جس طرح نماز جسمانی حق ہے اسی طرح زکوٰۃ مال کا حق ہے لہذا جب وہ اس حق کی ادائیگی سے انکار کریں گے تو الابحقہ میں داخل ہوں گے اس لئے جہاد اور قتال بالکل صحیح ہے حضرت ابوبکرؓ کے اس جواب سے حضرت عمر فاروقؓ کو اطمینان ہوگیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ”قال عمر فوالله ماهو الارایت ان الله شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت ان الحق“ فرماتے ہیں اللہ نے ابوبکرؓ کے دل میں جو بات ڈالی ہے اور جس بات کے لئے ان کو شرح صدر ہوا ہے، مجھ کو یقین ہوگیا کہ یہ بالکل حق ہے اور ایک موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ”اینقص الدین وانا حی“ میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں نقصان ہوجائے یہ کیسے ہوسکتا ہے حضرت ابوبکرؓ نے اس دین کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا تھا وہ اس میں ذرہ برابر نقص کو کیسے برداشت کرسکتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کا امت پر بڑا احسان ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا امت پر بڑا احسان ہے بڑے نازک موقع پر امت کو سنبھالا ہے یہی موقع دیکھ لیجئے اگر اللہ پاک حضرت ابوبکرؓ کے دل میں یہ بات الہام نہ فرماتے اور حضرت ابوبکرؓ پوری قوت ایمانی کے ساتھ اگر کھڑے نہ ہوتے تو پتہ نہیں آج اس فریضہ کا کیا حال ہوتا۔ اللہ پاک ہم سب کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائیں کہ وہ اس مضبوطی سے جمے رہے ان کے اس جمنے کی برکت سے حضرت عمرؓ کو بھی شرح صدر ہوگیا اور ان تمام قبائل نے بھی اپنی پوری پوری زکوٰۃ دی اور جو مرتد ہونے کے قریب ہوگئے تھے وہ باز آگئے اور آپ کے اس جمنے کی برکت سے الحمد للہ آج تک ہم سب کے دلوں میں زکوٰۃ کی فرضیت کا عقیدہ مستحکم ہے۔ لہذا اب جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے گا وہ کافر ہوجائیگا۔

زکوٰۃ ادانہ کرے تو مال وبال جان ہوگا

اور جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت کو تو مانتا ہے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتا بخل کیوجہ سے تو یہ مال اس کے لئے وبال جان بن جائیگا۔ حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادانہ کی گئی تو دنیا میں تو اس کا نقصان ہے ہی آخرت میں بھی وبال جان ہوگا۔ دنیا میں نقصان یہ ہے کہ مال کا شر باقی رہے گا فتنہ وگناہ میں مبتلا ہوگا اور اگر زکوٰۃ ادا کردی تو انشاءاللہ اس مال کا شر ختم ہو جائیگا "من ادی زکوۃ ماله ذهب شره"۔ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس سے مال کی برائی چلی گئی اور دوسری حدیث میں فرمایا کسی شخص پر جو مقدار زکوٰۃ فرض ہوئی مثلاً ہزار پاؤنڈ میں پچیس پاؤنڈ فرض ہے مگر اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی اور زکوٰۃ اس کے مال میں ملی ہوئی ہے تو یہ زکوٰۃ اس کے بقیہ مال کو بھی یعنی جو ۹۷۵ پاؤنڈ ہیں ان کو بھی ہلاک کردے گی۔ یہ تو دنیا کا نقصان ہے وہ مال چوری ہوجائیگا یا کوئی حادثہ پیش آسکتا ہے یا اور کوئی صورت پیدا ہوسکتی ہے اور وہ مال بھی برباد ہوجائیگا اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور آخرت کا نقصان یہ ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ نے مال دیا "فلم یودز کوته" اور اسنے اس مال کی زکوۃ ادانہ کی "مثل له ماله یوم القیامة شجاعاً اقرع له زبیبتان یطوقه یوم القیامة" تو اس کا مال گنجا سانپ بنا کر قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بنادیا جائیگا پھر وہ اس کے دونوں جبڑوں کو اپنے منہ میں لے لیگا یعنی اس کو ڈسے گا اور اس کو کاٹے گا اور بزرگو اس سانپ کو اور اس کے کاٹنے کو دنیا کے سانپ پر قیاس نہیں کرسکتے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہاں کا ایک سانپ اگر زمین پر ایک پھونک ماردے تو روئے زمین کا سارا پانی تلخ ہوجائے تو یہ سانپ اس کو ڈستا رہے گا اور کہے گا "ثم یقول انامالک انا کنزک" میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں (الامان والحفیظ) ثم تلا ولایحسبن الذین یبخلون، پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "ولا یحسبن الذین یبخلون" (مشکوۃ شریف،ص ۱۵۵)

یہ آیت چوتھے سپارہ میں ہے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا "ولایحسبن الذین یبخلون بما آتھم الله من فضله هو خیراً لهم بل هو شر لهم سیطوقون مابخلوا به یوم القیامة" اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ ان کے لئے بہتر ہے (ہرگز یہ بخل ان کے لئے بہتر نہیں) بلکہ وہ ان کے لئے بہت برا ہے (کیونکہ اس بخل کا انجام یہ ہوگا) وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنائے جائیں گے اس (مال) (کا سانپ بنا کر) جسمیں انہوں نے بخل کیا تھا۔ (آل عمران)

اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرنے پر سخت وعید

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت "والذین یکنزون الذهب والفضة" نازل ہوئی یعنی جو لوگ سونا چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں "ولا ینفقونها فی سبیل الله" اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے "فبشرهم بعذاب الیم" آپ ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادیں "یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جبا ههم وجنوبهم وظهورهم هذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون"۔ جس دن کہ وہ (سونا اور چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے (ان بدنصیبوں کی) پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائیگا (اور ان سے کہا جائیگا) یہ وہی (سونا چاندی) ہے جس کو تم جمع کرکے رکھتے تھے اپنے نفسوں کے لئے پس تم نے جو جمع کیا تھا (اب) اس کا مزہ چکھو (سورہ توبہ، آیت ۳۴،۳۵) اللہ اکبر کتنی سخت وعید ہے کہ سننے سے دل کانپتا ہے کہ یہ مال جسے دنیا میں جمع کیا تھا سونے چاندی کا خزانہ کیا تھا اگر خرچ نہ کیا تو اسی سے قیامت کے دن پیشانی کو داغ دیا جائیگا پہلو کو داغا جائیگا پشت کو داغ دیا جائیگا، یہ کیوں؟ اس لئے کہ دنیا میں حاجتمندوں سے منہ پھیر لیتا تھا اور پیشانی پر بل آجاتا تھا پہلو تہی کرتا تھا اور آخر میں منہ پھیر کر چلا جاتا تھا چندہ والے آجاتے ہیں انکو نہ دینا ہو تو نہ دیں لیکن پیشانی پر بل لا کر ناگواری کا اظہار نہ کریں میں نے بمبئی میں تقریباً سات سال تراویح پڑھائی ہے، ماشاء اللہ وہاں مسلمانوں کی بڑی بڑی تجارت اور دوکانیں ہیں، بڑے دل والے ہیں ہندوستان کے لاکھوں مدارس مساجد مدارس بمبئی کے چندے پر چلتے ہیں لاری

والا پچیس پچاس کمانے والا مزدور بھی اگر چندہ والا آئیگا تو وہ بھی دو پانچ روپے ضرور دیگا تو وہاں چندہ والوں کی لائن لگتی ہے، ہر ایک کو کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔

ایک لطیفہ

بعض سیٹھ ٹال مٹول بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں سلیمان بھائی موسیٰ سے کہو، موسیٰ بھائی احمد کو کہو، احمد بابا کو کہو معاف کرو۔ ایک فقیر ایسا بھی آ گیا وہ کچھ ہوشیار تھا جب اس نے یہ ٹال مٹول والے الفاظ سنے تو کہنے لگا جبریل میکائیل سے کہو، میکائیل اسرافیل سے کہو، اسرافیل ملک الموت کو کہو کہ اس سیٹھ کی روح قبض کرلو۔ بعض ایسے بھی فقیر ہوتے ہیں خیر یہ ضمناً ایک لطیفہ آپ کو سنادیا۔

سائل اور فقراء سے عبرت حاصل کریں

تو اگر سائل یا چندہ والے آئیں تو ناگواری کا اظہار نہ کریں منہ نہ پھیریں پیشانی پر بل نہ لاویں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سائل اور فقراء جو ہمارے گھروں پر آتے ہیں ان سے عبرت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ ہمیں اس سے بچایا اور عزت سے گھر بٹھایا دینے والا بنایا لینے والا نہ بنایا۔

مساکین اور فقراء جنت کی سواریاں ہیں

اور یہ مساکین اور فقراء جو ہماری زکوۃ فطرہ لیجاتے ہیں ان کا احسان مانیں یہ تو جنت کی سواریاں ہیں نہ دینا ہو تو نہ دیں لیکن ان سے سختی سے بات نہ کریں ان کو نہ جھڑکیں قرآن کہتا ہے "واما السائل فلاتنھر" اور سائل کو مت جھڑکئے دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے "وفی اموالھم حق للسائل والمحروم" اور ان کے مالوں میں سائل اور غیر سائل دونوں کا حق ہے (سورۃ ذاریات) بعض فقراء غیرت کی وجہ سے ہاتھ نہیں پھیلاتے تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا جو مانگتے ہیں ان کا اور جو نہیں مانگتے ان کا بھی تمہارے مالوں میں حق ہے۔

سائل کا حق ہے

قرآن کریم میں حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں "واما السائل فلاتنھر" (پارہ عم) اور سائل کو مت جھڑکئے اور ایک روایت میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے مطلب یہ کہ مالدار قسم کا انسان ہو مگر سائل بنکر آیا ہو تو اس کا بھی حق ہے اندر کا حال خدا ہی جانتا ہے کہ اسے اندرونی طور پر کیا پریشانی ہے لہذا اسے بھی کچھ نہ کچھ دیدو اگر کچھ نہ ہو تو فرمایا بکرے کی کھر جو بے قیمت ہوتی ہے وہی دیدو، یہاں گھوڑا نہیں تو کوئی شخص کار پر سوار ہو کر آ جائے اور سوال کرے تو اس کا بھی حق ہے تو میں ذکر کر رہا تھا کہ سائل کو دیکھ کر منہ مت بناؤ چونکہ اس کی پیشانی پر بل آتا تھا پہلو تہی کرتا تھا، منہ پھیر لیتا تھا اس لئے یہ عذاب ہوگا۔

بخیل کئی قسم کے ہوتے ہیں

مال کی محبت اور بخل بہت بری چیز ہے بخیل بھی چند قسم کے ہوتے ہیں ایک بخیل وہ ہوتا ہے جو دوسروں پر خرچ کرنے میں بخیلی کرتا ہے اس سے بڑا بخیل وہ ہے جو اپنی ذات پر بھی خرچ کرنے میں بخیلی کرے اور سب سے بڑا تھرڈ کلاس بخیل وہ ہے کہ کوئی دوسرا کسی پر خرچ کرے تو اس کے پیٹ میں درد ہو اللہ تعالیٰ ان سب ہی قسم کے بخل سے ہماری حفاظت فرمائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ای داء ادوء من البخل" بخل سے بڑھ کر کونسی بیماری ہو سکتی ہے۔

والذین یکنزون الذھب کا مصداق

تو جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ گھبرا گئے "فقال عمر انا افرج عنکم فانطلق فقال یانبی اللہ انہ کبر علی اصحابک ھذہ الآیۃ" تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم لوگ گھبراؤ نہیں میں جا کر رسول اللہ ﷺ سے اسکے متعلق دریافت کرتا ہوں کہ اس آیت کی مراد کیا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ تشریف لے گئے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں باادب عرض کیا یا نبی اللہ یہ آیت تو آپ کے اصحاب پر بڑی بھاری ہوگئی ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ سونا چاندی

اور مال ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس سونا چاندی ہے اور وہ بقدر نصاب ہیں ان پر زکوۃ واجب ہے پھر بھی زکوۃ ادا نہیں کرتے ان کے لئے یہ عذاب ہے اور جو لوگ اپنے مال کی، سونے چاندی کی پوری پوری زکوۃ ادا کردیتے ہیں تو ان کے لئے یہ عذاب نہیں بلکہ زکوۃ ان کے بقیہ مال کو بھی پاکیزہ اور طیب بنادیتا ہے "فقال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یغرض الزکوۃ الالیطیب مابقی من اموالکم" یہ سنکر حضرت عمرؓ نے تکبیر کہی اور مطمئن ہوگئے صحابہ کو بھی اطمینان ہوگیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا میں تم کو بہترین جمع کرنے کی چیز نہ بتاؤں "المرئة الصالحة اذا نظر الیھا سرته واذا امرها اطاعته واذا غاب عنها حفظته" نیک صالحہ بیوی اس کو دیکھے تو خوش کردے اور جب اس کو کسی چیز کا حکم کرے تو اطاعت کرے اور جب شوہر غائب ہو تو اپنی عزت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ (مشکوۃ شریف، ص ۱۵۶)

ایسی بیوی کسی کو مل جائے جو نیک ہو، مطیع و فرمانبردار ہو، ایمان اور دین کے کاموں میں تعاون کرنے والی ہو تو ایسی بیوی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے آپ ایک ہزار پاؤنڈ بالہم مسجد میں دینا چاہتے ہو، بیوی کہتی ہے ایک ہزار کم ہے دو ہزار دو، اللہ کا فضل ہے اللہ نے بہت دیا ہے تو یہ ہے زوجہ صالحہ آپ نماز نہیں پڑھتے بیوی کہتی ہے میں کھانا نہیں بناؤں گی جب تک تم نماز نہیں پڑھوگے ایسی بیوی جو ایمان پر اعمال صالحہ پر مدد کرنے والی ہو تو بہت بڑی دولت ہے یہ دولت اللہ ہم سب کو نصیب فرمائیں اور الحمدللہ یہاں کچھ ایسی خواتین ہیں جو اپنے شوہروں کو اصرار کرکے مسجد بھیجتی ہیں، اللہ سب کو ایسی بیویاں نصیب فرمائیں بہت بڑی چیز ہے۔

ثوبانؓ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت "والذین یکنزون الذھب والفضة" نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے بعض صحابہؓ نے کہا کاش ہمیں معلوم ہوجاتا کہ کونسا مال بہتر ہے تو ہم اس کو جمع کرتے تو آپ ﷺ نے فرمایا بہترین جمع کرنے والی یہ چیز ہیں ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل، مومن بیوی جو اس کے ایمان پر مدد کریں۔ (الترغیب والترہیب ج ۳، ص ۴۱)

شیطان کی خالہ سے ہار گیا

میں نے ایک واقعہ سنایا تھا شاید آپ کو یاد ہو۔ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر "رازی" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب نے بیان کیا کہ جب آدمی صدقہ وخیرات کے لئے نکلتا ہے تو ستر شیطان حائل ہوجاتے ہیں اور اس کو روکتے ہیں۔ ایک آدمی اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ماشاء اللہ دل کا مضبوط تھا، اس نے کہا ستر شیطان کو آج پچھاڑوں گا، گھر گیا، اناج وغیرہ بیگ میں ڈالدیا اور اٹھا کر جانے لگا بیوی نے کہا کہاں جارہے ہو کہا کہ فقراء کو تقسیم کرنے کے لئے بیوی نے کہا اس سے تو دو دن کی روٹی بن جائیگی اور ایسی ضد کی کہ بیچارے نے اناج وہیں رکھدیا اور واپس آگیا چھوٹا سامنہ ہوگیا تھا آکر چپ چاپ بیچارہ غریب بیٹھ گیا مولوی صاحب نے کہا کیا بات ہے، بڑا سینہ تان کر اٹھے تھے، منہ لٹکائے واپس آگئے، کیا بات ہے؟ اس نے کہا ستر شیطانوں کو تو بچھاڑ دیا لیکن شیطان کی خالہ سے ہار گیا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ایسی بیوی عطا فرمائے کہ صالحہ ہو، نیک ہو، فرمانبردار ہو، ایمان اور دین کے کاموں پر مدد کرنے والی ہو۔

قبر سانپوں سے بھر گئی

میں ذکر کررہا تھا کہ جس پر زکوۃ فرض ہو اور وہ ادا نہ کرے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ حضور ﷺ کے دور کے بعد صحابہؓ کے دور میں ایک آدمی کی قبر کھودی گئی اور جب اس کو دفن کرنے کا موقع آیا تو سانپوں سے قبر بھر گئی انہوں نے دوسری قبر کھودی وہ بھی سانپوں سے بھر گئی لوگ حیران ہوگئے رئیس المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گئے اور حال بیان کیا کہ ہم جو قبر کھودتے ہیں وہ سانپوں سے بھر جاتی ہے آپ نے فرمایا جتنی قبریں بھی کھودو گے سب سانپوں سے بھر جائیں گی اس لئے کہ وہ زکوۃ ادا نہیں کرتا تھا کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانی دکھادیتے ہیں ورنہ غیب میں رکھتے ہیں تو اگر اللہ نے مال دیا ہے اور اس کی زکوۃ ادا نہیں کی تو مال وبال جان بن جائیگا اس لئے پوری بشاشت اور خوشدلی سے پوری زکوۃ ادا کرنا چاہئے۔

قارون کی ہلاکت کا سبب

قارون کیوں ہلاک ہوا؟ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اور توارت کا حافظ تھا، اس کو اللہ نے بہت بڑا خزانہ دیا تھا روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خزانہ اس کے ہاتھ لگ گیا تھا اتنا مال ودولت اللہ نے دیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں اس وقت اتنا مالدار کوئی نہ ہوگا، اس لئے کہ قرآن کہتا ہے کہ اس کے خزانہ کی چابیاں اٹھانے کے لئے ایک طاقتور جماعت کی ضرورت پڑتی تھی۔ فرمایا "وآتینه من الکنوز ما ان مفاتحة لتنوء بالعصبة اولی القوة" ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں (چابیاں) کئی کئی زور آور شخصوں کو گراں بار کرتی تھی، کتنی چابیاں ہوں گی اور کتنا خزانہ ہوگا دیکھئے ہماری یہ مسجد کتنی بڑی ہے اس کی چابیاں کتنی ہیں؟ آپ کے گھر کی چابیاں کتنی ہوں گی تو اس کا خزانہ کتنا ہوگا؟ کوئی اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کہا زکوٰۃ اللہ نے فرض کی ہے زکوٰۃ ادا کر اللہ نے جو مال دیا ہے اس میں سے کہا اپنا آخرت کا حصہ نہ بھول اور جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو دوسروں کے ساتھ احسان کر اس پیغمبرانہ نصیحت کے باوجود اس نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور کہا کیسی زکوٰۃ؟ جو کچھ میرے پاس ہے یہ سب میری ذاتی ہنرمندی سے ملا ہے "قال انما اوتیته علی علم عندی" اس نے نعمت کی ناقدری کی ناشکری کی اور احسانمند ہونے کے بجائے منکر ہوا اور زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا اسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حسد بھی تھا کہ اللہ نے آپ کو نبی بنایا تو یہ سردار بھی بن گئے اور مجھے بے اندازہ دولت کے باوجود وہ مقام نہیں ملا اس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ السلام کو بدنام کرنے اور آپ کو خاموش کرنے کے لئے ایک چال چلی ایک عورت کو پیسہ دیکر تیار کیا کہ موسیٰ پر زنا کی تہمت لگادینا چنانچہ ایک مجلس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ فرمارہے تھے۔ قارون بھی وہاں پہنچ گیا۔ وہ عورت بھی وہاں پہنچ گئی وعظ کے دوران قارون نے پوچھا اے موسیٰ یہ تو بتلاؤ کہ اگر کوئی زنا کرے تو کیا سزا ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے فرمایا جو آدمی شادی شدہ ہو اور زنا کرے اس کو سنگسار کر دیا جائے قارون نے کہا اگر آپ زنا کریں تو؟ (معاذ اللہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں یہ کام کروں تو میری بھی یہی سزا ہوگی۔ قارون نے کہا یہ عورت کہتی ہے کہ تم نے اس سے زنا کیا۔ اس عورت نے بھی کہا کہ وہاں تم نے مجھ سے زنا کیا (نعوذ باللہ) تہمت لگادی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خطاب کر کے کہا کہ قسم کھا کر بتلا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے؟ وہ عورت گھبرا گئی اور کہا آپ بالکل پاک اور بری ہیں آپ نے مجھ سے ایسا کوئی فعل نہیں کیا، قارون نے مجھے لالچ دیکر آپ پر تہمت لگانے پر مجبور کیا۔

صادق ہوں اپنے قول کا غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدہ میں چلے گئے اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ اے موسیٰ! آپ جو حکم دیں وہ ہم پورا کردیں چنانچہ موسیٰ نے فرمایا اے اللہ! قارون مع اپنے خزانہ کے دھنس جائے یعنی زمین اسے نگل لے قارون اپنے خزانہ کے دھنسنے لگا۔ قرآن کہتا ہے "فخسفنا به وبداره الارض" زمین میں دھنس رہا تھا اور پکار رہا تھا اے موسیٰ بچاؤ! اے موسیٰ بچاؤ! موسیٰ نے فرمایا اے اللہ اور دھنسا، اے اللہ اور دھنسا۔ فرمایا نبی کریم ﷺ نے وہ قیامت تک دھنستا رہے گا، ایک جملہ مولانا محمد عمر پالنپوری صاحب کا یاد رکھنا، قارون کے لئے زمین پھٹی اندر دھنسا لعنتی بنا ہلاک ہوا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے زمین پھٹی زمزم نکلا رحمت ہوئی کامیاب ہوا" تو ذکر کر رہا تھا قیامت تک دھنستا جائیگا اپنے خزانہ کے ساتھ یہ سزا اسے کیوں ملی؟ اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی۔

مال جمع کرنے کی مذمت میں مستقل سورت نازل ہوئی

تو میرے دوستو بزرگو! جن لوگوں پر زکوٰۃ فرض ہے وہ اپنا حساب کتاب کرلیں ایسے بخیل جو مال جمع رکھتے ہیں ان کی مذمت میں مستقل سورت نازل ہوئی "ویل لکل همزة

الذی جمع مالاً وعدده" ہلاکت اور بربادی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پس پشت غیبت کرنے والا اور روبرو طعنہ دینے والا ہو جو (بہت حرص کی وجہ سے) مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار گنتا رہتا ہو "یحسب ان ماله اخلده" وہ خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا مال اس کے پاس ہمیشہ تو کیا رہے گا خود بھی ایک دن مریگا اور اس مال کو بھی چھوڑنا پڑیگا اور پھر کیا ہوگا، خالی ہاتھ آیا خالی ہاتھ چلا جائیگا "کلالینبذن فی الحطمة" ہرگز نہیں (یعنی یہ مال ہرگز ہمیشہ اس کے پاس نہیں رہے گا) آگے ویل کی تفصیل ہے، لینبذن واللہ وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جائیگا جس میں جو کچھ پڑے وہ اس کو توڑ پھوڑ دے۔ ایسی آگ جو چور چور کر کے رکھدے اس میں اس کو ڈالا جائیگا آگے حطمہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا "وما ادراک ماالحطمه" اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ توڑنے پھوڑنے والی آگ کیسی ہے؟ "نارالله الموقدة" وہ اللہ کی آگ ہے جو (اللہ کے حکم سے) سلگائی گئی ہے "التی تطلع علی الافئدة" وہ (ایسی آگ ہے) جو (بدن کو لگتے ہی) دلوں تک جا پہنچے گی۔ "انها علیهم مؤصدة فی عمد ممددة" وہ آگ ان پر بند کر دی جائیگی، بڑے لمبے لمبے ستونوں میں تو جہنم کی آگ کا اثر بیان فرمایا "التی تطلع علی الافئدة" جو دلوں پر چڑھ جاتی ہے۔

دوزخ کی آگ کا اثر دل پر کیوں؟

دنیا کی آگ کی خاصیت یہ ہے کہ پہلے جسم کو جلاتی ہے اور پھر اس کا اثر دل تک پہنچتا ہے مگر دوزخ کی آگ کی خاصیت یہ ہے کہ جب وہ جسم سے ٹکرائے گی تو اس کا اثر سیدھا دل پر ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ دل مرکز ایمان واخلاق ہے اس نے مال کی محبت میں اس مرکز کو خراب کیا اس لئے جہنم کی آگ کا اثر سب سے پہلے دل پر ہوگا۔ اس نے لوگوں کے دل دکھائے لوگوں کا حق مارا، ظلم کیا، مال کی محبت میں مال سمیٹ سمیٹ کر رکھتا رہا لہذا آگ کا اثر پہلے دل پر ہوگا، اس کے بعد فرمایا "انها علیهم مؤصدةفی عمد ممدده" آگ ان پر بند کر دی جائیگی۔ دوزخ میں آگ کے بڑے بڑے ستون ہوں گے کافر لوگ ان بند ستونوں میں ہوں گے اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھر کر دروازے بھی بند کر دیں گے تو اب

وہاں سے نکلنے اور فرار کی بھی کوئی صورت نہ ہوگی، اللہ پاک دوزخ کی آگ اور اس کے تمام عذابات سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو جہنم سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں

ایک مسئلہ! اصول اور فروع کو ہم زکوٰۃ نہیں دے سکتے اصول ان کو کہتے ہیں جن سے آدمی پیدا ہوا ہو جیسے ماں باپ، دادا دادی، پردادا پردادی، آخر تک نانا نانی، پرنانا پرنانی آخر تک اور فروع یعنی اس کی اولاد اور انکا سلسلہ جیسے بیٹے بیٹیاں پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں نیچے تک اسی طرح شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ان کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جیسے بھائی، بہن، بھتیجہ، بھتیجی بھانجہ، بھانجی، چچا، خالہ، ماموں، پھوپھی اور ان سب کی اولاد در اولاد کو زکوۃ دے سکتے ہیں اگر رشتہ دار غریب مسکین ہیں تو پہلے ان کا حق ہے، ان کو دیں گے تو دوگنا ثواب ملیگا ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا اور قرآن بھی بار بار کہتا ہے "وآت ذالقربی، وآت ذالقربی، وآت ذالقربی" مسجد میں زکوۃ نہیں چل سکتی مسجد میں تو مال (عطیہ) ہی چلتا ہے ہاں مدارس جہاں غریب طلبہ رہتے ہوں ان کے کھانے پینے کا انتظام مدرسہ کیطرف سے ہو تو ایسے مدارس میں بھی زکوۃ دے سکتے ہیں زکوۃ کی رقم طلبہ پر خرچ کی جائے مدرسین کی تنخواہ میں استعمال کرنا صحیح نہیں اسی طرح امام موذن اور مسجد کے خدام کی تنخواہ میں بھی زکوۃ کے پیسے استعمال کرنا صحیح نہیں کریں گے تو زکوۃ ادا نہ ہوگی اسی طرح مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں بھی زکوٰۃ کا استعمال نہیں ہو سکتا یا ہسپتال، مسافر خانہ، اسکول کی تعمیر کی ضرورت ہو تو ان کی تعمیر میں بھی زکوٰۃ استعمال نہیں کر سکتے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک ضروری ہے

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ایک بات ذہن میں رکھیں زکوۃ اس وقت ادا ہوتی ہے جبکہ زکوٰۃ کی نیت سے اپنا مال (نقد رقم ہو یا کوئی چیز) کسی مستحق زکوۃ کو بلاعوض مکمل مالک بنا کر اس کے حوالے کردیں اسکا قبضہ کرادیں یہ تملیک ادائیگی زکوٰۃ کے لئے رکن ہے۔ تملیک

کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ اس بات کو ذہن میں رکھیں گے تو انشاء اللہ بہت سے مسائل آپ کو آسانی سے سمجھ میں آجائیں گے، تعمیر میں چونکہ یہ تملیک نہیں ہوتی لہذا مسجد، مدرسہ وغیرہ کی عمارت بنانے میں زکوٰۃ استعمال نہیں کر سکتے کسی ملازم کی تنخواہ میں اس لئے زکوٰۃ استعمال نہیں کر سکتے کہ وہاں اگرچہ ہم مالک بنا کر دیتے ہیں مگر یہ مالک بنانا اسکے کام اور خدمت کے عوض میں ہے لہذا اس میں بھی زکوۃ استعمال نہیں کر سکتے اگر آپ نے زکوٰۃ کے مال سے کھانا پکایا اور فقراء کو اپنے یہاں کھانے کی دعوت دی اور وہ کھانا کھلا دیا تو اس سے بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس لئے کہ دعوت میں جو کھلایا جاتا ہے وہ مالک بنا کر نہیں دیا جاتا بلکہ ان کے لئے کھانا مباح کر دیا جاتا ہے ان کو صرف کھانے کی اجازت دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کسی جگہ دعوت میں جائیں اور وہاں سے کھانا جیب میں بھر کر لے آئیں تو اسے چوری کہا جاتا ہے ہاں اگر کھانا پکایا اور پھر اس کھانے کا غریب فقیر کو مالک بنا کر اس کے حوالے کر دیا اور اس کو مکمل اختیار حاصل ہو گیا کہ اس کھانے کو چاہے خود کھائے یا کسی کو بیچ دے کسی کو دیدے تب تو البتہ زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اس لئے کہ تملیک پائی گئی۔

یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ زکوٰۃ ہے

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے آپ کی نیت اور جس کو زکوٰۃ دی جارہی ہے اس کا مستحق زکوٰۃ ہونا ضروری ہے زکوٰۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ ہے اگر بتا کر زکوٰۃ دی تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اور اگر یہ خیال ہو کہ زکوٰۃ کہدوں گا تو اس کے اعزاء واقرباء (جن کو زکوٰۃ دینا افضل ہے) برا مانیں گے تو ان کو بتانا ضروری نہیں ہے، زکوٰۃ کا نام لئے بغیر دیں گے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائیگی بلکہ اگر ہدیہ، تحفہ کے نام سے دی تب بھی انشاء اللہ زکوٰۃ ادا ہو جائیگی ہاں جس کو زکوٰۃ دے رہے ہیں اس کا مستحق زکوٰۃ ہونا ضروری ہے اور آپ کی نیت ضروری ہے کہ یا اللہ میرے ذمے جو زکوٰۃ فرض ہے یہ محض آپ کی خوشنودی اور رضا کے لئے دیتا ہوں۔

زکوٰۃ کا مال دوسرے شہر بھیجنا

زکوٰۃ کا مال دوسرے شہر بھیجنا مناسب نہیں، اپنے شہر اور بستی کے غرباء کا پہلے خیال کرنا چاہئے ہاں اگر آپ کے غریب رشتہ دار دوسرے شہر میں ہوں جیسے عام طور پر یہاں جو لوگ مقیم ہیں ان کے رشتہ دار ہندوستان اور پاکستان میں رہتے ہیں تو اس صورت میں دوسرے شہر میں بھیجنا بلا تکلف جائز ہے اسی طرح دوسرے شہر کے لوگ زیادہ پرہیزگار ہوں یا طالب علم ہوں یا ایسے لوگ ہوں جن سے مسلمانوں کو زیادہ نفع پہونچ رہا ہو یا دوسرے شہر کے لوگ یہاں سے زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہوں تو ان تمام صورتوں میں دوسرے شہر زکوٰۃ بھیجنا جائز ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور ہر عمل صحیح کرنے کی سعادت نصیب فرمائیں۔

آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

زکوٰۃ کے فضائل ومسائل

(۴)

آج پوری دنیا میں دیکھ لو ہر آدمی نفسی نفسی کے اندر ہے موت کا بھروسہ نہیں ہے کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے اس لئے اپنی زندگی ہی میں اچھے کام کر لو تا کہ کام آسکے آج اگر ہم نے بیوی بچوں کی خوشی کی خاطر مال ودولت جمع کیا، زکوٰۃ ادا نہ کی نہ صدقات ادا کئے نہ اللہ کے راستے میں خرچ کیا تو ایک وقت ہماری موت کا آئے گا۔ قرآن کہتا ہے آدمی اس وقت تمنا کرے گا اللہ مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دے تا کہ میں جس دنیا کو چھوڑ کر آیا ہوں اس میں جا کر پھر نیک کام کروں لیکن وہاں ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔

زکوٰۃ کے فضائل ومسائل

(۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ صدق اللہ العظیم.

شریعت پر قربان ہوجایئے

بزرگان محترم! گذشتہ کل زکوٰۃ اور اس کے متعلق کچھ مسائل واحکام پر گفتگو چل رہی تھی۔ زکوٰۃ کی اہمیت اور ادا نہ کرنے پر کیا وعیدیں ہیں وہ سنائی گئیں آج بھی اسی سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

میرے دوستو! اللہ نے جو کچھ ہمیں جان اور مال دیا ہے یہ جان اور مال سب اللہ ہی کا ہے اب اسی جان اور مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اللہ کی چیز ہے اور اللہ ہی کو دینا ہے اللہ ہی کے راستہ میں خرچ کرنا ہے مگر قربان جایئے اس شریعت پر کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کتنی آسانی پیدا فرمادی سونا چاندی ہو یا نقد پاؤنڈ، روپیہ وغیرہ ہو یا تجارتی مال ہو تو اس پر صرف چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے کتنا آسان ہے کہ اگر ہزار پاؤنڈ ہیں تو صرف پچیس ادا کرنا ہیں۔ بزرگو! اللہ پاک کی اس نعمت اور آسانی کی قدر کرنا چاہئے اور بڑی خوشی سے زکوٰۃ ادا کرنا چاہئے اور پھر زکوٰۃ ادا کرنے پر دنیا آخرت کا کتنا نفع، کس قدر اجر وثواب ملتا ہے یہ بھی ذہن میں رہے کہ جہاں پر بڑے بڑے وعدے ہیں۔

طالب دنیا اور طالب آخرت کے بول کا فرق

وہیں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر سخت وعیدیں بھی ہیں۔ گذشتہ کل عرض کیا کہ قارون

نے جب زکوٰۃ ادا نہیں کی تو خزانہ کے ساتھ زمین میں دھنس گیا، قارون نے کہا جو کچھ مال ودولت ملا ہے وہ تو میری عقل اور ہنرمندی کا کمال ہے حالانکہ عقل کس نے دی؟ اس وقت جو دنیادار تھے وہ قارون اور اس کے مال ودولت اور شان وشوکت کو دیکھ کر للچاتے تھے۔ ان کے منہ میں پانی آتا تھا "یلیت لنا مثل ما اوتی قارون" کاش ہمیں بھی وہ مال ودولت ملتا جو قارون کو ملا ہے مگر جو اہل علم تھے انہوں نے کہا ہمیں مال ودولت نہیں چاہیئے، خزانہ نہیں چاہیئے ہمیں تو اللہ کے یہاں ثواب چاہیئے۔ قرآن میں ہے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحاً

دور نبوی میں مال کی حرص کا ایک دردناک اور سبق آموز واقعہ

اسی طرح کا ایک واقعہ صحابہ کرامؓ کے دور میں ہوا کہ ایک انصاری صحابی ان کا نام ثعلبہ بن حاطبؓ ہے، مفلس اور غریب تھے۔

اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے وہی بہتر ہے

میری ایک بات یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس حال میں رکھا ہے وہ ہمارے لئے بہت بہتر اور اچھا ہے بعض لوگ کبھی تنگ دستی کی وجہ سے تنگ آ جاتے ہیں اور تمنائیں کرتے ہیں کہ مال ودولت ہوتی تو ہم یوں کار خیر کرتے یوں ثواب کماتے انسان اس وقت تو یہ تمنا کرتا ہے مگر پتہ نہیں مال ودولت مل جانے کے بعد کیا حال ہو جائے تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جس حال پر رکھا ہے ہم یہ سمجھیں کہ یہی حال ہمارے لئے خیر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مالدار بنائے تو اس میں بھی اس کی حکمت اور جس کو غریب بنائے اس میں بھی اسکی حکمت اگر مالدار کو مال نہیں ملتا تو شاید کفر اختیار کر لیتا اور غریب کو مال ملتا تو عیش وعشرت میں پڑ کر کفر اختیار کر لیتا تو اللہ تعالیٰ نے جس کو جس حال میں رکھا ہے وہی حالت اس کے لئے خیر ہی خیر ہے اب یہ ثعلبہ بن حاطبؓ انصاری غریب تھے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو مال عطا فرمائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ تجھ پر افسوس! وہ قلیل جس کا شکر

ادا کرتا رہے اس کثیر سے بہتر ہے جس کو سہار نہ سکے، اس وقت وہ چلے گئے پھر دوبارہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو مال عطا فرمائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو میرا طریقہ پسند نہیں ہے کیا تمہارے لئے میری زندگی میں اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میری خواہش ہوتی کہ پہاڑ سونا اور چاندی بنکر میرے ساتھ چلیں تو ضرور چلا کرتے، مال اچھی چیز نہیں ہے چنانچہ وہ چلے گئے پھر دوبارہ آئے اور یہی فرمائش کی کہ آپ میرے لئے دعا کر دیجئے۔

حضور ﷺ خود دعا فرمادیں تو الگ بات ہے

اگر نبی کریم ﷺ خود فرمادیں تو اور بات ہے جیسا کہ حضرت انسؓ کے لئے حضور ﷺ نے خود دعا فرمائی "اللھم بارک لہ فی مالہ وعمرہ ورزقہ واولادہ" اے اللہ ان کے مال میں عمر میں رزق میں اور اولاد میں برکت عطا فرما چنانچہ اللہ نے حضور اقدس ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت انسؓ کی اولاد اور مال اور عمر میں خوب برکت دی۔ چار بیویاں تھیں، اولاد میں ایسی برکت اللہ نے عطا فرمائی کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پچاسوں کو میں نے اپنے ہاتھ سے دفن کیا ہے تو حضور ﷺ خود دعا فرمادیں تو وہ الگ بات ہے۔

آپ دعا کر دیں میں پورا حق ادا کروں گا

ثعلبہ بن حاطبؓ پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دعا کر ہی دیجئے کہ اللہ مجھے مال عطا فرمادیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنایا اگر اللہ نے مجھ کو مال نصیب فرمایا تو میں ہر حق دار کا حق ضرور ادا کروں گا تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما ثعلبہ نے اس کے بعد بکریاں لیں۔ اللہ پاک نے ان میں ایسی برکت عطا فرمائی اور ان کی نسل ایسی بڑھی جیسے کیڑے مکوڑے اور اتنے جانور ہو گئے کہ مدینہ منورہ میں ان کی جگہ تنگ ہو گئی تو مدینہ منورہ سے باہر چلے گئے اور دور جا کر ایک جنگل میں قیام کیا اور بکریوں کی نسل کیڑوں کی نسل کی طرح برابر بڑھتی رہی۔ جب مدینہ منورہ میں تھے تو روزانہ حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور باجماعت نماز ادا کرتے، جب بکریاں

بڑھنے لگیں تو صرف دووقت ظہر عصر میں آجاتے اور بقیہ نمازیں اپنے گھر میں پڑھ لیتے اب جب بکریاں اور زیادہ ہوگئیں اور مدینہ سے دور چلے گئے تو پہلے دووقت آتے تھے اب جمعہ جمعہ آنے لگے اس کے بعد تو وہ بھی بند یہ بھی میسر نہ آتا ایک دن رسول ﷺ نے ثعلبہ کی متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ نظر نہیں آتے صحابہؓ نے عرض کیا ان کے پاس مال کی بہتات ہوگئی اور اتنی بکریاں ہوگئیں کہ ان کی وجہ سے مدینہ چھوڑ کر دور چلے گئے اس وجہ سے حاضری نہیں ہورہی ہے حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا "ویحک ثعلبه، ویحک ثعلبه، ویحک ثعلبه" (افسوس ثعلبہ پر افسوس ثعلبہ پر افسوس ثعلبہ پر) جب زکوٰۃ کے احکام نازل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دو عامل ایک شخص قبیلہ بنی سلیم کا اور ایک شخص قبیلہ جہینہ کیلئے بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی پوری تفصیل لکھدی اور فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب اور بنی سلیم کے فلاں شخص کے پاس جاؤ ان سے اور دیگر مسلمانوں سے زکوٰۃ لے آؤ چنانچہ یہ دونوں روانہ ہوئے اور پہلے ثعلبہ کو دکھایا اور کہا کہ آپ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ ثعلبہ نے جواب دیا یہ تو کھلا ٹیکس ہے اور جزیہ کی بہن ہے اس وقت جاؤ اپنے کام سے نمٹ کر پھر آنا یہ دونوں بنی سلیم کے اس شخص کے پاس گئے جن سے زکوٰۃ لینا تھی انہوں نے جب ان کی آمد کی خبر سنی تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہا مرحبا، آپ کا آنا مبارک اور اپنے اونٹوں میں سے عمدہ قسم کے اونٹ پیش کردیئے ان حضرات نے کہا آپ پر اتنی عمر کے اونٹ واجب نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بہت اعلیٰ قسم کا لینے سے بھی منع فرمایا ہے تو انہوں نے کہا میں اپنی خوشی سے یہ دیتا ہوں ان حضرات نے زکوٰۃ وصول کی اور اس کے بعد دوسرے لوگوں سے بھی انکی زکوٰۃ وصول کی اور پھر ثعلبہ کے پاس آئے، ثعلبہ نے خط دیکھا اور کہا یہ ٹیکس نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جزیہ کی بہن نہیں تو اور کیا ہے؟ جاؤ ذرا میں اور غور کرلوں وہ دونوں واپس آگئے۔

مال ودولت کی حرص

حرص اور لالچ آگیا مال ودولت کی حرص اور لالچ سے اللہ بچائے اسی لئے قرآن کریم نے ایک جگہ فرمایا "الهكم التكاثر حتى زرتم المقابر" مال کی کثرت نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں پہونچ گئے کہ مال جمع کرنے میں نہ دن دیکھا نہ

رات دیکھی نہ حلال دیکھا نہ حرام ہرچہ آید درگھسیٹ والا معاملہ ہے، جو آیا سب گھسیٹا، بقول میرے والد صاحب دامت برکاتہم کے وہ فرمایا کرتے ہیں، لو! جان دیکر بھی ملے جس سے ملے جہاں سے ملے جس قدر ملے۔" میں نے اس میں ترمیم کی ہے "لو! جان دیکر بھی ملے جس سے ملے جہاں سے ملے جس قدر ملے۔" حلال ہے یا حرام کچھ پرواہ نہیں بس مال ملنا چاہیئے یہ ہماری حالت ہوگئی ہے الا ماشاء اللہ اللہ ہم سب کی ایسی حرص سے حفاظت فرمائے مفسرین کرام نے حتی زرتم المقابر کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مال جمع کرنے میں حلال حرام کی تمیز نہیں کرتے ہیں اور جب جمع ہوجاتا ہے تو زکوٰۃ صدقہ وغیرہ ادا نہیں کرتے ہیں اس کے ادا کرنے میں بخیلی کرتے ہیں۔

یہی حال ثعلبہ بن حاطب کا ہوا جب مال نہیں تھا تو عہد کرتے تھے کہ مال آئیگا تو یوں کروں گا، یوں کروں گا وہ دونوں قاصد مدینہ پہنچے جب رسول اللہ ﷺ کی نظر ان پر پڑی تو اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کریں حضور ﷺ نے فرمایا ثعلبہ پر افسوس، ثعلبہ پر افسوس اس کے بعد حضور ﷺ نے بنی سلیم والے شخص کے لئے دعاء خیر فرمائی دونوں قاصدوں نے ثعلبہ کی باتیں بیان کیں ابھی باتیں بیان کررہے تھے کہ جبریل علیہ السلام تشریف لے آئے اور یہ آیت نازل ہوئی "ومنهم من عاهدالله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين فلما آتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون" یعنی بعض لوگ اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اپنے فضل سے دیا تو ضرور ضرور ہم خیرات دیا کریں گے اور ضرور ضرور صالحین میں سے بنیں گے۔ پس جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا تو بخل کرنے لگے (اور زکوٰۃ نہ دی) اور (اطاعت سے) روگردانی کرنے لگے اور وہ روگردانی کے عادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فاعقبهم نفاقا فى قلوبهم الى يوم يلقونه" سو اللہ نے (اس کی سزا میں) ان کے دلوں میں نفاق (قائم) کردیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہیگا۔ (سورہ توبہ)

یہ آیت نازل ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا "ويحك ثعلبه ويحك ثعلبه، ويحك ثعلبه" ثعلبہ کے لئے ہلاکت ہو، ثعلبہ کے لئے ہلاکت ہو، ثعلبہ

کے ایک رشتہ دار مجلس میں موجود تھے، دوڑے ہوئے ثعلبہ کے پاس گئے اور ثعلبہ سے جا کر کہا تیرے بارے میں قرآن میں ایسا نازل ہوگیا۔ ثعلبہ دوڑتا ہوا آیا کہ حضور میری زکوٰۃ قبول فرمالیں مگر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیں تیرے مال کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے منع کردیا ہے کہ میں تجھ سے زکوٰۃ قبول کروں، اب تیرا دینا اخلاص سے نہیں اور قیامت تک قرآن نے تیرا نفاق ظاہر کردیا۔ ثعلبہ روتا ہوا واپس آ گیا، کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ اب دور صدیق میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس زکوٰۃ کا مال لیکر حاضر ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں کون ہوتا ہوں کہ قبول کرلوں۔ غرض آپ نے بھی قبول کرنے سے انکار فرمادیا۔ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور یہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ میری زکوٰۃ قبول کرلیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے قبول نہیں کیا لہٰذا میں بھی قبول نہیں کروں گا اور حضرت عثمانؓ کا خلافت کا دور آیا تو ان کے پاس آیا مگر آپ نے بھی قبول نہیں فرمایا اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں مرگیا۔ میرے دوستو! بڑی عبرت اور سبق ہے اس واقعہ میں مال کی حرص اور لالچ کس قدر خطرناک ہے۔ انسان کو ہلاک اور برباد کرکے رکھ دیتی ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔
(معارف القرآن، تفسیر ابن کثیر)

زندگی کو غنیمت سمجھو اور جو ہوسکے کرلو ورنہ

دوستو! ایک بات یاد رکھو اپنی زندگی میں جو ہوسکے کرلو آج ہم اپنے لئے اپنے بچوں کے لئے اپنی بیوی کے لئے کیا کچھ نہیں پاپڑ بیلتے ہیں، ہم نے اپنی قبر اور آخرت کے لئے کیا کیا؟ جہاں ہمیں یقیناً جانا ہے، وہاں کے لئے کیا جمع کیا ہے؟ اگر زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے یا ماں باپ پر استطاعت کے باوجود خرچ نہیں کیا ہے تو پھر افسوس ہوگا اور اتنا افسوس ہوگا جس کی کوئی حد نہیں۔ آج پوری دنیا میں دیکھ لو، ہر آدمی نفسی نفسی کے اندر ہے، موت کا بھروسہ نہیں ہے، کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے اس لئے اپنی زندگی ہی میں اچھے کام کرلو تا کہ کام آسکے۔ اگر آج ہم نے بیوی بچوں کی خوشی کی خاطر مال و دولت جمع کیا نہ زکوٰۃ ادا کی، نہ صدقات ادا کئے، نہ اللہ کے راستہ میں خرچ کیا تو میرے دوستو! ایک وقت ہماری موت کا آئیگا۔ قرآن کہتا ہے آدمی اس وقت تمنا کریگا "حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون" موت

کے وقت تمنا کریگا اللہ مجھے دنیا میں لوٹا دے "لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا" تا کہ میں جس دنیا کو چھوڑ کے آیا ہوں اس میں جا کر پھر نیک کام کروں، ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ (سورہ مومنون)
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے کہا یہ تو کافر کے بارے میں ہے تو آپ نے فرمایا ایمان والوں کے بارے میں آیت پڑھ کر سنادوں، سنو "یاایھا الذین آمنوا لاتلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ" اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور تمہارے اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ بنادیں۔ "ومن یفعل ذالک فاولئک ھم الخسرون" اور جو ایسا کریگا تو ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں۔ آگے فرمایا "وانفقوا من ما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت" اور جو ہم نے تم کو دیا ہے اس میں اس سے پہلے پہلے خرچ کرلو تا کہ تم میں سے کسی کو موت آ کھڑی ہو، پھر تمنا کرے "فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین." پھر وہ (لطور حسرت وتمنا) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! مجھ کو تھوڑے دنوں کیوں مہلت نہ دی کہ میں خیر خیرات کرلیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاتا۔ تو جب موت کا وقت آئے گا تو تمنا کریگا اے اللہ! مجھ کو تھوڑی مہلت دیدے، تھوڑی زندگی دیدے کیوں؟ خوب صدقہ اور خیرات کرونگا۔ مسجد میں اتنا دیدونگا، رشتہ داروں کا یوں حق ادا کروں گا اور پھر نیک لوگوں کے اندر میں بھی شامل ہوجاؤنگا۔ اللہ کہے گا "ولن یؤخر اللّٰہ نفساً اذا جاء اجلھا واللّٰہ خبیر بما تعملون" اللہ تعالیٰ کسی شخص کو جبکہ اس کی معیاد (عمر ختم ہونے پر) آجاتی ہے، ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے۔ (سورہ منافقون) تو اللہ کا قانون یہ ہے کہ جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک منٹ نہ آگے نہ پیچھے، ذرہ مہلت نہیں دی جاتی لہٰذا ابھی جو زندگی ہے اسے غنیمت سمجھو اور جو کرنا ہے ابھی کرلو۔

رشتہ دار مقدم ہیں

میرے دوستو! اگر رشتہ دار زکوٰۃ کے حقدار ہیں اور غریب ہیں تو ان کا پہلا حق ہے۔ قرآن کہتا ہے "وآت ذاالقربی حقه" ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے صدقات اپنے رشتہ داروں کو دوں تو ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا رشتہ داروں کو

دوگے تو دوہرا، ڈبل ثواب ملے گا۔ ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا لیکن جو سخی اور دل والے ہوتے ہیں وہ اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ کو زکوۃ نہیں دیتے۔ زکوۃ مال کا میل ہے۔ یہ کیا رشتہ داروں کو دیں۔ اللہ نے اگر دیا ہے تو اپنے رشتہ داروں کو للہ رقم میں سے دیں اور زکوۃ صدقات مساکین اور فقراء پر خرچ کریں۔ دنیا میں بے چارے، بہت مساکین اور غرباء ہیں۔

احسان نہ جتاؤ

دوسری بات کسی رشتہ دار یا کسی محتاج کو کچھ دینے کے بعد اس پر احسان نہ جتاویں، یہ بہت ہی برا ہے، اس کو تکلیف اور رنج ہوگا اور تمہارا سب کچھ بیکار ہو جائیگا۔ قرآن کہتا ہے "یاایھا الذین آمنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی" "اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتا کر یا تکلیف پہنچا کر برباد نہ کرو۔ (سورہ بقرہ)

جزاک اللہ کہنا

اگر آپ نے کسی کو سو پاؤنڈ ہدیۃً دیدئے اور اس نے قبول کر کے جزاک اللہ کہہ دیا تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ جزاک اللہ آپ کے اس سو پاؤنڈ بلکہ ہزار پاؤنڈ سے بڑھ کر ہے۔ حدیث میں ہے "قال رسول اللہ ﷺ من صنع الیہ معروف فقال لفاعلہ جزاک اللہ خیرا فقد ابلغ فی الثناء" حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے ساتھ کسی شخص نے اچھا معاملہ کیا اس نے جزاک اللہ خیرا کہہ دیا تو اس نے تعریف میں مبالغہ کیا یعنی اس کی تعریف کا حق ادا کر دیا اور پورا پورا شکریہ ادا کر دیا۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۶۱)

جزاک اللہ کے متعلق حضرت عائشہؓ کا عمل

اس لئے ہماری ماں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کسی سائل کو کچھ عطا فرماتیں اور وہ سائل جزاک اللہ کہہ کر آپ کو دعا دیتا تھا تو ماں عائشہؓ بھی اسے دعا دیتیں اور جزاک اللہ کہتیں۔ قرآن میں ہے "لانرید منکم جزاء ولاشکورا" ہم جو کچھ دیتے ہیں اس پر نہ بدلہ کی خواہش ہوتی ہے اور نہ یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ ہمارا شکریہ ادا کرے۔ یہ صلحاء اور ابرار کا طریقہ ہے۔ وہ صرف اللہ کے لئے خرچ کرتے ہیں اللہ کے لئے کھلاتے ہیں۔ اس لئے حضرت عائشہؓ کو اگر سائل جزاک اللہ کہتا تو آپ بھی جزاک اللہ کہتیں۔

جو رشتہ دار بغض رکھتے ہیں ان کو بھی دو

آپ کے وہ رشتہ دار جو آپ سے تعلق اور محبت رکھتے ہیں ان کو تو آپ دیتے ہیں لیکن وہ رشتہ دار جو آپ سے بغض رکھتے ہیں ان کو بھی دینا چاہئے۔ حضرت عمرؓ ان کو ہدیہ، زکوۃ، صدقات دیتے تھے۔ لوگوں نے کہا یہ تو آپ کو چاہتے نہیں پھر بھی آپ ان کو دیتے ہیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اس لئے دیتا ہوں کہ میری تعریف نہ کریں جو میرے تعلق والے ہیں ان کو دوں گا تو میری تعریف کریں گے، میں تو اللہ کو خوش کرنے کے لئے دیتا ہوں۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ اور دستور یہ تھا۔ "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللّٰہ" جو اللہ کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدی کو کھلاتے ہیں ہم صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں "لانرید منکم جزاء" نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں "ولا شکورا" نہ شکریہ۔

مقربین خرچ کر کے بھی ڈرتے رہتے ہیں

اور اس سے بڑا مقام ان لوگوں کا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے بھی ڈرتے رہتے ہیں۔ میں نے ابتداء میں جو آیت تلاوت کی ہے اس آیت کے متعلق ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ رات کے وقت مسجد میں آئے اور ایک کونہ میں رات بھر روتے رہے اور یہ آیت پڑھتے تھے اور روتے تھے "ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" اللہ تعالیٰ مؤمنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی، آپ ﷺ نے صبح میں حضرت ابوبکرؓ کو بلایا اور پوچھا ابوبکر کیا بات ہے کہ رات کو یہ آیت پڑھتے رہے اور روتے رہے تو ابوبکرؓ فرمانے لگے کہ گذشتہ کل کپڑوں کی تجارت کے لئے نکلا، ایک بڑھیا نے آواز دی اور ایک کپڑا پسند کر کے خریدا۔ جب دوسرے دن وہاں سے گذرا تو بڑھیا نے بلایا اور کہا تم اپنا کپڑا واپس لے لو، ہمیں پسند نہیں ہے اور ہماری قیمت واپس کر دو۔ ابوبکر نے کپڑا لیا اور قیمت واپس کر دی۔ مجھے اس بڑھیا نے رلایا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلہ میں ہماری جان و مال خرید

لیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ فرمائیگا ابوبکر لو تمہاری جان اور تمہارا اعمال ہمیں پسند نہیں تو میرا کیا حال ہوگا تو جو اونچے درجہ کے لوگ ہوتے ہیں وہ دے کر بھی ڈرتے رہتے ہیں۔

اللہ سے قرب پیدا کرنے والے چند اعمال

تو میرے دوستو! جو لوگ اللہ کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل قیامت میں اللہ بلائیگا اور پوچھے گا اے بندے! میں بھوکا تھا تو نے کھانا نہیں کھلایا، وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھ کو کیا کھلا سکتا تو تو خود سارے عالم کی پرورش کرتا تھا، سارے عالم کو کھلاتا تھا اور تیری ذات کھانے سے پاک ہے۔ ارشاد ہوگا "استطعمک عبدی فلان تطعمه انک لو اطعمته لوجدت ذالک عندی" میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اس نے تجھ سے طلب کیا مگر تو نے اسے نہیں کھلایا، اگر تو اسے کھلا دیتا تو اس کا ثواب میرے یہاں پاتا۔ پھر فرمائیگا اے بندے میں پیاسا تھا میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا" قال یا رب کیف اسقیک وانک رب العالمین "بندہ کہے گا آپ رب العالمین ہیں، آپ کی ذات اس سے پاک ہے، میں آپ کو کس طرح پانی پلاتا" "قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقه اما علمت انک لو سقیت وجدت ذالک عندی" ارشاد ہوگا میرا فلاں بندہ پیاسا تھا اس نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اس کا ثواب میرے یہاں پاتا۔ پھر اللہ فرمائیگا "یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی" اے بندے میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ "قال یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین" بندہ کہے گا اے رب! آپ تو رب العالمین ہیں، پورے عالم کو آپ شفا عطا فرماتے ہیں، بیماری سے آپ کی ذات پاک ہے تو میں کیسے آپ کی عیادت کرتا "قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعده اما علمت انک لوعدته لوجدتنی عنده" اللہ ارشاد فرمائیگا کیا تجھے نہیں معلوم میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں پاتا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۳،۱۳۴) خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ ان کاموں سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور جس کو اللہ کا قرب نصیب ہو جائے اس کا بیڑا پار ہے۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ باقی ہو تو اس کو ادا کرنے کی نیت کریں

بزرگو، دوستو! اللہ نے جو مال دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور واجبات جیسے کہ زکوٰۃ صدقات، خیرات وغیرہ اور اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللہ کے فضل سے زکوٰۃ کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت سی باتیں آگئیں ہیں، ہم پوری بشاشت سے زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کریں۔ اگر خدانخواستہ ہم پر کوئی زکوٰۃ فرض تھی اور ہم نے ادا نہیں کی ہے اور کچھ سالوں کی زکوٰۃ ہمارے ذمہ باقی ہے تو دوستو! ہم فوراً اللہ کی بارگاہ میں دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر سچے دل سے ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اللہ کے سامنے رو رو کر عرض کریں یا اللہ! جو جرم ہو گیا اسے اپنے فضل سے معاف فرما، آئندہ انشاء اللہ پورے اہتمام سے زکوٰۃ ادا کروں گا۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ ہمارے اس گناہ کو معاف فرمادیں گے اور اس کے بعد میرے دوستو جس طرح کسی کی نماز قضا باقی ہوں اور وہ توبہ کرے تو توبہ کرنے سے نماز قضا کرنے کا گناہ انشاء اللہ معاف ہو جائیگا مگر اس کو قضا نمازیں پڑھنا ضروری ہوتا ہے لوگ قضائے عمری پڑھتے ہیں، اسی طرح ہم نے زکوٰۃ ادا نہیں کی اس پر توبہ کی تو ہماری اس توبہ سے زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ معاف ہو جائیگا مگر جتنے سالوں کی زکوٰۃ باقی ہے ان تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری رہے گی، توبہ کرنے سے وہ زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کسی طرح ادا کرے؟

ہم حساب کر کے اندازہ لگالیں کہ فلاں سال ہمارے پاس کتنا مال تھا، کتنے روپے تھے۔ اس طرح حساب کر کے اس سال کی زکوٰۃ ادا کریں۔ اسی طرح جتنے سالوں کی باقی ہو ہر سال کے مال کا اندازہ لگا کر ادا کر دیں اور اگر کسی کے پاس مثال کے طور پر چالیس تولہ سونا ہے اور چھ سات سال سے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو ہر سال کے سونے کی قیمت کا اندازہ کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اول سال تو پورے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اس کے بعد بقدر واجب وضع کر کے ادا کرے۔ تو اول سال پورے چالیس تولہ کی زکوٰۃ ادا کرے۔

دوسرے سال کا حساب کرے تو انتالیس تولہ کے اعتبار سے حساب کرے اس لئے کہ اول سال میں مقدار واجب چالیس تولہ میں ایک تولہ ہے۔ اسی طرح بقیہ سالوں کا حساب کرے۔ یہ مسئلہ فتاویٰ رحیمیہ جلد آٹھ صفحہ ۲۳۱ پر ہے اور اگر کوئی پورے چالیس تولہ ہی کے اعتبار سے قیمت لگا کر تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کردے تو نور علی نور، جتنا زیادہ دو گے انشاء اللہ زیادہ ثواب ملے گا۔ بہرحال جتنے سالوں کی زکوٰۃ باقی ہے ان تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کردے۔

موجودہ قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرے

یہ بھی ذہن میں رہے کہ ہمارے پاس جو سونا چاندی ہے اس کی زکوٰۃ موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کرنا ہے۔ خریدے ہوئے دام اور قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس شیرز ہیں تو اس کی زکوٰۃ بھی مارکیٹ ویلیو یعنی موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کرنا ہے۔ اسی طرح مال تجارت ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائیگی یعنی وہ مال کتنے میں بک سکتا ہے اس کا اعتبار ہوگا۔

کرایہ کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں، کرایہ پر ہے

جو چیزیں تجارت کے لئے ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور جو چیزیں کرایہ پر دینے کے لئے رکھی ہیں جیسے کسی کے پاس دو تین مکان ہیں ان کو کرایہ پر دینے کی نیت سے خریدیں ہیں اور کرایہ پر دے رکھا ہے تو ان مکانوں کی مالیت اور قیمت پر زکوٰۃ نہیں، ہاں! جو کرایہ آرہا ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اسی طرح کسی کے پاس تین چار بسیں ہیں ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو بس کی قیمت اور مالیت پر زکوٰۃ نہیں اس سے جو کرایہ اور انکم ہوتی ہے اس پر زکوٰۃ ہے۔

داماد اور بہو کو زکوٰۃ دینا

گذشتہ یہ مسئلہ بتایا تھا کہ اپنے اصول اور فروع کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں۔ دوسرے رشتہ دار اگر غریب ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا صحیح بلکہ افضل ہے۔ اپنی بیٹی کو تو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں لیکن

اگر داماد غریب اور مستحق زکوٰۃ ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، اس کو مالک بنانے کے بعد اگر وہ زکوٰۃ کی رقم گھر میں خرچ کرے اور اس کی بیوی (جو زکوٰۃ دینے والے کی بیٹی ہے) بھی اسے استعمال کرے تو یہ صحیح ہے اس لئے کہ داماد کو جب مالک بنا کر زکوٰۃ کی رقم دیدی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور وہ مالک ہوگیا، اب اس کی بیوی اپنے شوہر کا مال استعمال کررہی ہے۔ اسی طرح اپنے بیٹے کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں لیکن اگر بہو غریب اور مستحق زکوٰۃ ہے۔ تو خسر یا ساس اپنی بہو کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور پھر بہو مالک بن کر گھر میں استعمال کرے اور اس کا شوہر بھی اس میں سے کھائے تو وہ استعمال کرسکتا ہے۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

سونے چاندی وغیرہ کی محبت اللہ کی محبت کا ذریعہ بن جائے تو

میرے دوستو! انسان فکر کرکے زکوٰۃ ادا کرے اور اللہ ہی سے توفیق مانگے، اللہ ہی توفیق عطا فرمائے، باقی ہر ایک کو مال و دولت سے محبت ہوتی ہے اور یہ کوئی نکال نہیں سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "زين للناس حب الشهوات من النساء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحرث" مزین کی گئی ہے لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت عورتوں سے اور بیٹوں سے اور سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیروں سے اور عمدہ نشان لگے ہوئے گھوڑوں سے اور مویشیوں سے اور کھیتی سے۔ تو محبت ہر ایک کے دل میں ہوتی ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مال و دولت سونے چاندی اور گھوڑے وغیرہ کی جو محبت ہے اے اللہ! ان تمام چیزوں کو اپنی محبت کا ذریعہ بنادے اور جب یہ چیزیں اللہ کی محبت کا ذریعہ بن گئیں تو بیڑا پار ہے، پھر انشاء اللہ۔ اللہ کی محبت کی وجہ سے ان چیزوں کو قربان کرنا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا آسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سبحنک اللّٰهم وبحمدک ونشهد ان لا اله الا انت نستغفرک ونتوب اليک. سبحان اللّٰه وبحمده سبحان اللّٰه العظيم. وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين.

فضائل رمضان واحکام رمضان

(۱)

جب عید کا دن آتا ہے اس وقت خوشی ہوتی ہے۔ یہ خوشی رمضان کے جانے کی خوشی نہیں بلکہ رمضان کو پانے کی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا اور رمضان کے روزے رکھنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ مبارکباد عید کے دن اس وجہ سے نہیں دیتے کہ رمضان چلا گیا بلکہ اس وجہ سے مبارکباد دیتے ہیں کہ اللہ کا احسان ہے کہ روزے رکھے اور مکمل طور پر رکھے اور اللہ تعالیٰ نے رمضان کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔

فضائل رمضان واحکام رمضان

خطبہ مسنونہ کے بعد!

رحمت اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

عن ابی ہریرۃؓ قال رسول اللہ ﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی روایة فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين وفی روایة فتحت ابواب الرحمة. متفق عليه (مشکوٰة شریف ص ۱۷۳)

حضرت ابوہریرہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ نیز شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے اور ایک روایت کے مطابق رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

رمضان میں نماز کا اجر

ایک حدیث شریف میں ہے ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے اللہ تعالیٰ آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے یہاں تک کہ رمضان کی آخری رات ہوجائے۔ جب کوئی بندہ رمضان میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک سجدے پر ڈیڑھ ہزار نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا محل بنایا جاتا ہے۔ اس محل کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے، ہر دروازے پر ایک سونے کا محل ہوگا جس نے رمضان کا پہلا روزہ رکھا اس کے پچھلے رمضان سے اس رمضان تک کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں "غفر له ماتقدم من ذنبه" اس کے لئے روزانہ ۷۰ ہزار فرشتے صبح سے لیکر غروب تک استغفار کرتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب ج۲،ص۹۴)

ایک سجدہ کا ثواب

جو شخص رمضان میں ایک سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگاتے ہیں جس کا سایہ ۵۰۰ میل کی مسافت ہوگا۔ (بحوالہ درج بالا)

علامہ منذریؒ فرماتے ہیں وہ تمام احادیث جو رمضان کے متعلق ہیں جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ احادیث فضائل میں چل سکتی ہیں کیونکہ بہت سی احادیث مبارکہ میں اس قسم کے الفاظ موجود ہیں۔

اس امت کی خصوصیت

ایک حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کو پانچ چیزیں اس قسم کی دی گئی ہیں کہ پچھلی امتوں میں سے کسی کو نہیں ملیں۔

(۱) ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک کے زیادہ پسندیدہ ہے یعنی پیٹ کی بدبو جو منہ کے ذریعہ باہر آتی ہے ہم کو وہ بدبو اچھی نہیں لگتی لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ مشک وعنبر سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پرور ہوگی۔

(۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

(۳) جنت ان کے لئے ہر روز آراستہ اور مزین کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب روزہ دار دنیا میں تکالیف اور مشقتیں اٹھاتے ہیں، قریب ہے کہ وہ بندے نیا کی مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر میری طرف آویں۔

(۴) اس میں سرکش شیاطین قید کردئے جاتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رمضان ں بندے وہ گناہ نہیں کرتے جو غیر رمضان میں کرلیتے ہیں۔ تو رمضان المبارک میں صی اور گناہوں کا زور کم ہوجاتا ہے۔

(۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے، کسی صحابی عرض کیا، کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن دستور اور طریقہ یہ ہے

کہ مزدور جب اپنا کام پورا کرلیتا ہے تو اس کی مزدوری اور اجرت دیدی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو بھی مزدوری مغفرت کی صورت میں عطا فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

روزہ کا بدلہ میں خود دوں گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابن آدم کے ہر عمل کا اجر دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے "قال اللّٰہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ" فرماتے ہیں مگر روزہ، اس لئے کہ روزہ تو میرے لئے ہی ہے، روزہ کی جزاء میں خود دوں گا۔ دیگر اعمال کا اجر فرشتوں کے ذریعہ دلوایا جائیگا لیکن روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود دیں گے۔

روزہ میں ریا نہیں ہوتی، اس کا سبب

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے، ریا نہیں ہوتی، کیوں؟ ہر عبادت کچھ نہ کچھ عمل کرنے کا نام ہے۔ نماز ہے تو کچھ کرنے کا نام ہے، رکوع ہے، سجود و کپڑوں کی صفائی وغیرہ۔ اسی طرح حج ہے میدان عرفات میں جانا، رمی کرنی ہے، طواف کرنا ہے۔ لیکن روزہ کسی چیز کے عمل کا نام نہیں بلکہ صبح صادق سے کھانے پینے اور بیوی سے مباشرت سے پرہیز کا نام ہے۔ لیکن نیت ضروری ہے۔ عمل نہیں تو کسی کو پتہ نہیں چلتا جب تک کسی کو خود نہ بتائیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اجر دوں گا یا میں ہی اس کا اجر ہوں یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ملے گا کیونکہ روزے میں ریا نہیں ہوسکتی۔ انسان خود ہی برے کاموں سے بچتا ہے اور نیکیاں کرتا ہے، خود ہی عطش اور جوع کو برداشت کرتا ہے ورنہ کچھ کھا پی بھی سکتا ہے لیکن نہیں کھاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے، اخلاص زیادہ ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کا بدلہ میں خود دوں گا کیونکہ یہ شہوت پوری کرسکتا تھا، کھانا کھا سکتا تھا، پانی پی سکتا تھا، لیکن میری محبت میں سب چھوڑ دیا۔ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور نہ رغبت پیدا کی سب اللہ کی نعمتیں موجود ہیں مگر کھایا نہیں کیونکہ اللہ

کی محبت میں روزہ رکھا اور اللہ کی محبت کا نتیجہ ہے کہ کھانا وغیرہ سے پرہیز کیا اللہ جب بدلہ دیگا تو وہ بدلہ بھی اللہ کی شان کے مطابق ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے ویسے ہی اللہ کی دین بھی ہوگی۔ دنیا کے بادشاہ جب دینے پر آجائیں تو بہت کچھ دیتے ہیں تو اللہ جو ارحم الراحمین ہے وہ کتنا اجر دیں گے۔

اگلوں نے بویا ہم نے کھایا، ہم بوئیں گے بعد والے کھائیں گے

ایک بوڑھے کا عجیب واقعہ

ایک دفعہ ہارون الرشید راستے سے گذر رہے تھے کہ راستے میں ایک بوڑھا مل گیا جو پودا لگا رہا تھا۔ ہارون رشید نے کہا بابا جی! اس درخت کو تم کیوں لگا رہے ہو؟ معلوم نہیں یہ درخت کب پھل دیگا اور تم اس کا پھل کھا بھی نہ سکو گے تو پھر اس کو کیوں لگا رہے ہو؟ بابا جی نے جواب دیا ”اگلوں نے درخت لگائے ان کا پھل ہم نے کھایا ہم بوئیں گے تو آنے والے اس کے پھل کھائیں گے۔“ بادشاہ اس جواب سے خوش ہوا اور ۱۰۰۰ اشرفیاں اس کو دیں۔ بابا جی نے پھر کہا ”اگلوں نے درخت لگایا اسکا پھل ہم نے کھایا، لیکن میں نے اپنے بڑھاپے میں درخت لگایا اور مجھے پھل بھی مل گیا۔“ بادشاہ اس کے جواب سے پھر محظوظ ہوا اور ۱۰۰۰ اشرفیاں اور دیں۔ بابا پھر بولا ”لوگوں نے درخت لگائے اس کا پھل ہم نے سال میں ایک دفعہ کھایا مگر میرے درخت نے میرے بڑھاپے ہی میں دو دفعہ پھل دیئے اور میں نے ان کے پھل کو کھایا۔“ بادشاہ نے پھر ۱۰۰۰ اشرفیاں دیں۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا جلدی کرو ورنہ یہ بوڑھا ساری اشرفیاں لے اڑے گا۔

تو بات کر رہا تھا کہ جب دنیاوی بادشاہ دینے پر آتا ہے تو خزانے لٹا دیتا ہے، اب مالک الملک ذوالجلال والاکرام جب دیگا تو اپنی شان کے مطابق دیگا جو بھی دیگا جیسا بھی دیگا اپنے انداز سے ہی دیگا مگر افسوس

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

روزہ دار کو اللہ مل جاتے ہیں

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ ہی اس کا بدلہ ہوگا۔ روزے کے بدلہ اللہ ملے گا تو جس کو اللہ مل گیا اس کو سب مل گیا۔

جب بادشاہ میرا ہوگیا تو سب کچھ میرا

محمودؒ ایک بادشاہ گذرے ہیں۔ ایک دن بادشاہ نے سب دربار والوں اور غلاموں سے کہا جو مانگنا ہے سب اپنی پسند کی چیز مانگ لو اور لے لو۔ سب نے اپنے لئے چیزیں پسند کر لیں، کسی نے محل تو کسی نے جاگیر، کسی نے تاج تو کسی نے جواہرات۔ سب نے مانگا مل گیا۔ ان میں ایک غلام ایاز خاموش بیٹھا رہا، بادشاہ نے کہا تو بھی تو کچھ مانگ؟ ایاز نے بادشاہ کے سر پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا تم میرے جناب۔ جب بادشاہ میرا ہوگیا تو سب کچھ میرا ہے۔ تو روزے پر جب اللہ مل جاتا ہے تو پھر کس چیز کی ضرورت ہے جو کچھ ہے وہ بادشاہ کے دم سے ہے، بادشاہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

دوسری بات جو حدیث مبارک میں ہے کہ مسلمان کے لئے دو فرحتیں، دو خوشیاں ہیں۔ فرمایا ”للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه“ ایک تو افطار کے وقت کی خوشی اور دوسری عید کی خوشی۔ افطار کی خوشی اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمادی اور اللہ کا ایک حکم پورا ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے کی خوشی۔ ایک افطار جو روزانہ غروب آفتاب کے وقت ہوتا ہے اور ایک افطار وہ جب عید کا دن آئیگا، اس کا نام ہی عید الفطر ہے۔ تو جب عید کا دن آتا ہے اس وقت بھی خوشی ہوتی ہے مگر وہ خوشی رمضان جانے کی نہیں بلکہ رمضان پانے کی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا اور رمضان کے روزے رکھنے کی سعادت عطا فرمائی، مبارکباد عید کے دن اس وجہ سے نہیں دیتے کہ رمضان چلا گیا بلکہ اس وجہ سے مبارکباد دیتے ہیں کہ اللہ کا احسان ہے کہ روزے رکھے اور مکمل طور پر رکھے اور اللہ تعالیٰ نے رمضان کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔ دوسری خوشی

کے متعلق فرمایا "فرحة عند لقاء ربه" قیامت میں جب اللہ سے ملاقات ہوگی۔ اس وقت روزہ داروں کو بڑی خوشی ہوگی۔ روزہ داروں کا بڑا اعزاز ہوگا۔ قیامت کے میدان میں وہ عرش کے سایہ میں ہوں گے اور حدیث میں آتا ہے، یہ حدیث حضرت تھانویؒ نے بہشتی زیور میں نقل فرمائی ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دسترخوان چنا جائیگا، وہ اس پر بیٹھ کر کھانا کھاویں گے اور ابھی دوسرے لوگ حساب ہی میں پھنسے ہوں گے لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں ہم ابھی حساب کتاب میں ہیں اور یہ لوگ بڑے آرام سے عرش کے سایہ میں نعمتیں کھا رہے ہیں، یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں روزہ رکھا کرتے تھے اور تم روزہ خور تھے، یہ وہ لوگ تھے جو صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک اپنا کھانا پینا اور اپنی جنسی خواہشات اللہ کے لئے چھوڑ دیتے تھے، یہ اسی کا اعزاز ہے۔ اس وقت روزہ داروں کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟ اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "ایاما معدودت فمن کان منکم مریضا اوعلی سفر فعدة من ایام اخر" (چندروز ہیں گنتی کے پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو ان پر ان کی گنتی ہے اور دنوں سے)

مسائل کے بغیر عمل کا وجود نہیں ہوسکتا

قرآن مجید میں ۱۱۴ سورتیں ہیں جو ۵۴۰/رکوعات پر مشتمل ہیں جو ٹوٹل ۶۶۶۶/ آیات بنتی ہیں، ان آیات میں تقریباً ۵۰۰/آیات میں اللہ تعالیٰ نے احکامات کو بیان فرمایا ہے اور ذخیرہ احادیث مبارکہ میں ۳۰۰۰ احادیث میں مسائل اور احکامات کا ذکر ہے۔ مسائل کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ عمل کا دارومدار مسائل کے گرد گھومتا ہے۔ مسائل نہیں سیکھے تو عمل نہ ہو سکے گا۔ مسائل کے وجود کے بغیر عمل کا وجود نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے خراب حالت، ناپاک کپڑوں میں یا پیشاب پاخانہ کیا اور سیدھا مسجد گیا اور نماز پڑھ لی تو کیا نماز ادا ہوئی؟ نہیں کیونکہ مسئلہ سیکھا نہیں۔ مسائل کو سیکھتا تو صاف کپڑے پہنتا، وضو کر کے مسجد آتا۔ انہی مسائل کی وجہ سے کوئی چیز حلال ہے تو کوئی حرام

ہے، کوئی مستحب ہے تو کوئی مکروہ ہے، کوئی صحیح ہے تو کوئی باطل ہے۔ اگر مسائل سیکھ کر عمل کیا تو مقبول۔ اگر بغیر مسائل کے عمل کیا تو مردود۔ تو قرآن پاک کے اس رکوع میں جس کی ابتدائی آیات میں نے پڑھ کر سنادی ہیں اس میں روزے کے مسائل کا ذکر ہے۔

یا ایها الذین آمنوا خطاب کا بڑا پیارا عنوان ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون." یہ الفاظ بڑے مٹھاس والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! یہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نام سے پکارا ہے، پچھلی امتوں کو اللہ تعالیٰ "یاایها المساکین" وغیرہ نام سے پکارتے تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ اس خطاب کے متعلق فرماتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب "یاایها الذین آمنوا" فرماتے ہیں میں ہوشیار ہو جاتا ہوں، میں چوکنا ہو جاتا ہوں کہ اللہ اس وقت مجھ سے کیا مطالبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟ کیونکہ اللہ ڈائریکٹ اس وقت مسلمان اور ایمان والے سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اور احکام ان لوگوں کے دل میں اترتے ہیں جو دل کے کان سے سنیں، جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے دو کان دیئے ہیں جبکہ انسان کو اللہ نے ظاہری کانوں کے علاوہ باطنی کان بھی عطا فرمائے ہیں جن سے یہ حضرت انسان سنتا ہے یعنی عقل وفہم کی بصیرت عطا کی ہے۔ کوئی کہے کہ دل کے کان کیا ہوتے ہیں؟ تو قرآن ارشاد فرماتا ہے "ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان له قلب اوالقی السمع وهو شهید" اس میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ (کم از کم دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو (سورہ ق) اللہ تعالیٰ ہم سے مخاطب ہے یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی اپنے بیٹے کو مخاطب کرے۔ اے داؤد بات سنو اے موسیٰ بات سنو! تو اس میں اتنا پیار نہیں جتنا کہ اے بیٹا بات سنو! اور اے بیٹی بات سنو! میں پیار ہے۔

جب باپ اے بیٹا! اور اے بیٹی! کے لفظ سے پکارے گا تو اولاد کا دل خوش ہوگا اور ان کا دل موم ہو جائے گا اور وہ بات کو سنیں گے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ ہم کو پیار سے پکار رہے ہیں۔ جس کسی سے کام لینا ہو تو اس کو کہتے ہیں کہ بیٹا یہ کام کرو، وہ کام کرو۔ اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ ہم سے کام لینا چاہتے ہیں "کتب علیکم الصیام" تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ عرب کے ریگستانوں میں نجد کے صحرا میں بسنے والوں کے لئے روزہ معمولی بات نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نام بھی ''رمضان'' رکھا گیا۔ رمضان کے معنی جھلسا دینے اور تپا دینے کے ہیں لیکن علماء نے لکھا ہے کہ رمضان کا مطلب ہے گناہوں کو جلا دینا۔ گناہوں کا صفایا کرنا۔

روزہ معمولی کام نہیں ہے

اسی وجہ سے تو حضور ﷺ فرماتے ہیں "باب یقال له ریان له لا یدخلون الاالصائمون" جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ اس میں صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ روزہ کوئی معمولی کام نہیں ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے تسلی کے لئے ایک جملہ کہہ دیا کہ "کما کتب علی الذین من قبلکم" یعنی تم سے پہلے لوگوں پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔

جب وبا عام ہوتی ہے تو تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ اگر بہت سے لوگ کھانسی کے مرض میں مبتلا ہوں تو کوئی بھی دوسرے کو تسلی نہیں دیتا کیونکہ سب اسی کے شکار ہوتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ ہوا ہی ایسی چل رہی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صرف تم پر روزہ فرض نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے بھی روزہ فرض تھا اور یہی دستور العمل ہے اور اس سے یہ سخت اور غیر معمولی حکم ماننے میں آسان ہو گیا۔

اگلی امتوں کے روزوں کی کیفیت

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام سے حضرت محمد ﷺ تک عاشورے کا روزہ فرض تھا اور ہر مہینے میں تین روزے فرض تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی روزہ فرض تھا کہ ۳۰ دن اعتکاف اور ۳۰ دن کے روزے رکھو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ روزہ اگلی امتوں پر بھی فرض تھا مگر اس کی کیفیت میں فرق تھا۔ کسی پر ۱۰ روزے فرض

تھے تو کسی پر ۲۰ روزے، موسیٰ علیہ السلام نے مسلسل روزہ رکھا، نہ افطاری ہے اور نہ سحری ہے۔ موسیٰ علیہ السلام ۳۰ دن کے بعد اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے والے تھے تو ان کے منہ سے روزے کی وجہ سے معدے کی بو آرہی تھی تو انہوں نے مسواک کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا منہ کیوں صاف کیا۔ ان کی شریعت میں مسواک بھی روزے میں استعمال کرنا منع تھا۔ تو اللہ نے فرمایا مجھے یہ بو مشک وعنبر سے بہت پیاری ہے، اب دس دن اور روزہ رکھو "وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلة واتممنها بعشر فتم میقات ربه" (اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا ان کو اور دس سے پس پوری ہوگئی مدت تیرے رب کی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی روزہ فرض تھا۔ جب حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گاؤں میں لے آئیں؟ تو لوگوں نے پوچھا یہ بچہ کہاں سے آگیا؟ تو انہوں نے اشارے سے کہا "انی نذرت للرحمن صوماً فلن اکلم الیوم انسیا" (آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اور میں باتیں نہیں کر سکتی) تو عیسیٰ کی شریعت میں سب باتیں حالت روزہ میں منع تھیں۔ ہماری شریعت میں صحیح باتیں منع نہیں مگر غیبت، چغلی، جھوٹ، گالی وغیرہ روزے میں سخت منع ہیں۔ ہماری شریعت میں پہلے پہل عاشورے کا روزہ فرض تھا پھر جب رمضان کا حکم نازل ہوا تو عاشورے کا روزہ منسوخ ہو گیا، اختیار دیدیا گیا چاہے کوئی رکھے یا نہ رکھے۔

اب رمضان میں نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا اسی طریقے کو اپنانا ہوگا تاکہ زیادہ سے زیادہ ثواب کے حقدار بنیں اور رمضان میں ہر نیکی کا ثواب کئی گنا ملتا ہے۔ بعض مکان اور بعض زمان میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتے ہیں اور ان میں بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں لوٹنے کا موقع اور توفیق عطا فرمائیں۔

مریض اور مسافر کے لئے روزہ کا حکم

اللہ تعالیٰ نے ہم پر روزہ فرض کیا ہے اور نہ صرف ہم پر بلکہ ہم سے پہلے امتوں پر بھی اللہ نے روزہ فرض کیا تھا تاکہ تسلی ہو کہ صرف تم پر روزے کا حکم لاگو نہیں بلکہ تم سے پہلے بھی امتوں پر فرض تھا تاکہ تم میں تقویٰ آجائے اور پھر فرمایا چند دن ہی ہیں ''ایاما معدودات''

سال دوسال، پانچ چھ مہینے نہیں ہیں بلکہ تھوڑے سے دن ہیں اور اس میں بھی "من کا مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر" جو مریض ہو یا مسافر ہو اسی تعداد سے وہ بعد میں روزے رکھ لے۔ مریض جو روزہ رکھنے سے مزید بیمار ہوسکتا ہے یا مرنے کا خوف ہو یا عورت حمل میں ہو تو ایسے مریضوں کے لئے اجازت ہے مگر سفر ایسا ہو جو کم از کم تین دن پیدل مسافت سے ہو یا آج کل کے حساب سے ۴۸ میل کے فاصلے پر ہو تو یہاں پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے چلو آج کل تو سفر بہت آسان ہے، سفر میں بھی روزہ رکھتا ہے تو اس نے عزیمت کو اپنا لیا اور کوئی کہتا ہے سفر میں پتہ نہیں کیا کیا حالات آتے ہیں روزہ نہیں رکھتا تو اس پر بھی گناہ نہیں ہے وہ دوسرے دنوں میں قضا کرلے۔

قرآن مجید نے بہت عجیب انداز سے اور کتنی فصاحت سے بیان کیا ہے۔ اگر دو، چار، دس روزے کسی بیماری یا سفر کی وجہ سے قضا ہوگئے تو وہ بعد میں قضا کرلیں، شرط یہ ہے اس کو رمضان کے بعد تندرستی کے دن ملے بھی ہوں۔

روزہ کا حکم شراب کی طرح تدریجاً آیا ہے

یہاں پر ضمناً اللہ تعالیٰ نے روزے کے بارے میں ایک اور مسئلے کی وضاحت کی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ روزے کے احکام تین دفعہ تبدیل ہوئے ہیں روزہ ایک غیر معمولی چیز تھی اور ایک بہت ہی اونچا حکم تھا تو اللہ تعالیٰ نے روزے کے احکام تدریجا نازل فرمائے۔ بعینہ شراب کے احکام کی طرح۔ جس طرح شراب کا حکم تدریجاً نازل ہوا، پہلے حکم آیا ہے شراب اچھی چیز نہیں ہے، دوسرا نماز کے وقت نہ پیا کریں اور آخر میں شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوگیا۔ اسی طرح روزے کے احکام بھی تدریجا نازل ہوئے ہیں۔ روزہ چونکہ مشکل عمل ہے تو اللہ نے فرمایا کہ صرف عاشورے اور مہینے کے تین روزہ پھر رمضان کا حکم آیا تو فرمایا "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں (اور پھر بھی روزہ رکھنے کو دل نہ چاہے) تو ان پر (صرف روزے کا) فدیہ ہے کہ وہ ایک مسکین کو کھانا (کھلانا یا دیدینا) ہے۔ اب مسکین روزہ رکھنے لگے اور مالدار فدیہ دیتے تھے۔ چونکہ روزے کا خوگر بنانا تھا تو تیسرا حکم آیا "فمن شھد منکم الشھر

فلیصمہ" سو جو شخص رمضان کے مہینے میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہئے یعنی فرض ہے۔ اس کے ساتھ ہی فدیہ کا حکم ساقط ہوگیا۔ ہر ایک پر روزہ فرض ہوگیا خواہ مالدار ہو یا غریب۔

ابتداء میں سونے تک کھانے پینے کی اجازت تھی

ابھی سحری کا حکم نہیں آیا تھا، افطاری کے بعد سونے تک کھانے پینے اور بیبیوں کے ساتھ اختلاط کی اجازت تھی مگر سونے کے بعد کھانا پینا اور بیبیوں کے پاس جانا بند اور افطاری تک منہ میں لقمہ بھی نہیں جاتا تھا، بہت ہی مشکل کام تھا۔ ایک صحابی قیس ابن صرمہؓ کھیت میں کام کرکے تھکے گھر آئے، کھیت کا سخت کام کیا تھا۔ گھر آکر بیوی سے کہا کہ افطار کے لئے کچھ ہے یا نہیں؟ بیوی نے کہا گھر میں تو کچھ نہیں، کسی پڑوسی کے گھر میں دیکھتی ہوں اگر مل گیا تو لیکر آتی ہوں۔ بیوی گئی پڑوسی کے گھر اور یہ صحابی تھکن کی وجہ سے سوگئے اور نیند کا غلبہ ہوگیا۔ بیوی کھانا لیکر آئی ان کو جگایا تو صحابیؓ نے فرمایا میرا تو روزہ شروع ہوگیا، اب میں تو کچھ کھا نہیں سکتا۔ دوسرے دن اسی طرح روزہ رکھا اور بھوکے پیاسے روزہ رکھ کر پھر کھیت میں کام کے لئے گئے تو بھوک برداشت نہ ہوسکی اور بے ہوش ہوگئے۔

اسی طرح بعض صحابہ کرام حضور ﷺ کی مجلس سے بہت دیر سے گھر گئے اور انکی بیویاں سوگئی تھیں۔ صحابہ کرامؓ نے قرب حاصل کرنا چاہا تو بیویوں نے کہا ہمارا تو روزہ ہے لیکن صحابہ کرام صبر نہ کرسکے اور بیویوں سے قرب حاصل کرلیا، اس کے بعد وہ بڑے نادم ہوئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی "احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نساء کم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم" تم لوگوں کے واسطے روزہ کی راتوں میں اپنے بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کردیا گیا وہ تمہارے لئے بمنزلہ لباس کے ہیں اور تم ان کے لئے بمنزلہ لباس کے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں کے ساتھ خیانت کرتے تھے۔ اللہ نے سحری کا حکم نازل فرمایا اور صحابہ کرامؓ جن سے غلطی ہوئی تھی ان کے بارے میں نازل ہوا۔ "فتاب علیکم وعفا عنکم" ان کو اللہ نے معاف کردیا۔

سحری کا آخری وقت

اب تم افطار کے بعد کھاؤ پیو اور بیوی سے قرب بھی حاصل کر سکتے ہو صبح صادق تک "حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر" اس آیت کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ جب سفید اور سیاہ دھاگے میں تمیز آجائے تو کھانا پینا بند کردو۔ اسی تم کے مغالطے میں ایک صحابیؓ بھی پڑ گئے تھے۔ انہوں نے دو ڈورے لے لئے اور جب تک دونوں میں تمیز نہ ہو جاتی وہ کھاتے پیتے جب حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا اس صحابیؓ کے تکیے کے نیچے آسمان کے دونوں کنارے آگئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کا مفہوم سمجھا دیا کہ سفید اور سیاہ دھاگے سے مراد صبح صادق اور کاذب ہیں۔

"اتموا الصیام الی الیل" روزہ تام ہوگا مغرب تک۔ اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے یہ کیسی آسانی ہے؟ جس میں گرمی میں روزے رکھے جائیں تشنہ لبی کے عذاب میں مبتلا ہو پیٹ قل ہو اللہ پڑھ رہا ہو، بیوی سے قرب نہ حاصل کر سکے، یہ کس طرح کی آسانی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے تمہارے لئے روزے میں آسانی رکھی ہے، نہ زیادہ شرائط ہیں اور نہ ہی کوئی پابندی۔ شرائط روزہ صرف چار ہیں۔ خوراک سے پرہیز، پینے سے پرہیز، بیوی کے قرب سے پرہیز اور نیت کے ساتھ امساک کرنا روزہ کے شرائط ہیں۔

اس کے برعکس باقی احکامات میں بہت سے شرائط ہیں بہت سے مکروہات ہیں، لیکن روزے میں ۴ شرائط ہیں۔ نماز کو دیکھ لیں، حلال لقمہ، صاف کپڑا، صاف جا، ستر عورت وغیرہ اس طرح نماز میں ارکان ہیں، فرائض ہیں، واجبات ہیں، بہت سی پابندیاں ہیں۔ نماز میں کچھ کھا پی لیا تو نماز فاسد ہوگئی اور دوبارہ پڑھنی ہوگی خواہ خطا سے ہو یا نسیان سے۔ اگر کھا پی لیا، سلام کا جواب دیا، یرحمک اللہ، ماشاء اللہ کہہ دیا نماز فاسد، وضو نہ ہو نماز نہیں ہوتی۔

لیکن روزے میں یہ شرائط نہیں ہیں۔ وضو نہ ہو تو روزہ صحیح، سو گیا روزہ صحیح، بھولے سے کھا لیا روزہ صحیح، بھولے سے پی لیا روزہ صحیح تو باقی احکامات کے لحاظ سے روزے میں

بہت سی آسانیاں ہیں۔ اس لئے اللہ فرماتے ہیں "یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" نماز کے اندر سجدہ میں کوئی سو گیا اور سجدہ وغیرہ غیر مسنون طریقہ سے کیا تھا تو نماز فاسد ہوگئی بخلاف روزے میں اگر سو گیا تو روزے پر اثر نہیں پڑتا تو صوم میں سونا بھی سونا ہے یعنی عبادت میں شمار ہوتا ہے "نومة الصائم عبادته"

روزہ کا ایک مقصد تقویٰ ہے

اس رکوع میں روزے کا ایک مقصد بیان کیا گیا ہے جو تقویٰ ہے "لعلکم تتقون" رمضان میں روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ "شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس" ماہ رمضان میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ قرآن کو نزول رمضان میں ہوا اور مقصد "هدی للمتقین" ہے۔ قلب کو سنوارتا ہے، تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ روزے بھی تقویٰ کے لئے فرض کئے گئے۔

علامہ بنوریؒ فرماتے ہیں کہ روزے کا مقصد لوگوں کو ولی اللہ بنانا ہے جس طرح قرآن میں ارشاد ہے "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون" اور قرآن نے ولی ہونے کے لئے دو شرائط بیان کئے ہیں، "الذین آمنوا و کانوا یتقون" تو روزوں والی آیت اور اس آیت کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو اس سے یہ مقصد ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی حلال چیزوں کو بھی رمضان میں حرام کر دیا ہے تاکہ تم حرام چیزوں کو چھوڑنے میں سہولت محسوس کرو نیک عادات کے عادی بن جاؤ گے۔

اسلام میں نکاح کا مقام

(۱)

اسلام نے ہمیں ہر معاملہ میں خواہ وہ معاملہ خوشی کا ہو یا غمی کا، ہمیں ہدایت فرمائی ہے، نکاح یعنی ازدواجی زندگی کے بارے میں بھی اسلام نے بڑی اچھی اچھی ہدایات دی ہیں بلکہ اسلام نے نکاح کا جو طریقہ قرآن مجید میں اور احادیث نبویہ میں پیش کیا ہے اس سے بہتر طریقہ کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ نکاح اور شادی یہ کوئی دنیوی معاملہ نہیں ہے جیسے دنیا کے اندر معاملات ہوتے ہیں کہ ہم نے پیسے دیے اور کوئی چیز خرید لی۔ تو اسلام نے نکاح کو معاملہ کے طور پر نہیں پیش کیا بلکہ اسے عبادات میں شمار کیا ہے۔

اسلام میں نکاح کا مقام

(۱)

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ وعلٰی آلہ واصحابہ و بارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا. اما بعد. فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. وانکحوا الایامٰی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللّٰہ من فضلہ. وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام.

تمہید

بزرگان محترم! آج جمعہ کی نماز کے بعد ناچیز کے قدیم مخدوم حضرت مولانا عبدالرحیم مقالا صاحب دامت برکاتہم کے فرزند مولوی عبدالحلیم صاحب کا نکاح ہے اور ہم انتظار کررہے ہیں حضرت مولانا یوسف صاحب دامت برکاتہم کا۔ وہ بھی تشریف لانے والے ہیں۔ نکاح کے متعلق چند باتیں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ حق تبارک وتعالیٰ توفیق عطا فرمائیں، مدد فرمائیں، ایسی باتیں کہنے کی توفیق عطا فرمائیں جو ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنے اور اللہ تعالیٰ ان پر ہمیں عمل کی توفیق بھی عطا فرمائیں۔ آمین

اسلام نے نکاح کو عبادت کا مقام دیا ہے

اسلام نے ہمیں ہر معاملہ میں خواہ وہ معاملہ خوشی کا ہو یا غمی کا ہمیں ہدایت عطا فرمائی ہے نکاح یعنی ازدواجی زندگی کے بارے میں بھی اسلام نے بڑی اچھی اچھی ہدایات دی ہیں بلکہ اسلام نے نکاح کا جو طریقہ قرآن مجید میں اور احادیث نبویہ میں پیش کیا ہے اس سے بہتر کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ نکاح اور شادی یہ کوئی دنیوی معاملہ نہیں ہے۔ دنیا کے

میزان عمل میں سب سے وزنی عمل

تو نکاح صرف معاملہ نہیں، عبادات میں سے ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محبت سے کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک لقمہ دیتا ہے، نفلی عبادات سے بڑھ کر اس میں ثواب ہے۔ ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے اعمال میزان عمل میں تولے جائیں گے، نیکی اور بدی تولی جائیگی، اس میں سب سے زیادہ وزنی عمل ہوگا کہ ایک شخص اپنی بیوی بچوں کے نفقہ اور ضروریات پوری کرنے کے لئے حلال طریقہ سے روزی کماتا ہے اور اس کے لئے محنت و کوشش کرتا ہے۔ رزق حلال کے لئے مشقت اٹھاتا ہے۔ یہ میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری ہوگا۔ معلوم ہوا کہ بیوی، بچوں کو کھلانا، پلانا جو کہ ایک فریضہ ہے پھر بھی شریعت اسلامیہ نے اس پر ثواب رکھا ہے۔

نکاح کی اہمیت

نبی کریم ﷺ نے نکاح کے بارے میں بہت سخت تاکید فرمائی ہے، حضرت عکاشؓ آپ ﷺ کی ہر وقت خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا عکاش! کیا تم نے نکاح کر لیا۔ انہوں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ میں نے نکاح نہیں کیا۔ فرمایا تمہارے اندر نکاح کرنے کی طاقت ہے؟ عرض کیا طاقت تو ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی نکاح کیوں نہیں کرتے، نکاح کر لو، میری امت میں بدترین لوگ وہ ہیں جو بغیر نکاح کے دنیا سے چلے گئے۔ اس سے نکاح کی اہمیت کا اندازہ لگائیے۔

نکاح حضرت ابن مسعودؓ کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جلیل القدر صحابی رسول ﷺ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں اگر مجھے کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ میری زندگی میں اب صرف دس دن باقی ہیں اور میں نے نکاح نہیں کیا ہے تو میں نکاح کر لوں۔

حضرت معاذؓ کا عمل مبارک

حضرت معاذؓ بڑے اونچے درجے کے صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا "اعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل" میری امت میں سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔ حضرت معاذؓ وہ صحابی ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دور میں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت معاذؓ بیماری میں مبتلا ہیں، طاعون کا مرض تھا، ان کی دو بیویاں تھیں۔ طاعون کے مرض میں دونوں بیویوں کا یکے بعد دیگرے انتقال ہوگیا اور حضرت معاذؓ خود طاعون میں مبتلا ہیں اور فرماتے ہیں میرا نکاح کر دو، میرا نکاح کر دو اس لئے کہ ایک رات بھی میں بغیر بیوی کے یعنی مجرد ہو کر گذارنا پسند نہیں کرتا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ خدا کے سامنے مجرد ہونے کی حالت میں جاؤں۔ صحابہ نکاح کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔

نکاح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیت فرمایا ہے

قرآن مجید میں نکاح کے بہت سے مقاصد بیان فرمائے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نکاح کو اپنی آیات میں سے ایک آیت بتلایا ہے۔ ارشاد فرمایا "ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة" فرمایا کہ ہماری آیات میں سے ایک آیت یہ بھی ہے کہ ہم نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے اور تمہاری ازدواجی زندگی رکھی، نکاح کا راستہ قائم کیا کیوں؟ لتسکنوا الیها تاکہ اس کے ذریعہ تم سکون حاصل کرو، اطمینان حاصل کرو اور پھر فرمایا ہم نے شوہر اور بیوی کے درمیان مودت اور محبت پیدا کر دی۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اپنی آیات اور اپنی نشانی بتائیں اس سے بڑھ کر اہمیت کا کیا ثبوت ہوگا؟

اللہ کی آیت ہونے کا مطلب

اللہ کی آیات اور نشانی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو اور کوئی نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر آسمان اللہ کی آیات میں سے ہے، زمین اللہ کی آیات میں

سے ہے، کیا کوئی آسمان بنا سکتا ہے؟ کیا کوئی زمین بنا سکتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو طاقت ہے؟ رات اللہ نے بنائی، دن اللہ نے بنایا اور اللہ تعالیٰ نے چیلنج دیا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو دن میں رات نکالدے اور رات میں سے دن نکالدے۔ یہ انقلاب اللہ ہی لاتا ہے کہ رات سے دن اور دن سے رات نکالتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی آیات وہ ہوتی ہیں جو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری ازدواجی زندگی، نکاح والی زندگی، یہ رشتہ نکاح ہماری نشانی ہے، ہماری آیات میں سے ہے۔

نکاح اللہ کی آیت کس طرح ہے؟

نکاح اللہ کی نشانی کس طرح ہے؟ شوہر اور بیوی ان دونوں میں جو تعلق ہے وہ ایک انسانیت کا تعلق ہے۔ ایک انسان کو دوسرے انسان سے جو ہمدردی ہوتی ہے اور جو تعلق ہوتا ہے بظاہر وہ تعلق ہے لیکن جب دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دونوں کے قلوب کو ملادیتے ہیں؛ پہلے دونوں بیگانے تھے اب یگانگت آجاتی ہے اور دونوں کے قلوب کو اللہ تعالیٰ آپس میں ایسا مربوط کردیتے ہیں اور ایسا اتحاد پیدا کردیتے ہیں کہ ایسا اتحاد دوسری جگہ بہت کم نظر آتا ہے۔ ایسی محبت دوسری جگہ نظر نہیں آتی، یہ محبت، یہ تعلق صرف چار بول سے پیدا ہوگیا۔ نکاح کا ایجاب وقبول ہوا اور ایک دوسرے کے دل میں ہمدردی کا سمندر ٹھاٹھیں مارنا شروع کردیتا ہے۔ نکاح ہوتے ہی اگر شوہر کو خبر ملے کہ میری بیوی کو تکلیف ہے تو اسے دکھ پہنچے گا۔ اگر نکاح کے پہلے خبر پہنچتی تو طبیعت پر کچھ اثر نہ ہوتا کہ دنیا میں ہزاروں عورتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ عورت کو اگر اطلاع ہوجائے کہ جس سے میرا نکاح ہوا ہے خدانخواستہ وہ کسی تکلیف میں ہے وہ پریشان ہوجائے گی اگر نکاح سے پہلے یہ خبر پہنچتی تو ایسی پریشانی نہ ہوتی اور اگر کوئی رشتہ داری اور پہچان نہ ہوتی تو اتنی پریشانی بھی نہ ہوتی۔ تو نکاح کے ایجاب وقبول کے بعد یہ جو انقلاب پیدا ہوا، یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ انقلاب اللہ کے سوا کوئی کرسکتا ہے؟

نکاح سے دوخاندانوں میں تعلق پیدا ہوتا ہے

نکاح سے صرف دودلوں میں محبت اور جوڑ پیدا نہیں ہوتا بلکہ دوخاندانوں میں تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ اگر شوہر کے خاندان کو بیوی کے خاندان والوں کے بیماری کی اطلاع ہوجائے تو شوہر کا خاندان بےچین ہوجاتا ہے اور اس کو اپنا دکھ سمجھتا ہے۔ تو دودلوں میں محبت اور دوخاندانوں میں ملاپ یہ انقلاب کس نے پیدا کیا؟ اللہ کے سوا کوئی کرسکتا ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کو اپنی آیات اور نشانی فرمایا ہے۔ بہرحال نکاح اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور حضور اقدس ﷺ نے ہمیں یہ سنت عطا فرمائی ہے۔

سب سے زیادہ برکت والا نکاح

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان اعظم النكاح بركة ايسره مؤنة" سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔ آج جو نکاح ہورہا ہے یہ حضرت مولانا عبدالرحیم مقالا صاحب دامت برکاتہم جو حضرت مولانا یوسف مقالا صاحب دامت برکاتہم کے بڑے بھائی ہیں ان کے صاحبزادے کا نکاح ہے۔ ماشاء اللہ۔ کس قدر سادگی کے ساتھ ہے، کوئی لمبا چوڑا پروگرام نہیں ہے، سیدھا سادا جمعہ کی نماز کے بعد نکاح ہے۔ تو اس نکاح میں ہم شرکت فرمائیں اور دعا بھی کیجئے اللہ تعالیٰ ہونے والے نکاح میں خیر و برکت نازل فرمائیں، زوجین میں اور دونوں خاندانوں میں محبت عطا فرمائیں اور ہونے والے اس نکاح کو دین کے پھیلنے وپھولنے کا ذریعہ بنائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

اسلام میں نکاح کا مقام
(۲)

آج ہمارے معاشرے میں لڑکے والوں کی طرف سے نکاح کا پیغام دیا جاتا ہے۔ اگر لڑکی والے پیغام دیدیں تو اس کو عیب سمجھتے ہیں کہ یہ تو سامنے چل کر آئی ہے، یہ بہت برا طریقہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا اے علی! میں اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ اگر عیب ہوتا تو میرے آقا خود حضرت علیؓ سے فرماتے؟ لہٰذا اس کو ہرگز عیب نہ سمجھنا چاہئے۔ اگر لڑکی والے کسی لڑکے کو دیکھیں کہ لڑکا بڑا نیک ہے، شریف ہے، میری بچی کے لائق ہے، یا لڑکے والے دیکھیں کہ لڑکی بڑی نیک ہے، شریف ہے، پاکدامن ہے اور پھر لڑکے والے نکاح کا پیغام بھیج دیں تو دونوں طرف سے نکاح کا پیغام دیا جاسکتا ہے۔ کوئی بھی صورت عیب کی نہیں ہے۔

اسلام میں نکاح کا مقام
(۲)

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. وانكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم وامائكم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم. صدق الله العظيم.

نکاح پر اللہ کا وعدہ

بزرگانِ محترم! دو تین ہفتہ پہلے نکاح کے متعلق کچھ باتیں عرض کی تھیں۔ وقت کی قلت کی وجہ سے بہت سے باتیں رہ گئی تھیں۔ آج کی اس مبارک مجلس میں نکاح کے متعلق ہی کچھ باتیں آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آج میں نے جو آیت تلاوت کی ہے، یہی آیت پہلے بھی تلاوت کی تھی۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں جو نیک صالح ہوں تم ان کا نکاح کرادو اور اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ نکاح کرنے کے بعد خرچ وغیرہ کہاں سے پورا کریں گے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر تم فقیر ہوگے تنگ دست ہوگے، تو اللہ وعدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو غنی کردیں گے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی دو صفات بیان فرمائیں ”واللہ واسع علیم“ اللہ تعالیٰ بہت وسعت والے ہیں۔ اللہ پاک کے خزانے میں کس چیز کی کمی ہے؟ سب کچھ اللہ کے خزانے میں ہے اور بہت ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں۔

نکاح انبیاء اور اولیاء کی سنت ہے

گذشتہ آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضور اقدس ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ کوئی شخص بغیر نکاح کے رہے بلکہ جو شخص اپنی نفسانی خواہشات پر قابو نہ پاسکتا

ہو اور گناہ میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہو تو اس پر نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اگر اپنی خواہشات پر قابو پا سکتا ہو تب بھی اس کے لئے نکاح کرنا سنت ہے اور سنت بھی ایسی سنت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے "النكاح سنة الانبياء النكاح سنة الاولياء" تمام انبیاء اور اولیاء کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا "ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذرية" آپ سے پہلے ہم نے بہت سے رسول بھیجے، وہ سب بیوی اور بچوں والے تھے۔ معلوم ہوا کہ نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے سوائے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے انہوں نے نکاح نہیں فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نکاح فرمائیں گے

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت نکاح بھی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی تو نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور اس سنت کی اہمیت اس ملک میں اور زیادہ ہے کیونکہ ہم یہاں کا ماحول دیکھتے ہیں کہ جو ماں باپ اپنی اولاد کی فکر کرتے ہیں ان کا تو حال الحمد للہ ٹھیک رہتا ہے اور وہ ماں باپ جو اپنی اولاد کی دینی فکر اور ان کی تعلیم و تربیت کا خیال نہیں کرتے وہ اولاد عام طور پر ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

اولاد کی تربیت کی ایک تدبیر

یہاں ہم اپنی اولاد کی فکر کریں، ان کو دین کا پابند بنانے کی کوشش کریں اللہ پاک نے جن حضرات کو مال عطا فرمایا ہے اور ان کا اپنا کاروبار ہے ان کے لئے اپنی اولاد کو اپنے قابو میں رکھنے کی ایک تدبیر ہے کہ کاروبار ان کو سونپ دیا جائے اور ان پر کاروبار کی ذمہ داری ڈال دی جائے اور ماں باپ پیچھے سے ان کو سپورٹ کریں، دیکھ بھال کریں اور ان کو اس بات کا فکر مند بنا دیں کہ دوکان تمہیں چلانا ہے تو ان کو اس کے سنبھالنے کی فکر ہوگی اور نمبر دو ان کا نکاح کر دو تو بیوی بھی کچھ روکنے والی بن جائیگی۔ انشاء اللہ غلط ماحول اور غلط

طور وطریق سے حفاظت ہوگی۔ اس طرح انشاء اللہ اولاد ہمارے کنٹرول میں رہے گی، دین پر بھی رہے گی، ایمان پر بھی رہے گی، دنیا بھی سلامت، آخرت بھی سلامت، اپنا کاروبار نہ ہو تو پھر کسی اچھی ملازمت پر لگانے کی کوشش کریں۔

وہ مسکین ہے جس کا نکاح نہ ہوا ہو

نکاح کی اہمیت کا آپ اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے، فرمایا "مسكين مسكين مسكين ليست له امراة" مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے وہ شخص جس کی بیوی نہ ہو۔ "قيل يا رسول الله وان كانا غنيا من المال" پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ مالدار ہو؟ کیا تب بھی وہ مسکین ہے؟ ارشاد فرمایا "وان كانا غنيا من المال" اگرچہ وہ مالدار ہو تب بھی وہ مسکین ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسكينة مسكينة مسكينة من لازوج لها." وہ عورت مسکینہ ہے، مسکینہ ہے، مسکینہ ہے جس کا شوہر نہ ہو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ مالدار ہو؟ "قيل يا رسول الله وان كانت غنية من المال" حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ مالدار ہو تب بھی نکاح اور شوہر کے بغیر مسکینہ ہے۔

عورت کے لئے آغوش شوہر یا گوشہ قبر

اسی طرح حدیث میں ہے "ليس شئى خيرا لامراة من زوج او قبر" یعنی حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کے لئے شوہر کی گود نہ ہو تو پھر اس کے لئے قبر کی گود بہتر ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۳۲) (الترہیب والترغیب ص ۱۴۱ ج ۳) اس سے اندازہ لگائیے کہ اسلام میں نکاح کی کس قدر اہمیت ہے۔

ہمارا معاشرہ بدل چکا ہے

لیکن آج ہمارا اسلامی معاشرہ بدل چکا ہے۔ اسلامی ممالک کا حال دیکھئے، پاکستان چھوٹا سا ایک اسلامی ملک ہے مگر آج سے دس سال پہلے کا ریکارڈ یہ تھا کہ وہاں تقریباً پچاس

لاکھ عورتیں بغیر شادی کی تھیں۔ تو بڑے ممالک کا کیا حال ہوگا۔ نکاح جو حضور اقدس ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت تھی اور بہت آسان سنت تھی۔

نکاح کا پیغام دونوں طرف سے دیا جاسکتا ہے

نکاح کے سلسلہ میں حضور اقدس ﷺ نے ہمیں ہدایات دی ہیں اور کتنی بہترین ہدایات ہیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اذا خطب الیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه ان لاتفعلوه تکن فتنة وفساد عریض رواه الترمذی" یہ ترمذی شریف کی روایت ہے (۱۴۷ ج ۱) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے پاس کسی کا پیغام نکاح آئے۔ پیغام نکاح دونوں طرف سے ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں لڑکے والوں کی طرف سے نکاح کا پیغام دیا جاتا ہے۔ اگر لڑکی والے نکاح کا پیغام دیدیں تو اس کو عیب سمجھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ یہ تو سامنے چل کر آئی ہے۔ یہ بہت برا طریقہ ہے۔ یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا اے علی! میں اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں، اگر عیب ہوتا تو میرے آقا سید المرسلین سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین ﷺ خود حضرت علیؓ سے فرماتے؟ لہٰذا اس کو ہرگز عیب نہ سمجھنا چاہئے۔ اگر لڑکی والے کسی لڑکے کو دیکھیں لڑکا بڑا نیک ہے، شریف ہے، میری بچی کے لائق ہے یا لڑکے والے دیکھیں کہ لڑکی بڑی نیک ہے، شریف ہے، پاکدامن ہے اور پھر لڑکے والے نکاح کا پیغام بھیج دیں تو دونوں طرف سے نکاح کا پیغام دیا جاسکتا ہے۔ کوئی بھی صورت عیب کی نہیں ہے۔

دینداری اور اخلاق دیکھو

جب نکاح کا پیغام آئے تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کے اندر دو چیزیں دیکھو "دینه وخلقه" اس کے اندر دینداری ہے یا نہیں ہے؟ اس کے اخلاق کیسے ہیں؟ کیریکٹر کیسا ہے؟ اگر دیندار ہے اور اخلاق مند ہے تو فرمایا "فزوجوه" نکاح کردو اور اگر اس کے اندر دینداری بھی ہے اخلاق بھی ہے لیکن اس وجہ سے نکاح نہیں کیا کہ اس کے

پاس مال و دولت نہیں ہے، خود کا مکان بھی نہیں ہے وہ سوچتا ہے اگر اس کے پاس مال و دولت ہوتی، دو چار شوپ ہوتیں، مکان ہوتا تو نکاح کرتے یا یہ سوچا لڑکی اتنی خوبصورت نہیں ہے یا لڑکا خوبصورت نہیں ہے یا خاندان اتنا اچھا نہیں ہے، میرا خاندان تو اونچا اور معزز ہے۔ اگر اس وجہ سے نکاح سے انکار کردیا تو نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اگر ایسا تم نے کیا تو زمین میں فساد پھیل جائیگا۔

چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے

اور دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جب نکاح کرتا ہے تو چار چیزیں اس کے سامنے آتی ہیں۔ فرمایا "تنکح المراة لا ربع لما لها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک او کما قال علیه الصلوٰة والسلام" فرمایا جب آدمی نکاح کرتا ہے تو چار چیزیں دیکھتا ہے دیکھتا ہے مال کو، مال و دولت ہے یا نہیں؟ یا دیکھتا ہے حسن و جمال کو، خوبصورت ہے یا نہیں؟ یا دیکھتا ہے اس کے حسب و نسب کو خاندان کیسا ہے؟ یا آدمی دیکھتا ہے دین کو کہ لڑکی یا لڑکا دیندار ہے یا نہیں؟ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "فاظفر بذات الدین" دینداری پر ہاتھ مار دو دینداری کو دیکھو یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

اگر دینداری نہیں دیکھو گے تو

اور ابن ماجہ کی روایت ہے اس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "لاتزوجو النساء لحسنهن" فرمایا اگر کسی آدمی نے محض اس کے حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا تو شادی کے بعد ایسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں کہ حسن اور خوبصورتی نہیں رہتی اور اگر مال و دولت کی وجہ سے نکاح کیا تو نکاح کے بعد ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ مال بھی نہیں رہتا اور اگر شرافت اور اونچے خاندان کی وجہ سے نکاح کیا تو عزت ملتی نہیں بلکہ گھٹتی ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ دینداری دیکھو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ اگر دینداری دیکھیں گے تو انشاء اللہ انجام اچھا ہی ہوگا۔

اسلام میں نکاح کا مقام
(۳)

حسن وخوبصورتی کا تو کیا اعتبار۔ خدا بخار کا بھلا کرے، دو چار دن ایک سو دو ڈگری بخار آجائے، چہرے کی ساری رنگت چلی جاتی ہے لیکن دین ہمیشہ رہنے والا ہے۔ حضور ﷺ نے ان چاروں میں دین کے بارے ارشاد فرمایا ''فاظفر بذات الدین'' تم دیندار کو ترجیح دو۔ اسی کو انتخاب کا معیار بناؤ۔ دین کو معیار بناؤ گے تو انشاء اللہ کامیاب ہوگے۔

حسن صورت چند روزہ حسن سیرت مستقل
اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں اس سے خوش ہوتا ہے دل

اسلام میں نکاح کا مقام
(۳)

خطبہ مسنونہ کے بعد!

قال النبی ﷺ تنکح المرء لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداک. او کما قال عليه الصلوٰة والسلام

دین اور اخلاق دیکھو

بزرگان محترم! گذشتہ نکاح کی مجلس میں نکاح کے متعلق چند باتیں پیش کی تھیں اور یہ ذکر کیا تھا کہ نکاح کی سنت تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور یہ حدیث بھی ذکر کی تھی مگر اس وقت اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کا موقع نہ تھا۔ آج کی مجلس میں انشاء اللہ اس حدیث کے متعلق کچھ باتیں عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ وقت کم ہے انشاء اللہ مختصر وقت میں ہی کچھ تشریح کی کوشش کروں گا۔ ہاں یہ بھی آپ کو سنایا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی کا پیغام آئے اور اس کا دین اور اخلاق اچھے ہیں تو تم اس کا نکاح کردو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین کے اندر فساد پھیل جائے گا۔

نکاح کا معیار

اب نکاح کرنے کے لئے لڑکے والے کے لئے یا لڑکی والے کے لئے معیار کیا ہے؟ کون سے معیار پر نکاح کردے تو اس حدیث کے اندر جو ابھی آپ کے سامنے میں نے پڑھی ہے اس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نکاح کرنے والا چاہے لڑکا ہو یا لڑکی ہو جب وہ نکاح کے لئے تیاری کرتا ہے، پیغام دیتا ہے تو اس کے سامنے چار چیزیں آتی ہیں یا تو کوئی آدمی نکاح کرتا ہے مال کی وجہ سے، مثلاً اگر لڑکے نے کسی لڑکی کو پیغام بھیجا یا لڑکی

والے نے کسی لڑکے کو پیغام نکاح بھیجا۔لڑکے والوں نے دیکھا کہ لڑکی بڑے رئیس اور مالدار کی لڑکی ہے لہٰذا مجھے بہت مال و دولت مل جائے گی بڑے آرام و راحت سے زندگی گذرے گی، عورت بھی ملے گی اور مال بھی ملے گا یا لڑکی والوں نے لڑکے کو دیکھا کہ بڑا مال والا ہے، وسیع کاروبار ہے، بنگلہ اور گاڑی ہے، اس کے ساتھ ہماری لڑکی کی شادی ہوگی تو بڑے عیش و عشرت میں رہے گی۔تو ایک چیز جو سامنے آتی ہے وہ مال ہے۔نمبر دو نبی کریم ﷺ نے فرمایا لڑکے والے یا لڑکی والے نکاح کرتے ہیں ان کے سامنے آتا ہے "لحسبھا" خاندان۔یہ بڑے اونچے خاندان کا ہے، بہت باعزت خاندان کا ہے۔فرمایا تیسری چیز "ولجمالھا" خوبصورتی دیکھتے ہیں کہ یہ لڑکی بڑی خوبصورت ہے یا لڑکا بڑا خوبصورت ہے اور نکاح کی بنیاد بنائی جائے محض خوبصورتی اور حسن و جمال کو۔چوتھی چیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا یا لڑکی والے یہ بات دیکھیں کہ دین ہے یا نہیں؟ اب اگر دین کے ساتھ مال بھی ہے، دین کے ساتھ اونچا خاندان بھی ہے، دین کے ساتھ خوبصورتی بھی ہے تو نور علی نور لیکن فرمایا نبی کریم ﷺ نے تمہارا مقصد صرف دین ہو جس کے اندر دین ہو تم اسی کو ترجیح دو۔مال ہو، خوبصورتی ہو، خاندان ہو لیکن دین نہ ہو تو وہ قابل ترجیح نہیں اور سب کچھ نہیں مگر دین ہے تو بس دین کی بنیاد پر رشتہ قبول کرلو یا اسی کو ترجیح دو انشاء اللہ تم کامیاب رہوگے۔

مال کو بنیاد بنانے کا انجام

اور ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا یہ حدیث فتح القدیر ص ۵ جلد ۲ پر ہے۔حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے صرف مال کی وجہ سے نکاح کیا تو نکاح کے بعد ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ مال بھی باقی نہیں رہتا اس لئے کہ مال تو آنے جانے والی چیز ہے۔مال کا کچھ بھروسہ نہیں ہے "المال غاد و راح" مشہور ہے، صبح کو ہے شام کو نہیں، آج مالدار ہے کل فقیر بھی ہوسکتا ہے۔آپ نے دنیا کے اندر ایسے سینکڑوں حالات دیکھے ہیں جن کے گھر بڑے باغ و بہار تھے، مال و دولت کے انبار تھے، حساب کرنے والا نہیں تھا کہ کتنا مال و دولت ہے لیکن "تلک

الایام نداولھا بین الناس" دن تو بدلتے رہتے ہیں، ایسا بھی دور آیا کہ ان کی اولاد مری ہے تو ان کو کفن دینے کے لئے چندہ کرنا پڑا جن کے گھر ہاتھی جھومتے تھے، ان کی اولاد دہلی میں بھیک مانگتی نظر آئی مغل سلطنت کے اندر، تو دولت اور مال اصل نہیں ہے۔اصل دین ہے۔

"دینار" "دین" یا "نار"

ہمارے ایک بزرگ نے مال کے سلسلہ میں ایک بڑا عجیب نکتہ لکھا ہے، آپ غور سے سنیں تو انشاء اللہ سمجھ میں آجائیگا۔فرمایا سونے کے سکہ کو کہتے ہیں دینار۔اگر اس میں سے الف اور را کو نکالدیں تو کیا ہوجائیگا "دین" تو اگر مال و دولت دین کے ساتھ ہے تو جنت کے انہار بن جائیں گے یعنی مال دین پر خرچ کریگا رضائے الٰہی کے لئے غریبوں، ضرورت مندوں پر خرچ کریگا تو انشاء اللہ جنت ملے گی اور وہاں کا باغ و بہار ملے گی اور اگر مال دین کے ساتھ نہیں ہے تو پھر اس کا نام دینار ہے، اس کے آخر میں نار تو موجود ہی ہے۔اللہ ہم سب کو جہنم اور نار سے بچائے۔تو مال حقیقت میں کوئی چیز نہیں۔اگر مال دین کے ساتھ ہے تو کامیاب ہے اور اگر دین نہیں ہے تو مال و دولت کے چاہے انبار کے انبار ہوں اس سے کچھ حاصل نہیں۔

دولت اندھی نہ ہوتی تو لنگڑے کے گھر نہ آتی

تیمور لنگ کا واقعہ ہے وہ بادشاہ تھا، بڑا شوقین تھا، اس نے ایک مرتبہ گویے کو گانے کے لئے بلایا وہ آیا وہ نابینا تھا، اس نے بہت اچھا گایا، بادشاہ کو اس کا گانا بہت پسند آیا۔بادشاہ نے اس کو انعام بھی دیا۔بادشاہ نے اس سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام دولت ہے۔بادشاہ نے کہا "دولت" بھی اندھی ہوتی ہے؟ بادشاہ کو مذاق سوجھی اور مزاحاً اس نے کہا دولت بھی اندھی ہوتی ہے؟ ایسے لوگوں کو چھیڑنا نہیں چاہئے، کبھی کبھی وہ بھی کھری کھری سنا دیتے ہیں تو اس نے سنائی اور جو مثل ہے "اندھے کو اندھیرے میں بڑے دور کی سوجھی" اس پر عمل کیا، اس نے بھی ایسی سنائی کہ بادشاہ کی طبیعت خوش کردی۔اس نے کہا "دولت اگر اندھی نہ ہوتی تو لنگڑے کے گھر نہ آتی" کیونکہ تیمور لنگ لنگڑا تھا۔اس مناسبت سے اس نے یہ سنائی۔تو معلوم ہوا کہ دولت معیار نہیں ہے۔دولت کسی کو بھی مل سکتی ہے۔

خاندان اور قبیلے بنانے کا مقصد

نمبر دو حسب ونسب۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمادیا "یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا" اے لوگو! ہم نے تم کو ایک جوڑے سے پیدا کیا آدم وحوا سے، علیہما السلام اور پھر ہم نے تم کو شاخیں اور قبائل بنایا، کتنے خاندان، کتنی فیملی، کتنی برادری برادریاں بنادیں۔ یہ ہم نے خاندان اور فیملی بنائی، یہ سید ہے، یہ شیخ ہے، یہ پٹھان ہے، یہ میمن ہے، یہ کچھی ہے، یہ وہرے ہیں، یہ سورتی ہے، یہ بھروچی ہے، دنیا بھر کے خاندان اور فیملی بنائی۔ یہ فیملیاں بنانے سے مقصد کیا ہے؟ "لتعارفوا" تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، ایک دوسرے کا تعارف ہو "ان اکرم کم عند اللہ اتقاکم" اللہ کے نزدیک معزز، عزت والا وہی ہے جو متقی ہے۔

فضیلت کا معیار

حضوراقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا "لافضل لعربی علی عجمی" کسی عربی کو عجمی پر فضیلت اور فخر نہیں، نہ گورے کو کالے پر، نہ کالے کو گورے پر، "الا بتقوی اللہ" تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمادیا کہ عربی اور گورا یا عجمی اور کالا ہونا فخر کی چیز نہیں ہے، تقویٰ جس کے اندر ہے وہ فضیلت والا ہے اور ایک دوسری حدیث میں حضوراقدس ﷺ نے عجیب بات ارشاد فرمائی "من بطا عملہ لم یسرع الیہ نسبہ او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام" جس کا عمل اسے پیچھے کردے اس کا خاندان اور حسب ونسب اس کو آگے نہیں کریگا۔ آپ دیکھئے دنیا میں سب سے اونچا خاندان حضور ﷺ کا خاندان ہے، "سید" کوئی شخص اپنے کسب سے اسے حاصل نہیں کرسکتا۔ اللہ کی دین ہے لیکن اگر وہ حضوراقدس ﷺ کی سنتوں کا جنازہ نکالدے، دین کا جنازہ نکالدے، نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ دے، دین سے دور ہوجائے تو کیا اسے قیامت کے دن صرف "سید" ہونے کی بناء پر نجات مل جائے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "من سلک" جو میرے طریقے پر چلے گا وہ میرے اہل میں سے ہے، میرے خاندان میں سے ہے، میرا ہے اگرچہ وہ

میرے نسبی خاندان میں سے نہیں ہے مگر وہ میرا ہے۔ معلوم ہوا معیار نجات دین اور سنت ہے۔ ایک جگہ حضور ﷺ نے عجیب بات ارشاد فرمائی۔

اے فاطمہ، اے عباس، اے صفیہ عمل کرو (رضی اللہ عنہم اجمعین)

"یا فاطمہ انقذی نفسک من النار فانی لااملک لکم من اللہ شیئا" اے فاطمہ! جانتے ہو فاطمہ کون ہیں؟ حضوراقدس ﷺ کی نورنظر، لخت جگر، جگر پارہ رسول ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زوجہ محترمہ مگر آپ ﷺ ان سے فرمارہے ہیں اے فاطمہ! تم اپنے نفس کو جہنم سے بچانے کی فکر کرو، اچھے عمل کرو میں تمہارے لئے اللہ کے فیصلوں کے سامنے کچھ نہ کرسکوں گا۔ یہ مسلم شریف کی روایت ہے اور مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۰ پر بھی یہ روایت ہے۔ دوسری روایت میں ارشاد فرمایا "یا عباس بن عبد المطلب لااغنی عنک من اللہ شیئاً یا صفیۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئاً" حضوراقدس ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا اے عباس بن عبدالمطلب! عمل کرو، دوزخ سے بچنے کے لئے کوشش کرو۔ اسی طرح حضور ﷺ نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہؓ سے ارشاد فرمایا عمل کرو۔ اگر اللہ پاک تم کو عذاب دینے کا فیصلہ فرمالیں تو میں اللہ کے فیصلہ کے مقابلہ میں تمہاری کچھ مدد نہ کرسکوں گا، اپنی لخت جگر، حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے ارشاد فرمایا یا فاطمہ بن محمد! میرے پاس جو کچھ ہے اس میں سے جو مانگنا ہو اور جو لینا ہو لے لو لیکن اللہ پاک کے فیصلہ کے مقابل میں کچھ نہ کرسکوں گا۔ یہ روایت مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۰ باب الانذار والتحذیر میں ہے۔

ان تمام روایتوں کا مقصد یہ ہے کہ حسب ونسب اور اپنی نسبتوں پر اعتماد کرکے عمل نہ چھوڑو اور ان پر بھروسہ کرکے یہ مت سمجھ لو کہ بس یہی حسب نسب ہماری نجات کے لئے کافی ہوگا۔ باقی حضوراقدس ﷺ کی شفاعت جو آپ ﷺ قیامت کے دن فرمائیں گے، اس کی نفی مقصود نہیں ہے۔ آپ کے اہل قرابت ہی نہیں پوری امت کے لئے نافع ہوگی۔ اکی حدیث کی شرح کرتے ہوئے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں مرقات کے حوالہ سے ہے، اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ حسب ونسب بھی معیار نہیں۔

ظاہری حسن و جمال نہیں باطنی حسن و جمال دیکھو

اور حسن وخوبصورتی کا تو کیا اعتبار خدا بخار کا بھلا کرے دو چار دن ایک سو دو تین ڈگری بخار آجائے تو چہرے کی ساری رنگت چلی جاتی ہے لیکن دین اگر ہے تو وہ انشاء اللہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ حضور ﷺ نے ان چاروں میں دین کے بارے میں ارشاد فرمایا "فاظفر بذات الدین" تم دین دار کو ترجیح دو، اسی کو انتخاب کا معیار بناؤ، دین کو معیار بناؤ گے تو انشاء اللہ کامیاب ہوگے۔

حسن صورت چندر روزہ حسن سیرت مستقل
اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں اس سے خوش ہوتا ہے دل

اگر کیریکٹر اخلاق اچھے ہیں تو دل خوش ہوگا، دل کو سکون ملے گا، انشاء اللہ ازدواجی زندگی بڑی پرلطف ہوگی اور اخلاق دین ہی سے بنتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہی دنیا کو اخلاق دیا ہے، ظاہری حسن و جمال نہیں باطنی حسن و جمال کو دیکھو اور ظاہری حسن و جمال سے آنکھ کی خوشی ہے اور آنکھ کی خوشی عارضی ہے۔ یہ حسن و جمال خود عارضی ہے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کرنے والوں کے سامنے چار چیزیں آتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دین دار دیکھو، اگر دیندار ہے تو کامیاب ہے۔

مالداروں کو ایک عمدہ مشورہ

آج جن کا نکاح ہو رہا ہے دونوں احقر کے ہمدرد اور دوست ہیں، جب ان حضرات نے احقر کو دعوت پیش کی تھی اس وقت میں نے ان سے عرض کیا تھا آپ شادی کے دن اچھے سے اچھا کھلائیں، اللہ نے ان کو ماشاء اللہ دیا ہے مگر شادی میں فضول خرچی مت کرنا، میوزک اور فوٹو اور ویڈیو وغیرہ سے اپنے نکاح کو بالکل پاک رکھنا اور سنت کے مطابق نکاح کرنا۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو محبوب یہی ہے اور پہلے بھی میں نے ذکر کیا تھا اور کہتا ہوں اور بار بار کہتا رہوں گا کہ ہمارے معاشرہ کے رئیس اور مالدار حضرات اگر اپنی شادیوں کو سنت طریقہ کے مطابق کریں اور اپنی شادیوں کو فضول خرچی، فوٹو، ویڈیو اور میوزک وغیرہ سے محفوظ رکھیں تو ان کا یہ عمل

انشاء اللہ غرباء کے لئے بلکہ سب ہی کے لئے بہت بڑا نمونہ بنے گا اور ہمارا معاشرہ کا جو میڈیم طبقہ ہے وہ بھی بلا تکلف سیدھی سادی شادی میں آجائیگا اور اس کی وجہ سے ہمارے معاشرہ کے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں ازدواجی زندگی میں منسلک ہوجائیں گے ان کو زندگی کا سکون انشاء اللہ مل جائیگا۔ آج ہماری فضول خرچیوں اور بیکار رسموں کی وجہ سے نکاح بے حد مہنگا ہو گیا ہے۔

جہیز کی لعنت

اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے یہاں تو میں نے یہ دیکھا نہیں ہے مگر انڈیا میں دیکھا ہے اور سنا ہے کہ انڈیا سے زیادہ یہ لعنت پاکستان میں ہے۔ وہاں جہیز کی اتنی ساری شرائط ہیں کہ جہاں کہیں لڑکی کے نکاح کا مسئلہ آیا لڑکے والے اتنی لمبی چوڑی فہرست دیدیتے ہیں کہ لڑکی والوں کے بس کی بات نہیں ہوتی اور ایسے ایسے مطالبات پیش کئے جاتے ہیں کہ بے چارے لڑکی والے حیران اور پریشان ہوجاتے ہیں کہ کس طرح ان مطالبوں کو پورا کریں۔ کبھی لڑکی والے لڑکے والوں سے اتنا مانگتے ہیں کہ وہ پریشان ہوجاتے ہیں، پچیس تولہ سونا، پچاس تولہ سونا، پچاس جوڑ کپڑے، بارات کو کھانا کھلانا اور اس قسم کا کھانا کھلانا اور اتنے ہزار مہر۔ نکاح کے لئے لڑکا بھی تیار، لڑکے کے خاندان والے بھی تیار مگر وہ فہرست دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں جہیز کی اس لعنت کی وجہ سے ہزاروں لڑکے لڑکیاں بغیر نکاح کے پڑے ہیں۔ الحمد للہ یوکے (برطانیہ) میں آج تک میں نے یہ نہیں سنا کہ کوئی اس قسم کی شرطیں لگاتا ہو، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اللہ پاک آئندہ بھی ہمارے معاشرہ کو اس قسم کی چیزوں سے محفوظ رکھے۔ یہ لڑکے اور لڑکی کی شادی کرنا نہیں بلکہ ان کو بیچنا ہے۔

ایک دردبھرا واقعہ

ہمارے ہندوستان کا ایک واقعہ ہے، ایک لڑکی ہے، بڑی حسین وخوبصورت، بااخلاق، دیندار، نمازی، سب خوبیاں ماشاء اللہ اس کے اندر۔ لڑکے کا پیغام آیا، لڑکی کو دکھایا، لڑکے کو پسند آیا، دونوں کو پسند آیا، دونوں کے خاندان والوں کو پسند آیا اس کے بعد لڑکے والوں نے شرط لگائی کہ جہیز کے اندر ہمیں یہ سامان چاہئے، یہ چاہئے، ایک لسٹ پیش کردی، لڑکی والوں نے کہا یہ سب ہمارے بس کی بات نہیں، اس وجہ سے رشتہ ختم ہو گیا۔

دوسرا رشتہ آیا ان کو بھی رشتہ پسند آیا سب کچھ پسندیدہ رہا مگر ان کی طرف سے بھی ایسی شرطیں پیش ہوئیں کہ لڑکی والوں کے بس سے باہر تھیں وہ رشتہ بھی منقطع ہوگیا۔ ایسا کرتے کرتے آٹھ رشتے اس بے چاری لڑکی کے کینسل ہوگئے۔ آٹھواں لڑکا جب دیکھنے آیا، ایک دوسرے کو پسند بھی آیا مگر انہی شرطوں کی وجہ سے وہ بھی کینسل ہوگیا۔ لڑکی کا باپ بیچارہ پریشان ہوگیا اس نے ایک شخص کے سامنے اپنی اس دکھ بھری داستان کو سنایا کہ میری بیٹی کے آٹھ رشتے آئے مگر ان میں سے ایک بھی تکمیل تک نہ پہنچ سکا اور میری بیٹی کا نکاح نہ ہوسکا، لڑکی پردے میں تھی، اس نے یہ بات سن لی، لڑکی کو بڑا دکھ ہوا، رات کو جب اپنے کمرہ میں سوئی تو چوہے مارنے کی دوا پی لی اور ہمیشہ کے لئے سوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

''ماں باپ''نہیں بلکہ ''قصائی'' ہیں

میرے دوستو! جو ماں باپ اپنی اولاد کے لئے ایسی شرطیں لگاتے ہیں۔ الحمدللہ یہاں یہ لعنت نہیں ہے مگر جو ماں باپ ایسی شرطیں لگاتے ہیں وہ ماں باپ اپنی اولاد کے حق میں ظالم ہیں، قصائی ہیں اور ایسی شرط کی وجہ سے شادی نہیں کرتے، نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر دنیا کے اندر کون ہوگا؟ حضور اقدس ﷺ کے مقام سے بڑھ کر دنیا کے اندر کس کا مقام ہے؟ لیکن آپ کی سب سے لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزھراؓ کا نکاح کیسی سادگی سے ہوا۔ حضور ﷺ چاہتے تو جنت سے آپ کے لئے جوڑے آسکتے تھے، جنت سے حوریں آکر سنوار سکتی تھیں لیکن حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزھراؓ کا نکاح کتنی سادگی سے فرمایا تاکہ امت کے لئے سبق ہو کہ دیکھو میں نبی ہوں اور میری لاڈلی بیٹی، کتنی لاڈلی بیٹی اور کیسی فضیلت مآب خاتون جس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "فاطمه سيدة نساء اهل الجنة" کہ جنت میں تمام عورتوں کی سردار فاطمۃ الزھراؓ ہوں گی اور ایک حدیث میں فرمایا پورے عالم کے عورتوں کی سردار فاطمہؓ ہوں گی بجز مریم (حضرت عیسیٰ کی والدہ) کے۔ حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ غزوات میں تشریف لیجاتے تو سب سے آخر میں فاطمہؓ سے ملاقات فرماتے اور جب سفر سے تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات فرماتے اور ان کی خبر لیتے تھے۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح

کسی باپ کا دل نہیں چاہتا کہ میری بیٹی آج میرے گھر سے رخصت ہورہی ہے میں اسے اچھے سے اچھا سامان نہ دوں، نبی کریم ﷺ چاہتے تو صحابہؓ آپ کے لئے سب کچھ لٹانے کو تیار تھے، لیکن آپ ﷺ نے کتنی سادگی سے نکاح فرمایا۔ جب پیغام نکاح آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ کو بلاؤ، عمرؓ کو بلاؤ۔ یہ دونوں گواہ بن گئے اور حضرت بلالؓ سے فرمایا جو راستہ میں مل جائے اسے دعوت پیش کردو اور حضرت علیؓ سے فرمایا نکاح کرنا ہے، مہر پاس ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک گھوڑا ہے ایک زرہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑا تو رہنے دو جہاد میں کام آیگا زرہ بیچ کر آؤ۔ غزوہ بدر میں جو ملی تھی بیچنے کے لئے گئے۔ راستے میں حضرت عثمانؓ مل گئے پوچھا علی بھائی کہاں جارہے ہو۔ فرمایا میرا نکاح ہورہا ہے فاطمہ سے مہر کے پیسے نہیں ہیں یہ زرہ بیچنے جارہا ہوں، فرمایا کتنے کی بیچنا ہے؟ عرض کیا چارسواسی درہم میں بیچنا ہے۔ فرمایا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں میں آپ کی زرہ خریدلوں گا۔ حضرت عثمانؓ گھر گئے چارسواسی درہم لائے اور حضرت علیؓ کو دیدئے۔ اس کے بعد زرہ لے لی۔ جب حضرت علیؓ جانے لگے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا علی! ہمارا تمہارا سودا تو ختم ہوگیا اب یہ زرہ میں تم کو ہدیہ دیتا ہوں، حضرت علیؓ مہر لیکر تشریف لائے۔ حضور اقدس ﷺ نے کتنی سادگی میں نکاح فرمایا، کیا حضور ﷺ کا دل نہیں چاہتا تھا؟

فاطمہ زہراء کا جس دن عقد تھا
پاس حضرت کے نہیں کچھ نقد تھا

تو ہمیں حضور اقدس ﷺ کی پیروی کرنی چاہیے۔

حضرت فاطمہؓ کا جہیز

کیا جہیز تھا فاطمہؓ؟ ایک تکیہ، ایک بستر جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکی آٹا پیسنے کی، مٹی کے گھڑے، یہ کل جہیز کا سامان تھا۔ میرے دوستو! اگر ہم سادگی کے ساتھ نکاح کریں گے، سیدھا سادا نکاح کریں تو ہمارے معاشرہ میں کتنے لڑکے لڑکیوں کا

نکاح ہو جائیگا اور گناہ کم ہوں گے۔ نکاح کا دروازہ کھلے گا، بے حیائی اور فحش کاری کا دروازہ بند ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہونے والے نکاح میں خیر و برکت نازل فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب شوہر و بیوی

مجھے ایک بات یاد آگئی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، قطب ربانی، محبوب سبحانی، شیخ یزدانی، پیر حقانی، آنکھیں مستانی، خندہ پیشانی، چہرہ نورانی، عامل قرآنی، ولایت کی نشانی، سینہ میں آیات قرآنی اور یہ سب اللہ کی مہربانی سناؤں ان کی زبانی۔ ان کی کتاب میں لکھا ہے اللہ کی نظر میں سب سے محبوب وہ شوہر ہے جو اپنی عورت کے لئے محبوب ہو اور فرمایا سب سے محبوب عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کو محبوب ہو۔ اگر دونوں آپس میں لڑتے ہیں دونوں ایک دوسرے کی نظر میں محبوب نہیں تو کیا وہ اللہ کی نظر میں محبوب ہیں؟ تو محبوب کے بیٹے سے بھی ہماری یہی نصیحت ہے۔ یہ ہمارے پاس پڑھا ہوا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت سے کریں نبی کریم ﷺ نے کتنی بہترین تعلیم دی۔

گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا

فرمایا بیوی اپنے شوہر کی اطاعت گذار بن جائے۔ جو شوہر کہے اس پر قربان ہو جائے جو حکم دے اس کو بجالائے یعنی جائز کے اندر اس کی پوری پوری اطاعت کرے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر میری شریعت کے اندر غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ مردوں کو سجدہ کریں لیکن میری شریعت میں غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنا حرام ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا حکم ہو سکتا ہے اور شوہر سے کہا کہ محبت اور الفت کے ساتھ پیار و محبت کے ساتھ اپنی بیوی کے ساتھ پیش آئے۔ اگر شوہر پیار و محبت سے پیش آئے اور بیوی پوری پوری اطاعت کرے تو اس گھر میں کبھی جھگڑا ہو سکتا ہے؟ وہ گھر تو رحمت بن جائیگا وہ گھر تو جنت کا نمونہ بن جائے گا اس لئے ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانیں۔ ان کو ادا کریں، اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کا اور حضور اقدس ﷺ کی ہدایات کا مطالعہ کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔ اگر دونوں ان تعلیمات اور ایک دوسرے کے حقوق سامنے رکھیں

گے اور ان پر عمل کریں گے تو زوجین میں شوہر بیوی میں محبت پیدا ہوگی اور اس طرح دو جسم ایک قالب ہو جائیں گے، دو جسم ہیں لیکن ایک دل ہو جائیں گے اور جب آپس میں ایسی محبت سے رہیں گے تو اللہ کی نظر میں بھی محبوب بن جائیں گے۔

محبت رنگ دے جاتی ہے گر دل دل سے ملتا ہے
بڑی مشکل تو یہ ہے کہ دل بڑی مشکل سے ملتا ہے

اور نکاح کی غرض بھی یہی ہے کہ نکاح صرف ایک دولہا اور ایک دلہن کا ملاپ، صرف ایک لڑکے اور ایک لڑکی کا ملاپ نہیں ہے بلکہ یہ دو خاندانوں کا ملاپ ہے اور یہ صرف دو دلوں کا ملاپ نہیں، دو خاندانوں کا اتحاد ہے۔ اللہ رب العزت نے نکاح کو اپنی آیات میں سے فرمایا ہے۔ اسی لئے نکاح مسجد میں کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ نکاح مسجد میں کیا کرو نکاح بھی عبادت ہے اور بہت بڑی عبادت ہے۔

نکاح عبادت ہے اس پر اجر ملتا ہے

اس پر اجر ملتا ہے، حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے نفسانی تقاضوں کو (اپنی بیوی سے) پورا کرو، یہ بھی صدقہ ہے، عبادت ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کس طرح عبادت اور صدقہ ہے؟ ایک شخص اپنی خواہش پوری کرے اور اس پر اسے اجر ملے تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر انسان غلط اور حرام جگہ اپنی خواہش پوری کرتا تو اسے گناہ ہوتا۔ لہٰذا جب اس نے حلال جگہ اپنی خواہش پوری کی تو اجر ملے گا "قال رسول اللہ ﷺ فی بضع احدکم صدقة قالوا یا رسول اللہ ایاتی احدنا شھوته ویکون له فیھا اجر قال ارایتم لو وضعھا فی حرام لکان علیه وزر فکذالک اذا وضعھا فی الحلال کان له اجر." یہ مسلم شریف کی روایت ہے مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۸ باب فضل الصدقة میں بھی بیان فرمائی ہے۔

تو ثابت ہوا کہ نکاح بھی عبادت ہے اور اس پر اجر ملتا ہے اور عبادت بھی ایسی جو برسہا برس تک جاری رہتی ہے اور انسان جس حالت میں بھی ہو، سویا ہو یا جاگا ہوا ہو، کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، خاموش ہو یا محو گفتگو ہو، دن ہو یا رات۔ غرض ہر وقت انسان کی یہ عبادت جاری

رہتی ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ جو عبادات ہیں وہ وقتی عبادتیں ہیں۔ جب انسان وہ عبادات ادا کرتا ہے تب تک وہ عبادت جاری رہتی ہے اور جب فارغ ہوجاتا ہے تو وہ عبادت موقف ہوجاتی ہے لیکن یہ نکاح ایسی عبادت ہے کہ ہر وقت موجود رہتی ہے بلکہ یہ نکاح جنت میں بھی رہیگا۔ دنیا کی یہ چیز انشاء اللہ جنت تک پہنچے گی۔

نکاح پر نصف دین کی حفاظت کی سند

نکاح پر حضور اقدس ﷺ نے نصف دین کی حفاظت کی سند عطا فرمائی ہے۔
حدیث میں ہے "قال رسول اللہ ﷺ اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی" حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو اس نے اپنا نصف دین مکمل کرلیا۔ اب نصف دین کی حفاظت کے لئے اللہ سے ڈرتا رہے اور اسکے حفاظت کی فکر کرتا رہے۔

دعا

نکاح کے متعلق الحمد للہ بہت سی باتیں آپ کے سامنے آئیں۔ آئندہ نکاح کی مجلس میں بھی انشاء اللہ کچھ باتیں آتی جائیں گی کچھ جمع بھی رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ ہونے والے نکاح میں خیر و برکت نازل فرمائے۔ دونوں میاں بیوی اور زوجین میں اللہ پاک خوب مودت، محبت، الفت، انسیت عطا فرمائے۔ دونوں خاندانوں میں اتفاق، اتحاد، مودت و محبت نصیب فرمائے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جوڑا تا قیامت سلامت رکھے اور دونوں خاندانوں کی محبوب نظر بنیں اور اس سے زیادہ اللہ کی نظر میں محبوب بنیں۔

آمین بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

قرض کے احکام

ہمارا حال یہ ہے کہ جب قرض لینا ہو تو بڑے میٹھے ہوتے ہیں اور جب دینے کا وقت آتا ہے تو چھپتے پھرتے ہیں۔ ہمارے اس رویہ سے اس آدمی کے دل میں خیال آنے لگتا ہے کہ پتہ نہیں میرا قرض ادا کریگا یا نہیں کریگا۔ اس وجہ سے آج مسلمانوں میں قرض دینے کا رواج ختم ہوگیا ہے، لوگ ڈرتے ہیں۔

قرض کے احکام

خطبہ مسنونہ کے بعد!

قال النبی ﷺ فی دعائه اللهم انا نعوذبک من عذاب جهنم ونعوذبک من عذاب القبر و نعوذبک من فتنة المسیح الدجال ونعوذبک من الماثم والمغرم ولاحول ولاقوة الا باللّٰه العلی العظیم.

حضور ﷺ کی ایک سنت کی ادائیگی

ایک مرتبہ آمین کہہ دیجئے میں دعا پڑھ رہا تھا آپ کو شاید محسوس نہ ہوا ہوگا کہ یہ دعا ہے۔ حضور پاک ﷺ صحابہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے صحابہؓ سے یہ فرمایا کہ میرے ساتھ تم بھی دعا پڑھو۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا پڑھ کر سنائی اور صحابہؓ نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ یہ دعا پڑھی، اس سنت کو ادا کرنے کے لئے ایک مرتبہ یہ دعا پڑھتا ہوں آپ بھی میرے ساتھ ساتھ پڑھیں۔ اللهم انا نعوذبک من عذاب جهنم ونعوذبک من عذاب القبر و نعوذبک من فتنة المسیح الدجال ونعوذبک من الماثم والمغرم ولاحول ولاقوة الا باللّٰه العلی العظیم.

ایک وعدہ

بزرگان محترم! آپ حضرات کو شاید یاد ہو یا نہ ہو کہ رمضان المبارک میں ایک دن وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ کسی دن قرض کے متعلق بیان کروں گا جس میں قرض کی حقیقت، قرض کی اہمیت اور اسکے احکام اسلام میں کیا ہیں، اس کی تفصیلات انشاء اللہ ذکر کروں گا۔ تو آج کی رات خیال آیا کہ اس وعدہ کو پورا کروں۔ اس لئے کہ "الکریم اذا وعدو فی" کریم وہ ہے جو وعدہ کو پورا کرتا ہے تو میں نے بھی سوچا کہ اس وعدہ کو پورا کردوں، زندگی کا بھروسہ نہیں۔ اس لئے میں نے یہ دعا جو حضور پاک ﷺ کی مبارک اور نورانی دعاؤں

میں سے ہے، اس دعا کا انتخاب کیا۔ اس دعا میں حضور پاک ﷺ نے جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے اس سب کی تفصیلات مختلف وقتوں میں کر چکا ہوں اور ان تفصیلات میں جانے کا اس وقت وقت نہیں ہے۔ مجھے ایک چیز جو قرض کے متعلق ہے آج کی مجلس میں وہی بیان کرنا ہے۔ اس دعا میں حضور ﷺ نے چند چیزوں سے پناہ مانگی ہے کہ یا اللہ! ان چیزوں سے ہماری حفاظت فرما۔ جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے وہ یہ ہیں۔ عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے اور دجال کے فتنہ سے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ ایک بڑا دجال قیامت سے پہلے نکلے گا، اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجال نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام دجالوں کے فتنہ سے بچائیں۔ "ونعوذبک من الماثم" اور اے اللہ ہم گناہ سے بھی پناہ چاہتے ہیں۔ آج جس کو بیان کرنا ہے وہ ہے "والمغرم" اور اے اللہ ہم قرض سے پناہ مانگتے ہیں۔

قرض سے رحمۃ للعالمین ﷺ نے پناہ مانگی ہے

اس دعا کا ترجمہ سننے کے بعد آپ کو اس کا اندازہ ہو گیا ہوگا کہ قرض ایسی چیز ہے جس سے رحمۃ للعالمین نبی کریم ﷺ پناہ چاہتے ہیں کہ اے اللہ! قرض سے حفاظت فرما۔ یہ ایک دعا ہوگئی اور آپ حضرات کو یہ دعا بھی یاد ہوگی "وقنا عذاب النار وقنا عذاب القبر وقنا عذاب الفقر وقنا عذاب الحشر وقنا عذاب الدین." کہ اے اللہ! جہنم کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما، قبر کے عذاب سے ہمیں پناہ عطا فرما اور فقر سے ہماری حفاظت فرما اور حشر کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما اور دین یعنی قرض کے عذاب سے بھی ہماری حفاظت فرما اس سے بھی اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں، قرض سے اے اللہ ہمیں بچانا۔

قرض سے بچو اور قناعت اختیار کرو

قرض کے دو پہلو ہیں انسان کو اپنی زندگی کی ضروریات کے لئے کبھی قرض لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ کوئی ایسا نہیں ہے جسے ضرورت نہ پڑی ہو، الا ماشاء اللہ بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جن کو قرض کی ضرورت نہیں پڑتی۔ قرض انسان کی ایک ضرورت کی چیز ہے

لیکن اسلام نے یہ سبق دیا کہ حتی الامکان جب تک تم اس سے بچ سکتے ہو اس سے بچنے کی کوشش کرو اس لئے آپ نے بار بار احادیث مبارکہ میں سنا ہے اور اسی طرح بزرگان دین کی تعلیم میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قناعت کے ساتھ زندگی گزارو، قناعت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے اس پر شکر کرو اور اسی پر گذر بسر کرلو۔ زیادہ کی لالچ نہ کرو۔ جو کچھ اللہ نے دیدیا ہے اللہ کا شکر ہے۔ آپ کی اتنی آمدنی ہے کہ آپ اس میں سے بیس پاؤنڈ والا سوٹ پہن سکتے ہیں تو بیس پاؤنڈ والا سوٹ پہن لو، یہ نہ سوچو کہ فلاں آدمی سو پاؤنڈ والا سوٹ پہنتا ہے تو میں بھی سو پاؤنڈ والا سوٹ پہنوں گا۔ تو اگر آپ اپنی آمدنی کے اعتبار سے بیس پاؤنڈ والا سوٹ پہن سکتے ہو اور آپ نے اللہ کا شکر کر کے وہی پہن لیا اور سو پاؤنڈ والے سوٹ کی لالچ نہ کی تو اس کا نام ہے قناعت اور اس آدمی کو کہتے ہیں قانع۔ قانع یعنی قناعت کرنے والا۔

قناعت سے مالداری

فرمایا قناعت سے زندگی بسر کرنے والا جس جگہ بھی ہے مالدار ہے اور جو قناعت سے زندگی نہیں گذارتا وہ کتنا بھی مالدار ہو تب بھی وہ فقیر ہے۔

جب مالدار تھا تو دل کڑھتا رہتا تھا

ایک بزرگ عبداللہ بن مبارکؒ بڑے پایہ کے محدث اور بڑے مالدار تھے۔ "فرماتے ہیں کہ جب مال و دولت تھی تو میرا اٹھنا بیٹھنا مالداروں کے ساتھ ہوتا تھا تو ہر وقت میرا دل کڑھتا رہتا تھا اس لئے کہ ایک دوست کو میں نے دیکھا کہ قیمتی سوٹ پہن کر آیا ہے پانچ سو درہم کا اور میں نے سوٹ پہنا ہے چار سو کا۔ اب میں اس سے بڑھ کر چھ سو درہم کا سوٹ سلواؤں گا۔ پیسے تو تھے ہی، چھ سو کا سلوالیا۔ اب چھ سو درہم کا سوٹ پہن کر چلے اور کوئی دوست ملا اس نے ہزار درہم کا سوٹ پہنا تھا تو پھر دل میں کڑھن پیدا ہوئی کہ میرا تو چھ سو کا ہے اس نے ہزار کا پہنا ہے، لہٰذا بارہ سو کا سلوایا۔ پھر کسی کو اس سے قیمتی سوٹ پہنا ہوا دیکھا تو دل میں کڑھن پیدا ہوئی۔ تو اسی طرح دل کڑھتا رہتا تھا۔ صبر نہیں آتا تھا مگر جب

اللہ پاک نے پلٹا یا اور اس کے بعد غرباء مساکین اور فقراء کے ساتھ بیٹھنے لگا فرماتے ہیں دل میں سکون ہو گیا اس لئے کہ میرے بدن پر سو درہم کا سوٹ تھا فقراء کے بدن پر پانچ درہم کا بھی نہیں ہوتا تھا تو دل سے شکر ادا کرتا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے سو درہم والا عطا فرمایا اس بیچارے کے پاس تو پانچ درہم کا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عجیب تعلیم

ایک حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عن ابی هريره قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا نظر احدكم الى من فضل عليه فى المال والخلق فلينظر الى من هو اسفل منه (متفق عليه) وفى رواية المسلم قال انظروا الى من هو اسفل منكم ولاتنظروا الى من هو فوقكم فهو اجدران لاتزدرو الله عليكم.

اس حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو اس سے زیادہ مالدار ہو اور اسے زیادہ اچھی شکل وصورت کا ہو (تو اس کو دیکھ کر اپنی حالت پر رنج وحسرت ہو جاتی ہے اور خداوند تعالیٰ کے شکر ادا کرنے میں کوتاہی و سستی ہو جاتی ہے اور اس طرح دیکھنے وغور کرنے سے حسد و لالچ وجلاپے کے جذبات بھڑک جاتے ہیں) اس کو چاہئے کہ اس آدمی پر نظر کرے اور دیکھے جو اس سے کم درجہ کا ہے تا کہ اس کو دیکھ کر اپنی حالت پر خدا کا شکر ادا کرے اور قناعت نصیب ہو اور مالک نے جو کچھ عطا کیا ہے اس سے خوش ہو جائے۔ مسلم شریف کی روایت کا مفہوم یہ ہیکہ تم اس شخص کو دیکھو جو مرتبہ میں تم سے کم تر ہے، اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو مرتبہ میں تم سے بڑا ہے۔ ایسا کرنا تمہارے لئے نہایت مناسب ہے تا کہ تم اس نعمت کو جو خداوند تعالیٰ نے تمہیں دی ہے حقیر نہ جانو۔

حسد وحسرت کا علاج

اس حدیث پاک میں سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی زبردست حکمت سے بھری ہوئی بات فرمائی اور مسلم معاشرہ کے افراد کو دنیاوی مال ومتاع و

جاہ وحشمت باہمی، بغض وعداوت، رشک وحسرت اور بددلی ومایوسی سے بچانے کے لئے ایک نفسانی طریقہ وعلاج تجویز فرمایا اور یہ حقیقت ہے بلکہ انسان کی فطرت وجبلت ہے کہ وہ جب کسی شخص کو اپنے سے زیادہ مالدار اور اپنے سے زیادہ اچھی حیثیت والا دیکھتا ہے تو اس کے اندر طرح طرح کے جذبات جنم لیتے ہیں جو اس کو بددل، مایوس، رنج خوردہ، حسرت زدہ اور اپنے محسن ومربی پروردگار عالم سے شاکی بنا دیتے ہیں۔

حسد وجلن ناجائز طریقہ سے مسابقت کا قلع قمع

اور اس طرز سے غور وفکر کرنے کے نتیجہ میں اپنے اندر حسد وجلن اور ناروا مسابقت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جائز ناجائز، ہر طرح سے اپنے آپ کو اوپر لے جانے اور دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح معاشرہ میں عجیب قسم کی مال ودولت کی جنگ اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے والی سماجی ومعاشی دوڑ شروع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ایک دوسرے کو گرا کے اپنا مقصد پورا کرنے کی ایسی ہوس پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان انسانیت سے نکل کر حیوانیت کی صف میں آجاتا ہے اور عموماً مسلمان اس حقیقت سے بے خبر ہو جاتا ہے کہ آیا اس شخص کو حاصل شدہ تمام دنیوی مال ودولت وجاہ وحشم دراصل آخرت کے اعتبار سے اس کے حق میں عذاب و وبال بنتی ہے یا ثواب؟ اور ان چیزوں کی وجہ سے آخرت میں مواخذہ وعذاب کا مستحق بنتا ہے یا ثواب کا؟

ایک سوال

ایک سوال یہاں کوئی کرسکتا ہے کہ کوئی شخص ہر حیثیت اور ہر اعتبار سے اپنے معاشرہ کے تمام ہی لوگوں پر فوقیت وفضیلت رکھتا ہو، اپنے علاقہ میں سب سے زیادہ مالدار اور چودھری وڈیرہ ہو تو کیا ایسا شخص بھی اپنے سے کم تر درجہ کے حامل شخص کو دیکھے ہرگز نہیں بلکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں کیونکہ "وفوق کل ذی علم علیم" ہر سیر کا سوا سیر ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے سے کمتر کو دیکھے گا تو کچھ بعید نہیں اس کے اندر عجب غرور اور فخر کا مادہ پیدا ہو جائے لہٰذا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ وہ ذات جس نے اسے یہ انعام ودولتوں سے

نوازا ہے اس کا شکر ادا کرے اور اپنی برتری وفضیلت کو اپنے بلند کردار واعلیٰ اخلاق کے ذریعہ سے تواضع وانکساری وخدمت خلق کا ذریعہ بنالے۔

آمدم برسر مطلب

محترم بھائیو! میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اللہ اکبر! کیا تعلیم دی ہے نبی کریم ﷺ نے کہ جس سے آدمی کی حرص ختم ہو جائے، کتنی بہترین تعلیم ہے۔ اس تعلیم سے دو فائدے ہیں۔ (۱) حرص ختم ہو جائے (۲) اور شکر والی زندگی میسر ہو جائے لیکن ہم لوگ اس کو بالکل الٹا کر دیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے تو فرمایا کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیا کے معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اور ہم لوگ الٹا کر کے دین کے معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھتے ہیں اور دنیا کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھتے ہیں تو اس کی وجہ سے ہمارا پیٹ بھرتا ہی نہیں۔

قناعت کی وضاحت

میرے پاس ایک گاڑی ہے دو ہزار کی، چل رہی ہے چلتی کا نام گاڑی ہے الحمد للہ اللہ کا شکر ہے۔ اگر میں یہ دیکھوں کہ میرے فلاں دوست کے پاس پانچ ہزار پاؤنڈ کی گاڑی ہے تو دل جلے گا لیکن اگر یہ دیکھوں کہ میرے پاس دو ہزار پاؤنڈ کی گاڑی ہے اور دوسرا تو پانچ سو پاؤنڈ کی گاڑی چلا رہا ہے تو دل اللہ کا شکر ادا کریگا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے دو ہزار کی گاڑی دی اس کے پاس تو پانچ سو کی ہے۔ جس کو دونوں وقت عزت کی روزی مل جاتی ہے اگر وہ کسی اور کو دیکھے کہ فلاں تو دونوں وقت بہترین مرغ مسلم کھاتا ہے اور میرا روکھا سوکھا ہوتا ہے، اگر یہ دیکھے گا تو آدمی کا دل اندر سے جلے گا اور اگر یہی شخص ایسے شخص کو دیکھے جس کو ایک وقت کھانا ملتا ہے یا ایک وقت بھی ٹھکانے سے نہیں ملتا تو بتلایئے یہ شخص شکر ادا کریگا یا نہیں؟ یقیناً شکر ادا کریگا۔ جس کے پاس سیدھا سادھا مکان ہے وہ اللہ کا شکر

ادا کرے کہ اے اللہ آپ نے مکان دیا ہے، ایسے بہت سارے لوگ ہے جن کے پاس رہنے کو جھونپڑیاں ہیں، جھونپڑے والے سوچیں کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ آپ نے سر چھپانے کے لئے جھونپڑا دیدیا۔ کئی ایسے ہیں جن کے پاس یہ جھونپڑا بھی نہیں۔ میدان میں پڑے ہیں۔

تو دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھے گا تو اللہ کا شکر ادا کریگا اور دین کے معاملے میں فرمایا کہ اپنے سے اوپر والوں کو دیکھو مگر اس میں بھی ہم الٹا کرتے ہیں جو پنج وقتہ نمازی ہیں وہ کہتا ہے الحمد للہ میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں فلاں تو صرف جمعہ پڑھتا ہے۔ جمعہ والا کہتا ہے میں تو جمعہ پڑھتا ہوں فلاں تو عید میں آتا ہے۔ عید والا سوچتا ہے کہ میں تو عید کی نماز پڑھتا ہوں فلاں تو عید بھی نہیں پڑھتا۔ چند قسم کے نمازی ہیں ایک نمازی وہ ہے جو حقیقی نماز پڑھتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں۔ ایک جمعہ جمعہ والے ہیں، آٹلی کھاٹلی تین سو ساٹھ کی آٹھلی یعنی آٹھ دن کی، جمعہ جمعہ والے ہیں اور کھاٹلی کہتے ہیں کہ کسی کا جنازہ ہوگیا تو آگئے اور تین سو ساٹھ یعنی عید بقرعید کی پڑھ لی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں سے نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پنج وقتہ نماز اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو پنج وقتہ نمازی ہے اگر وہ سوچے گا کہ میں تو پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں کتنے اللہ کے بندے تہجد پڑھتے ہیں، میں تو صرف پانچ وقت پڑھتا ہوں تو وہ انشاء اللہ ترقی کریگا اور تہجد گذار بنے گا۔ جو پاؤ سپارہ پڑھتا ہے وہ یہ سوچے کہ میں تو صرف پاؤ سپارہ پڑھتا ہوں کتنے لوگ ایک سپارہ پڑھتے ہیں تو اس کے دل میں زیادہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔ ایسی چیزوں کے بارے میں اسلام نے کہا ہے کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، آگے بڑھنے کا شوق ہو تو ایک دوسرے کا تقابل کرو۔ تو دین کے بارے میں اپنے سے زیادہ اوپر والے کو دیکھوگے تو اور زیادہ عمل میں بڑھوگے۔

قرض وعدہ پر ادا کرو

تو بات اس پر چلی تھی کہ قناعت کے ساتھ زندگی گذارنے والا ہر جگہ مالدار ہے اور جس کی زندگی میں قناعت نہیں ہے وہ چاہے جتنا مالدار ہو تب بھی فقیر ہے۔ تو اسلام نے کہا کہ قرض سے جتنا ہو سکے بچنے کی کوشش کرے۔ جب بچنے کی کوئی صورت نہ ہو، بالکل مجبوری ہو، تو اس وقت قرض لے لیکن جو وعدہ کرے اس وعدے کے موافق ادا کردے اور وعدے پر ادا کرنے کی فکر ہو کہ مجھے اپنا قرضہ ادا کرنا ہے، اللہ سے مانگے بھی دعا بھی کرے اور فکر مند بھی ہو۔ اب اگر کسی وقت وعدہ کے موافق آپ کے پاس قرض ادا کرنے کا اہتمام نہ ہو تو چھپتے نہ پھریں بلکہ جس سے قرضہ لیا ہے اس کے پاس جائے، اس کو سمجھائے کہ وعدہ کا وقت پورا ہو رہا ہے مگر میرے پاس کوشش کے باوجود انتظام نہ ہو سکا، مجھے کچھ اور مہلت دیدو۔

ہمارا رویہ

ہمارا حال یہ ہے کہ جب قرض لینا ہو تو بڑے میٹھے ہوتے ہیں اور جب دینے کا وقت آتا ہے تو چھپتے پھرتے ہیں۔ ہمارے اس رویہ سے اس آدمی کے دل میں خیال آنے لگتا ہے کہ پتہ نہیں میرا قرضہ ادا کرے گا یا نہیں کریگا۔ اس وجہ سے آج مسلمانوں میں قرض دینے کا رواج ختم ہوگیا ہے لوگ ڈرتے ہیں۔ اس وجہ سے فرمایا جلدی کرنا چھ کاموں میں سنت رسول ﷺ ہے، ان کے علاوہ سب کاموں میں جلدی شیطان سے ہے (۱) مہمان کی خاطر مدارات کرنا۔ (۲) مردے کی تجہیز وتکفین۔ (۳) لڑکی بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کرنے میں۔ (۴) قرض ادا کرنے میں۔ (۵) گناہ سے توبہ کرنے میں۔ (۶) نماز کا وقت ہوجائے تو ادا کرنے میں۔

قرض دینے کا ثواب

حالانکہ قرض دینے کا بہت ثواب ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے حدیث سنائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب معراج میں تشریف لے گئے تو عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دے تو

ایک کا دس اور قرض دے تو ایک کا اٹھارہ گنا ثواب۔ اور قرض میں پیسے پھر بھی باقی رہیں گے۔ جب قرضدار نے قرض ادا کردیا تو آپ کے پیسے بھی واپس آگئے اور اٹھارہ گنا ثواب مل گیا۔

مہلت دینے کا ثواب

اور اگر اس بھائی نے آپسے مہلت مانگی کہ ایک ہفتہ کا چانس دیدو ایک ہفتہ بعد دیدوں گا۔ آپ نے مہلت دیدی کہ ٹھیک ہے، ایک ہفتہ کے بعد دیدینا۔ جتنا قرض دیا ہے اتنا صدقہ کا ثواب اور آپ کے پیسے تو باقی ہیں۔ ہفتہ پورا ہوگیا اس نے آکر پھر کہا انتظام نہیں ہوسکا ایک ہفتہ کی اور مہلت دیدو، آپ نے کہا اچھا، ایک ہفتہ کی اور مہلت۔ آپ نے پانچ سو پاؤنڈ قرض دئے تھے۔ ایک ہفتہ اور مہلت دی تو پانچ سو پاؤنڈ کا صدقہ کا ثواب آپ کو مل گیا اور آپ کے پانچ سو پاؤنڈ بھی باقی ہیں، کتنا بڑا ثواب ہے۔ صحیح مسلم شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جسے یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غم وگھٹن سے بچائے تو اسے چاہئے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اتار دے۔ ایک دوسرے کا تعاون کرنا، ایک دوسرے کے کام آنا بہت بڑا ثواب کا کام ہے لیکن ہمارے معاملات جو ہیں عوام کو تو چھوڑ دیں خواص بلکہ ہمارے جیسے مولوی وہ بھی اس میں بہت پیچھے ہیں۔ بڑے دیندار آدمی سمجھے جاتے ہیں لیکن وعدے پر قرض ادا نہیں کرتے تو لوگوں کا اعتماد ختم ہوجاتا ہے۔ پھر لوگ قرض نہیں دیتے، پیسے ہوتے ہیں پھر بھی معذرت کردیتے ہیں کہ میرے پاس گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے اس رویہ کی وجہ سے سوچتے ہیں کہ ابھی قرض دیدیں گے بعد میں کون لڑتا پھرے گا۔ تو اس بدعملی کی وجہ سے امت اس کار خیر سے محروم ہوگئی۔ چند آدمیوں کے اس رویہ کی وجہ سے اس ثواب کے کام میں رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

قرض لینے کی عادت بنانا

تو اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ قرض سے حتی الامکان بچے، بہت مجبوری ہو تو لے مگر وعدہ پر ادا کرنے کی نیت بھی ہو اور وعدہ پر ادا بھی کرے۔ تو مجبوری میں قرض لینے کی گنجائش ہے

مگر ایک ہے قرض لینا اور ایک قرض لینے کی عادت بنالینا، یہ بہت بری عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے۔ لقمانؑ کی نصائح میں بڑی اہم نصیحت ہے کہ چار چیزوں کو تھوڑا اور حقیر نہ سمجھو (۱) قرض (۲) مرض (۳) دشمنی (۴) آتش (آگ)

آرام وراحت کے لئے قرض لینے کی مذمت

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے جس میں پیوند پر پیوند لگے ہوں تو ایسی زندگی لاکھ درجہ اس زندگی سے بہتر اور اچھی ہے جس میں وہ آرام کے لئے کسی سے قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ محترم مخلص بھائیو! میرے دوستو! اس حدیث پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ زندگی عیش اور ظاہری شو اور اپنی بڑائی کی خاطر ہم قرض ہی نہیں بلکہ بینک سے سود پر قرض ''لون'' لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین مکان، کپڑے، کار وغیرہ سب دیا ہے مگر اپنی چودھراہٹ دکھلانے کی خاطر قرض پر قرض لیتے رہتے ہیں اور اس کو ادا کرنے کی فکر نہیں کرتے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے طواف کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کو دیکھا ان کے کرتے پر ۲۱ پیوند تھے جس میں چند پیوند چمڑے کے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ ہمارا غلط خیال اور عقل خام ہے کہ اچھے کپڑوں سے عزت بڑھتی ہے حالانکہ اس کو خریدنے کی ہمارے میں طاقت نہیں ہے۔ جو لوگ قرض لیتے ہیں یا قرض لینے کے عادی ہوتے ہیں اصل میں وہ لوگ متوازن لوگ نہیں ہوتے، بہت مجبوری کی بات الگ ہے لیکن فقط نام ونمود ونمائش کے لئے قرض لینے والے تو ایک طرح سے مجرم ہوتے ہیں اس لئے قرض ایک لعنت ہے جو اس میں گرفتار ہوتا ہے بہت مشکل ہی سے اس کی مصیبتوں سے بچ سکتا ہے۔ جو لوگ سامان آسائش خریدنے یا اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے قرض لیتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ورزی کرتے ہیں۔

ABDUSSAMAD RASHIDI

بدترین مثال

اس عادت بد کی بدترین مثالیں ابھی ماضی قریب ہی کی تاریخ میں دیکھئے۔ سرزمین ہند میں مغلیہ سلطنت ٹوٹی اوران کی حکومت کوزوال آیا تو جنہوں نے نسلا بعد نسل دولت کے انبار لگار کھے تھے انہیں کے گھرانوں پر ایسا وقت بھی آیا کہ اپنی عیش و مستی پوری کرنے کے لئے وہ اپنی جائیدادگروی (رہن) رکھ کر رنگ رلیاں مناتے رہے اور محض دنیا کو دکھانے کے لئے شاہ خرچی کرتے رہے اوراس پرغوروفکراور ٹھنڈے دل سے کبھی نہیں سوچا کہ احکام الٰہی کی سرتابی سے بچئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جن کے گھروں پر ہاتھی جھومتے تھے ان کی میت کوکفن دینے کے لئے چندہ کیا گیا۔ اسی دنیا میں انہوں نے قرض کے چنگل میں پھنس جانے کا انجام بد دیکھ لیا۔ اس وجہ سے فرمایا کہ مانگنے سے بچو مانگنے والا ہاتھ بھیک کے لئے اٹھے یا قرض کے لئے ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

قرض رات کوافسوس اوررنج ہے اوردن میں ذلت وخواری ہے

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کونصیحت فرمائی کہ قرض لینے سے بچو کیونکہ قرض رات کوافسوس اور رنج میں مبتلا کرتا ہے اور دن کو ذلت وخواری میں ڈالتا ہے (بشرطیکہ احساس ہو) جومحنت سے جی چراتا ہے وہ قرض کے دام میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ جوقرض لینے کونکلتا ہے وہ اپنی خودداری جیسی عظیم دولت کا جنازہ اپنے کندھے پر رکھ لیتا ہے۔ مفلسی سے نجات یا فراغت کی صورت قرض نہیں بلکہ محنت ہے۔ اکل حلال کے لئے محنت ہونا چاہئے جس میں برکت ہی برکت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

قرض کی وجہ سے جھگڑے

قرض کی وجہ سے ہم نے یہاں تو ایسے واقعات نہیں دیکھے مگر ہندوستان میں دیکھا کہ کئی مکانوں میں اس کی وجہ سے جھگڑے ہیں، وہاں ہم نے دیکھا ہوسکتا ہے پاکستان

میں بھی ایسا ہی ہو پانچ سات دوستوں کی پارٹی بنی، ایک کمپنی بنی شام کو آگئے شام کو کھانا وانا کھا کر ٹہلنے کے لئے نکل گئے۔ مشورہ ہوا کہ چلو آج فلاں ہوٹل میں جائیں، ہوٹل میں گئے اب اس میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس کو ''نام'' چاہئے

دوست کئی قسم کے ہوتے ہیں

دوست بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ ایک دوست ہوتا ہے نانی، ایک قولی اور ایک حقیقی۔ قولی دوست وہ ہے کہ آپ اس کی تعریف کردیں خوش ہوجائے۔ ایک شاعر نے ایک بادشاہ کی بہت تعریف لکھ کر ایک قصیدہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ بادشاہ نے کہا آئندہ کل تم آنا ہم تم کو بہت بڑا انعام دیں گے۔ شاعر صاحب خوش ہوگئے۔ دوسرے دن شاعر صاحب پہنچ گئے، جا کر کہا السلام علیکم مگر بادشاہ صاحب دیکھتے ہی نہیں، کوئی توجہ ہی نہیں، گھنٹہ ہوگیا دو ہوگئے، تین گھنٹے ہوگئے مگر بادشاہ صاحب متوجہ ہی نہیں ہوتے۔ آخر شاعر صاحب جب انتظار کی گھڑیاں گذار گذار کر تھک گئے تو کہا جہاں پناہ! آپ نے گزشتہ کل وعدہ فرمایا تھا مجھے بلایا تھا، آج آپ توجہ نہیں فرمارہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کیا وعدہ کیا تھا۔ شاعر صاحب نے کہا آپ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا تھا، آپ نے کہا تھا کل آنا بہت بڑا انعام دوں گا۔ بادشاہ نے کہا ''بات سے تم نے ہمیں خوش کیا کیا ہم نے بھی بات سے تمہیں خوش کردیا۔'' تو ایک دوست ہوتے ہیں قولی، بات والے۔ آپ ان کی تعریف کردیں تو بہت خوش ہوجاتے ہیں اور ایک دوست ہوتا ہے ''نانی'' نان والے، نان روٹی کو کہتے ہیں یعنی ان کو کھلاؤ پلاؤ تو خوش۔ آپ کی جیب بھری ہوئی ہو، کھلا پلا رہے ہوں تو آپ کے دوست، جیب خالی ہوگئی تو کہاں کی دوستی، اس کے بعد دوستی بھی ختم اور ایک حقیقی دوست ہوتا ہے، مصیبت ہو یا راحت ہو ہر وقت آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں حقیقی دوست بنائیں۔ نانی اور قولی دوست نہ بنائے۔ تو خیر میں عرض کررہا تھا کہ پانچ سات دوستوں کی کمپنی ہوٹل میں گئی، کھایا پیا، پچاس سو روپے کا بل آیا۔ اس دوست کو نام کمانا ہے فوراً اس نے بل دیدیا۔ چائے پینے گئے، بیس روپے کا بل آیا۔ جتنی تنخواہ ملتی ہے وہ تو دوستوں میں اڑ گئی گھر میں فاقے چل رہے ہیں، گھر کی عورتیں ادھر ادھر

سے قرض لیکر گھر چلا رہی ہیں، قرض ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں جو ملتا ہے وہ چٹخاروں میں اڑا دیا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کہ وجہ سے کتنے گھر ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اپنی آمدنی کے موافق خرچ کرتے اور اس کے موقع پر خرچ کرتے تو گھر میں یہ جھگڑے ہوتے؟ گھر ٹوٹتے؟ جتنی آمدنی ہو اس کے اعتبار سے خرچ کرنا چاہئے۔ آپ کی تنخواہ پانچ سو پاؤنڈ ہے تو اس طرح خرچ کرو کہ پانچ سو پاؤنڈ کے اندر پورا ہو جائے۔ آپ اپنا خرچ اتنا کیوں بڑھاتے ہو کہ چھ سو ہو جائے، سو پاؤنڈ آپ کہاں سے لائیں گے؟ ایک مہینے آپ نے سو پاؤنڈ قرض لے لیا آپ کی آئندہ ماہ تنخواہ تو بڑھنے والی نہیں ہے، آئندہ پھر آپ کو چھ سو کی ضرورت پڑیگی۔ ایک سو تو پہلے ہی قرض لے چکے ہیں اب سو اور قرض لیا تو دو سو قرض ہو گئے۔ اس کے ادا کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ پریشانی اور قرض بڑھنے کے سوا کوئی اور صورت ہوگی؟ بتائیے تو سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنے خرچ کا نظام اس طرح بنائیں کہ پانچ سو پاؤنڈ میں سے کچھ بچانا ہے گھٹے نہیں تو گذر بسر بھی ہو جائیگی اور قرض کا بوجھ نہ پڑیگا اور پریشانیاں اور فکریں بھی نہ ہوں گی۔ تو اپنی انکم سے زیادہ خرچ کرنے اور فضول خرچی اور غیر ضروری خرچوں کی وجہ سے آدمی قرض کھانے کا عادی بن جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرض ان پر پچاس ہزار، بیس ہزار (انڈیا کی بات کر رہا ہوں) چڑھا ہوا ہے اور تنخواہ بارہ سو، پندرہ سو ہے۔ ہم نے اپنے محلہ میں دو بھائیوں کو دیکھا ہے کہ غلط عادات اور جوا کی وجہ سے پاگل ہو گئے۔ اللہ بچائے ایسی بری عادتوں سے۔ آمین

بلاضرورت قرض لینے کا انجام

تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ غیر ضروری خرچ، شاہی خرچ، نوابی خرچ والے بلاضرورت قرض لینے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ایک کی ٹوپی دوسرے کے سر کو پہنائی، دوسرے کی ٹوپی تیسرے کے سر کو پہنائی اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرض ختم ہی نہیں ہوتا اور پھر ایسی فکریں اور ذلت ہوتی ہے کہ الامان والحفیظ اور اسی بناء پر تو حضور ﷺ نے اپنی اس دعا میں جہاں عذاب جہنم سے پناہ مانگی۔ عذاب قبر سے پناہ مانگی، مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگی، گناہ سے پناہ مانگی ان چیزوں کے ساتھ قرض سے بھی پناہ مانگی۔ قرض بری چیز ہوگی جب ہی تو

حضور ﷺ نے اس سے پناہ مانگی۔ لہٰذا بلاضرورت انسان کبھی قرض نہ لے اور جب ضرورت کے وقت قرض لے تو پہلے سے سوچ سمجھ کر وعدہ کر کے لے۔

ایسا وعدہ کرو جسے پورا کرسکو

آپ کا اندازہ ہے کہ دو مہینے میں ادا کروں گا تو آپ شروع ہی سے دو کے بجائے ڈھائی تین مہینے کا وعدہ کریں۔ آپ نے دو مہینے میں ادا کر دیئے تو دوست بھی خوش ہو جائیگا کہ تین مہینے کا وعدہ کیا تھا دو مہینے میں ہی ادا کر دیئے۔ دوسری مرتبہ آپ جائیں گے تو دل کھول کر وہ بھی دیدیگا کہ وعدہ کا پکا ہے۔ اگر اس طرح عام ماحول بن جائے اور لوگ اس طرح وعدہ پورا کر دیا کریں تو انشاء اللہ پھر ہمارے معاشرے میں قرض لینے دینے کا بہترین طریقہ شروع ہو جائیگا اور کتنے ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی اور آسانی سے کام بن جائیگا اور کتنے لوگ تو سودی قرض سے بچ جائیں گے۔

نیت اچھی ہوتی ہے تو اللہ کی مدد ہوتی ہے اس پر ایک عجیب واقعہ

اور جس کی نیت قرض لیکر دینے کی ہوتی ہے وعدہ پر۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد بھی ہوتی ہے اور جس کی دینے کی نیت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی نہیں ہوتی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں تین جگہ ذکر فرمایا ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک دوست اپنے دوست کے پاس گیا اور اس سے اپنی ضرورت پیش کی کہ مجھے بہت سخت ضرورت ہے، مجھے ایک ہزار درہم قرض چاہئے، فلاں تاریخ کو دیدوں گا۔ تو اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن تم فلاں تاریخ کو مجھ کو واپس کر دینا اسلئے کہ مجھے بھی فلاں تاریخ کو ضرورت ہے۔ دوست نے کہا کہ آپ بے فکر رہیں میں وعدہ پر ادا کروں گا انشاء اللہ۔ پھر اس نے کہا میں ہزار درہم دیتا ہوں لیکن اس پر کوئی گواہ لا۔ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی گواہ نہیں میرا گواہ اللہ ہے، اللہ کو حاضر ناظر رکھ کر میں وعدہ کرتا ہوں۔

قرض لکھ لو

ویسے شرعی حکم یہ ہے کہ قرض کا لین دین ہو تو لکھ بھی لو "یاایها الذین آمنو اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمی فاکتبوہ" قرآن مجید میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ انسان کی زندگی کا کیا بھروسہ ہے، آپ نے مجھے قرض دیا اور آپ نے لکھا لیا کل میں مرگیا تو آپ میرے گھر والوں سے اپنا قرض وصول کرسکیں گے آپ کے پاس ثبوت موجود ہوگا اور اگر لکھا ہوا نہیں ہے اور پھر آپ کہیں کہ میرا قرضہ تھا تو گھر والے کہیں گے آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟ آپ کے پیسے ضائع ہوسکتے ہیں اس لئے لکھ لو، قرآن کہتا ہے لکھ لو، ایک پاؤنڈ کا لین دین ہو تو بھی لکھ لو۔

تو اس آدمی نے کہا کوئی گواہ ہے؟ تو اس نے کہا گواہ اللہ ہے، میں وقت پر دیدوں گا۔ چنانچہ اس نے ایک ہزار درہم قرض دیدیئے۔ اب جس تاریخ پر دینے کا وعدہ تھا اللہ پاک نے ہزار درہم دینے کا انتظام بھی کردیا اور یہ شخص ہزار درہم ادا کرنے کی نیت سے لیکر چلا۔ اس کا دوست بہت دور دوسری بستی میں رہتا تھا، راستہ میں دریا پڑتا تھا، اتفاق سے دریا میں طوفان تھا، یہ جا نہیں سکتا تھا، نہ کشتی تھی۔ یہ شخص بڑا متفکر ہوا کہ اے اللہ میں نے آپ کو گواہ بنایا تھا، اگر میں آج قرض ادا نہ کرسکا تو اس کا اعتماد ختم ہوجائیگا، کیا کروں؟ اس نے بہت سوچا بہت افسوس کررہا تھا کہ میں پہنچ نہ سکوں گا۔ بڑے غور وفکر کے بعد ایک بات اللہ نے اس کے ذہن میں ڈالی، وہاں ایک بڑی لکڑی پڑی ہوئی تھی، اس نے وہ لکڑی اٹھائی اس میں سوراخ کیا، سوراخ کے اندر ایک ہزار درہم رکھ دیئے اور اپنے دوست کے نام ایک چٹھی لکھی، ایک رقعہ لکھا کہ بھائی میں آیا تھا تمہارا قرض ادا کرنے کے لئے لیکن راستہ میں دریا تھا اور دریا میں طوفان تھا بڑے زوروں کی ہوا چل رہی تھی، پہنچنے کی کوئی شکل نہ تھی، نہ کوئی کشتی تھی نہ برتج (پل)۔ میں نے اللہ کو گواہ رکھا تھا، اللہ ہی کے بھروسہ پر میں یہ ہزار درہم رکھتا ہوں اور سوراخ بند کردیتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ یہ ہزار درہم تم تک پہنچادے۔ اللہ سے دعا کی اور دعا کرکے وہ لکڑی سمندر کے اندر ڈال دی اور یہ اپنے گھر واپس آگیا اور دل میں کہتا رہا اللہ کو پہنچانا ہوگا تو پہنچ جائیں گے اور اگر نہیں تو بعد میں ہزار

درہم اس کو دیدوں گا۔ لکڑی سمندر میں بہتی رہی وہ دوست بھی انتظار میں تھا۔ جہاں کشتی کنارے لگتی تھی وہاں کھڑے ہوکر اپنے دوست کا انتظار کرتا رہا کہ میرا دوست آئیگا اور قرض ادا کریگا مگر وہاں تو اسے کشتی نظر نہ آئی اور نہ اس کا دوست نظر آیا، انتظار کرتے کرتے تھک گیا، کافی انتظار کے بعد جب تھک گیا تو اس نے کہا کہ میرے دوست نے اللہ کو گواہ رکھا تھا مگر وعدہ خلافی کی۔ اب واپس جانے لگا تو اس نے دیکھا کہ ایک لکڑی بہتی ہوئی آرہی ہے اس نے کہا کہ دوست تو آیا نہیں یہ لکڑی پکڑ لیتا ہوں، اس کو کاٹ لوں گا جلانے کے کام آجائیگی۔ چنانچہ وہ لکڑی اٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا اور اس کو کاٹنے اور چیرنے کے لئے بیٹھا اور کلہاڑی ماری تو کھن کی آواز آئی، اسے تعجب ہوا کہ آواز کیسی جب اس نے دیکھا تو اس کے اندر درہم اور دوست کی چٹھی نکلی، اس نے چٹھی پڑھی اور ہزار درہم بھی لے لئے اور کہا کہ اس نے اللہ کو گواہ رکھا تھا اور اللہ پر بھروسہ کیا تھا اور اللہ کے بھروسہ اس لکڑے کے اندر ہزار درہم رکھ دیئے وہ تو وعدہ پورا کرنے کے لئے آیا تھا، اللہ نے کیسی مدد فرمائی اور کس طرح یہ ہزار درہم مجھ تک پہنچادیئے اور اس کا وعدہ پورا کردیا، جب معاملہ ٹھیک ہوگیا اور طوفان ختم ہوگیا تو وہ دوست دوسرے ہزار درہم لیکر کشتی میں بیٹھ کر اپنے دوست کے پاس پہنچ گیا اور سلام کے بعد اس نے کہا معاف کرنا میں اپنا وعدہ پورا نہ کرسکا۔ اس دن میں ہزار درہم لیکر چلا تھا مگر دریا میں طوفان تھا کوئی کشتی نہیں تھی اور آپ کے پاس پہنچنے کی کوئی صورت نہ تھی، معاف کرنا میں اس روز نہ پہنچ سکا، دوچار دن کی تاخیر ہوگئی لیجئے آپ کے ہزار درہم لیکر آیا ہوں۔ لکڑی کے اندر درہم رکھے تھے اور اس کو بہادیا تھا اس کا تذکرہ نہ کیا اس لئے کیا معلوم وہ پہنچتا ہے یا نہیں۔ دوست نے کہا اب کیسے ہزار درہم تمہارے ہزار درہم تو میرے پاس پہنچ گئے۔ اس نے کہا کس طرح پہنچے؟ تو اس دوست نے اپنا سارا واقعہ سنایا۔ تو میرے دوستو! جس کی نیت اچھی ہوتی ہے اور ادا کرنے کی فکر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے انتظام بھی کردیتے ہیں اور جس کی نیت دینے کی نہیں ہوتی تو اس کے مال میں کچھ برکت بھی نہیں ہوتی اور جس کی نیت اچھی ہوتی ہے اللہ پاک اس کو برکت دیدیتا ہے، غیب سے انتظام بھی کردیتا ہے۔ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں جو شخص قرض کے بارمیں پڑ جائے پھر اس کے ادا کرنے کی پوری کوشش کرے اور پھر ادا کرنے سے پہلے مرجائے تو میں اس کا مددگار ہوں۔

حضور ﷺ مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے تھے

ضرورت کے وقت لینے کو شریعت منع نہیں کرتی مگر حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے، نبی کریم ﷺ کے سامنے جب کوئی جنازہ آتا تو نبی کریم ﷺ دریافت فرماتے اس کے ذمہ کوئی قرض ہے؟ اگر کوئی کہتا ہاں اس کے ذمہ قرض ہے تو حضور ﷺ صحابہؓ سے فرماتے تم اس کی نماز جنازہ پڑھ لو میں نہیں پڑھاتا۔ تو نبی کریم ﷺ وہ شخص جس نے قرض لیا اور ادا نہیں کیا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔ ہاں کوئی صحابی یہ کہہ دے اے اللہ کے رسول! یہ قرض دار ہے لیکن اس پر جتنا قرض ہے وہ میرے ذمہ ہے میں ادا کروں گا، اگر کوئی ان کا ساتھی قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لے لیتا تو پھر حضور اکرم ﷺ نماز جنازہ پڑھاتے ورنہ آپ اس مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔

شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوائے قرض کے

حضور اقدس ﷺ سے پوچھا مجاہد جہاد میں جاتا ہے، اپنی گردن اللہ کی راہ میں کٹا دیتا ہے، کتنا بڑا کارخیر ہے۔ شہید کا کتنا بڑا درجہ ہے۔ قرآن شہید کا درجہ بیان کرتا ہے "ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کے بارے میں مت کہو کہ "مات فلان، فلاں مرگیا" "بل احیاء ولکن لا تشعرون" بلکہ وہ زندہ ہے تمہیں اس کا شعور نہیں۔ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایک شخص جہاد میں جائے اور اللہ کے راستہ میں اپنی جان قربان کردے تو کیا وہ سیدھا جنت میں جائیگا اور اس کے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب اس نے جام شہادت نوش کرلیا تو اس کے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ جواب دیا ابھی دو منٹ نہ گذرے ہوں گے وہ صحابیؓ ابھی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جبرئیل وحی

لیکر آگئے اور فرمایا "یغفر الشھید الذنوب کلہ الا الدین او کما قال" یہ حدیث توجہ سے سنیں۔ شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوائے قرض کے۔ نسائی وطبرانی نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ایک طویل حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شریک ہو اور شہید ہوجائے اس طرح تین بار ہوجائے یعنی زندہ ہو اور شہید ہوجائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض نکلتا ہو وہ جنت میں نہ جائیگا جب تک اس کا قرض نہ ادا کیا جائے۔

بندہ کا حق معاف نہیں ہوتا

اس لئے کہ وہ بندہ کا حق ہے۔ اللہ اپنے سارے حق معاف فرمادیتے ہیں لیکن بندہ کا حق معاف نہیں کرتا جب تک بندہ معاف نہ کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان صحابی کو بلایا کہ کس نے ابھی یہ سوال کیا تھا فرمایا کہ ابھی جبرئیل امینؑ میرے پاس آئے تھے اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر قرض اس کا بھی معاف نہیں ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پورا وظیفہ واپس کردیا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور خلافت ہے، آپ نے خلافت کے زمانہ میں کتنی سادہ زندگی بسر کی ہے۔ اس کے متعلق میں نے آپ کو سنایا ہے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت معقب دوسیؓ کو بلایا ان کے پاس بیت المال کی چابی اور اس کا پورا نظام تھا۔ آج کے زمانہ کے اعتبار سے وزیر خزانہ، وزیر مالیات کہہ دیجئے۔ یہ وہ صحابی ہیں جن کے پاس حضور اقدس ﷺ کی مہر رہتی تھی۔ یہ مہر ایک انگوٹھی تھی جب اللہ کے رسول ﷺ بادشاہوں کو اسلام کی دعوت کے سلسلہ میں خط لکھتے تو اس پر مہر لگاتے تھے اور حضور اقدس ﷺ کی اس مہر کا سنبھالنا معمولی چیز نہیں ہے، بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور بہت بڑی امانتداری کا کام تھا۔ حضور اقدس ﷺ کے وصال

کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو وزیر مالیات بنایا کہ جن کے اوپر حضور ﷺ نے اعتماد کیا اور اتنی بڑی ذمہ داری کا کام ان کے حوالہ فرمایا۔ لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے بھی ان کی امانت داری پر اعتماد فرماتے ہوئے بیت المال کا نظام اور اس کی چابی ان کے حوالے فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے آٹھ دس روز پہلے ان سے پوچھا کہ دو ڈھائی سال جو میری خلافت کا زمانہ ہے اس مدت میں، میں نے بیت المال سے کتنا وظیفہ لیا۔ انہوں نے بتایا اتنا وظیفہ لیا تو آپ نے فرمایا میری فلاں فلاں زمین بیچ دو اور بیت المال سے میں نے جتنا وظیفہ لیا ہے... سارا بیت المال میں جمع کردو۔ حضرت عمرؓ زاروقطار رو رہے تھے کہ ابوبکرؓ نے ایسی زندگی گذاری ہے کہ بعد میں آنے والے خلفیہ کے لئے کوئی جگہ نہیں چھوڑی، کوئی گنجائش نہیں رکھی۔

کتنا قرض باقی ہے

اسی طرح حضرت معقبؓ کو بلا کر حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ بھائی تمہارا میرے ذمہ قرض باقی ہے، ہم تو اس بات کو پوچھنے کے لئے بھی شرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کا حق العبد سے متعلق ایک سبق آموز واقعہ

حضور پاک ﷺ کا ایک بڑا پیارا قصہ یاد آیا۔ حضور اقدس ﷺ نے بھی اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک مرتبہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کر کے ارشاد فرمایا تھا کہ بتاؤ کسی کا میرے ذمہ کوئی حق ہے؟ تو مجھ سے اپنا حق لے لے، جس کا جو حق ہو اور فرمایا کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے اور اپنا حق وصول کرنے سے میرے دل میں اس کی طرف سے کوئی کدورت پیدا ہوگی اور میرے دل میں کوئی بغض پیدا ہوگا، بغض رکھنا نہ میری طبیعت ہے اور نہ میرے لئے موزوں ہے، خوب سمجھ لو کہ مجھے وہ شخص بہت محبوب ہے جو اپنا حق وصول کرے یا معاف کردے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بشاشت قلب کے ساتھ جاؤں، اللہ اکبر۔ حضور اقدس ﷺ کا مقام رفیع اور عبدیت کا یہ حال۔ ہمارے ماں باپ اور ہماری جانیں حضور ﷺ پر قربان ہوں، حقوق العباد کی اہمیت کو کس انداز

سے بتایا اور امت کو اخلاق حسنہ کی کس قدر بلند تعلیم دی اور عبدیت کو عملی طور پر امت کو سمجھایا جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء وافضل الجزاء بہر حال حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا جو بھی حق ہو، کسی سے پیسے لئے ہوں، کسی کو کچھ کہہ دیا ہو، کسی کو مارا ہو، بہر حال جو بھی حق ہو آج وصول کرلے۔ صحابہؓ نے عرض کی ہمارا کوئی حق نہیں۔ آپ نے سب کے حقوق ادا کردیئے ایک کونے میں سے ایک صحابی کھڑے ہوگئے، انہوں کہا اللہ کے رسول ﷺ میرا حق باقی ہے۔ صحابہ کو بڑا تعجب ہوا کہ حضور ﷺ سے حق مانگ رہا ہے مگر حضور ﷺ نے فرمایا کیا حق ہے؟ آجاؤ اپنا حق وصول کرلو۔ انہوں نے کہا ایک دن میں جارہا تھا، آپ نے دو تین قمچیاں (لکڑی) میری پیٹھ پر ماری تھیں، میں آج وہ حق لینا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آجاؤ اور اپنا حق وصول کرلو، صحابہ کو بڑا غصہ بھی آیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ خدا کے بندے تم کیا بات کررہے ہو، تم حضور ﷺ کو ایسی بات کہتے ہو اگر تم کو لکڑی کا حق لینا ہو تو ہماری پیٹھ حاضر ہے، مگر انہوں نے کسی کی بات نہ سنی اور حضور ﷺ کے قریب آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ نے مجھے مارا تھا اس وقت میری پیٹھ ننگی تھی۔ آپ نے چادر اوڑھ رکھی ہے، آپ بھی چادر مبارک ہٹادیں تاکہ برابر سرابر کا بدلہ ہو۔ میرے دوستو! یہ واقعہ پڑھ کر گھر جا کر ذرا سوچنا، آج کا کوئی پرائمنسٹر ایسا کہہ سکتا ہے؟ وزیر اعظم کو چھوڑیئے آج کا کوئی معمولی تھانیدار ہو اس نے کسی پر ظلم وستم کیا ہو اگر کوئی اس سے کہے کہ تم نے مجھ پر ظلم کیا ہے اس کا بدلہ مجھے لینے دو۔ کیا کوئی تھانیدار بھی اس کو برداشت کریگا؟ برداشت کرنا تو دور رہا پتہ نہیں اس غریب کا کیا حال ہوجائیگا۔ لیکن سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک پر ایک بل بھی نہیں آیا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا بھائی اگر میں نے تیرے برہنہ بدن پر مارا تھا تو بھی اسی طرح بدلہ لے لے اور آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ تو بھی میرے برہنہ بدن پر مار کر حق وصول کرلے تاکہ میں اللہ کے پاس اس حالت میں پہنچوں کہ میرے ذمہ کسی کا کوئی حق باقی نہ ہو۔ وہ صحابیؓ آگے بڑھے اور حضور اقدس ﷺ کی مہر نبوت جو آپ ﷺ کے شانہ مبارک پر پیچھے کے حصہ میں تھی اس

کو بوسہ دیا اور چوما اور فرمایا کہ میں نے سنا تھا کہ جس نے حضور اقدس ﷺ کی مہر نبوت کی زیارت کرلی اور اسے چوم لیا حضور ﷺ کی شفاعت اسے حاصل ہوگی۔ مجھے تو حضور اقدس ﷺ کی مہر نبوت کو چومنا اور بوسہ دینا اور زیارت کرنا تھا، مجھے بدلہ لینا نہیں تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں جو غصہ اور ہیجان کی کیفیت تھی وہ ساری خوشی کی لہر میں بدل گئی، سبحان اللہ۔ اس مجلس میں صحابہؓ کی عجیب کیفیت ہوگئی اس کو میں زبان سے ادا نہیں کرسکتا۔

میں اللہ سے اس طرح ملنا چاہتا ہوں کہ کسی بندہ کا مجھ پر حق نہ ہو

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت معقبؓ سے فرمایا میرا تمہارا معاملہ ہے تمہارا میرے ذمہ کوئی قرض ہو تو لے لو۔ تمہارے ساتھ اتنی مدت تک معاملہ رہا۔ حضرت معقبؓ نے فرمایا یا امیر المؤمنین! میرا آپ کا معاملہ سب معاف ہے، بڑی رقم باقی نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا نہیں بھائی! مجھے امید نہیں ہے کہ اس مرض سے اٹھ سکوں گا اب تو اللہ کے یہاں ملاقات ہوگی، میں چاہتا ہوں اللہ سے میری اس حالت میں ملاقات ہو کہ اللہ کے بندوں میں سے کسی بندہ کا میرے ذمہ کوئی حق باقی نہ ہو، بالکل پاک صاف ہو کر اپنے رب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا اے معقب! تم بتادو کتنا حق ہے؟ حضرت معقبؓ نے عرض کیا آپ مجھے شرمندہ نہ فرمائیں۔ معمولی رقم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا نہیں تم بتادو میں ادا کروں گا، تو انہوں نے فرمایا یا امیر المؤمنین! پچیس درہم ہیں۔ آپؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ معقبؓ کو پچیس درہم ادا کردو۔ تو آپ نے وفات سے پہلے جو قرض معمولی باقی تھا تحقیق فرما کر ادا کردیا۔

بندوں کے حقوق ٹیڑھی کھیر ہے

میرے دوستو! بندوں کے حقوق کا معاملہ بہت ٹیڑھا ہے۔ یہ بہت ٹیڑھی کھیر ہے، بندہ جب تک اپنا حق معاف نہیں کریگا اللہ بھی معاف نہیں کریگا ہمیں اس کی فکر کرنی چاہئے، ڈرنا چاہئے، مرنے سے پہلے حق ادا کردو، اپنا معاملہ بندوں کے ساتھ صحیح کرلو۔ اللہ

پاک رحمان ورحیم ہیں وہ تو اپنا حق انشاء اللہ معاف کردیں گے۔

قرض کی ادائیگی کی دعا

امید ہے کہ قرض کے سلسلہ میں جو باتیں عرض کی ہیں سمجھ میں آئی ہوں گی جن کے ذمہ اگر کوئی قرض ہے تو اللہ پاک اس کی ادائیگی کی صورت پیدا فرمائیں۔ ایک بہت مشہور حدیث ہے، دعا ہے اسے یاد کرلو۔ حضرت علیؓ پر بہت قرض تھا حضور ﷺ سے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! مجھ پر بہت قرض ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرو اگر پہاڑوں کے برابر بھی قرض ہوگا تو انشاء اللہ ادا ہوجائیگا۔ وہ دعا یہ ہے "اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک،" چھوٹی سی دعا ہے اور دوسری ایک دعا بھی ہے "اللھم انا نعوذبک من الھم والحزن والعجز والکسل والبخل والجبن وغلبة الدین وقھر الرجال" اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو اپنی زندگی کے اندر قرض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اگر ہماری کوئی ضرورت آپڑے اور اس کی وجہ سے قرض لیا ہے تو اس کی ادائیگی کی شکل وصورت اللہ تبارک وتعالیٰ پیدا فرمائے اور زندگی میں قرض سے سبکدوشی عطا فرما کر اپنے پاس بلائیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللھم وبحمدک ونشھد ان لا الہ الا انت نستغفرک ونتوب الیک. وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین.

برکات بسم اللہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس دعا کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی جاتی ہے وہ رد نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن میری امت کی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کیوجہ سے نیکیاں بھاری وزن والی ہو جائیں گی۔ دوسری قومیں کہیں گی کہ امت محمدیہ کی نیکیاں کیوں بھاری ہیں، انکے انبیاء فرمائیں گے کہ امت محمدیہ کے کلام کے شروع میں اللہ کے ایسے عزت والے نام ہیں کہ اگر ایک پلڑے میں ان کو رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساری مخلوق کے گناہ رکھ دیئے جائیں تو بھی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

برکات بسم اللہ

بعض علماء فرماتے ہیں کہ پورے قرآن کریم کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں ہے اور پوری سورہ فاتحہ کا خلاصہ (نچوڑ) بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ گویا بسم اللہ الرحمن الرحیم نے پورے قرآن کریم کو اپنے اندر سمولیا ہے۔

حدیث: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اتری تو بادل مشرق کی طرف ہٹ گئے، ہوا رک گئی، دریا پرسکون ہو گیا، جانوروں نے کان لگا لئے، شیطان پر آسمان سے آگ کے انگارے برسے اور حق تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام بسم اللہ الرحمن الرحیم لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہوگی۔

(در منثور ص ۹، ج ۱، تفسیر ابن کثیر ص ۲۲، ج ۱)

حدیث: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ پر جب جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے تو سب سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے تھے۔ (در منثور ص ۷، ج ۱)

اس لئے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں (۱) ''اللہ'' جو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے (۲) ''الرحمٰن'' (۳) ''الرحیم'' یہ اللہ تعالیٰ کے دو صفاتی نام ہیں۔

لفظ ''اللہ'' ہر کام کے حاصل ہونے (اور شروع ہونے) پر دلالت کرتا ہے اور لفظ ''رحمٰن'' اس کام کے باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے اور لفظ ''رحیم'' اس کا فائدہ حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تمام کاموں پر اللہ کی مہر (SEAL) ہے کہ جو کام بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا جائے گا اس کام میں شروع سے آخر

تک برکت ہوگی۔اس لئے آپ ﷺ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کام بسم الله الرحمن الرحیم پڑھے بغیر شروع کیا جائیگا وہ ادھورا رہے گا یعنی اس کام میں خیر و برکت نہیں ہوگی۔ایک حدیث شریف میں ہے کہ گھر کا دروازہ بند کرو یا چراغ (لائٹ) بجھاؤ تب بھی بسم اللہ پڑھو، کوئی چیز کھانے سے پہلے، پانی پینے سے پہلے، سواری پر سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترنے کے وقت بسم اللہ پڑھو۔بسم اللہ پڑھنے کی تاکید حدیثوں میں بہت زیادہ آئی ہے۔(معارف القرآن)

بسم الله الرحمن الرحیم ایک ایسی برکت والی دعا ہے جو مٹی کو بھی سونا بنا دیتی ہے۔

اسلام کی خوبی

اسلام ایک آسان اور بہترین شریعت ہے۔سب سے کامل و مکمل نظام و دستور حیات ہے۔اس میں محنت کم اور مزدوری بہت زیادہ، عمل کم اور ثواب بہت زیادہ ہے۔ اسلام نے کیمیا کا عمدہ نسخہ بنا کر ہم کو دے دیا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے دنیا کا کام بھی دین بن جاتا ہے اور دنیا کے کاموں میں مشغول رہتے ہوئے بھی اللہ کی بندگی اور عبادت کرنے والوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔اس لئے اسلام اور رسول اکرم ﷺ نے ایسی بہت سی چھوٹی چھوٹی مگر نفع سے بھرپور جامع دعائیں بتائی ہیں کہ ان کے پڑھنے سے دنیا کا کوئی کام نہ انکتا ہے نہ بگڑتا ہے اور ان کے پڑھنے پر کوئی محنت نہیں پڑتی۔اسلئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ہر کام کے کرنے کی ہدایت دی ہے تاکہ قدم قدم پر مسلمان کی زندگی کا رخ اللہ کی طرف پھر جائے اور ہر لحہ اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کرتا ہے، گویا (زبان حال سے) یہ کہتا ہے کہ میرا چھوٹا بڑا ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے۔

اسطرح مسلمان کی تمام نقل وحرکت اس کی معاشرتی زندگی اور دنیا کے کام بھی بسم اللہ کی برکت سے عبادت بن گئے اور ساتھ ہی ساتھ شیطان سے دور ہو کر رحمٰن کے ساتھ ہو گیا۔ اندازہ لگائیے کہ بسم اللہ پڑھنے کے کتنے فائدے ہیں کہ دنیا کے ہر کام بھی عبادت بن گئے۔ان کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے بسم اللہ کی بہت سی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔اب ہم

اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ہم سے زیادہ محروم کون ہوگا۔حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ قرآن پاک کی ایک آیت سے غافل اور بے خبر ہیں جو میرے اور سلیمان داؤدؑ کے علاوہ کسی پر نازل نہیں ہوئی اور وہ آیت بسم الله الرحمن الرحیم ہے۔(درمنثور ص۲۰، ج۱)

اللہ تعالیٰ کو تین ہزار ناموں سے یاد کرنا

علامہ سید اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں۔ایک ہزار نام فرشتوں کو بتائے اور ایک ہزار نام انبیاء علیہم السلام کو بتائے ہیں۔تین سو نام توراۃ میں نازل کئے ہیں اور تین سو زبور میں نازل کئے ہیں اور تین سو نام انجیل میں نازل کئے اور ننانوے نام قرآن کریم میں نازل فرمائے ہیں اور ایک نام اپنے پاس محفوظ رکھا ہے۔وہ کسی کو نہیں بتایا ہے۔ پھر ان تمام ناموں کے معنی بسم الله الرحمن الرحیم کے تین لفظوں اللہ، الرحمٰن، الرحیم میں سمو دیا ہے۔تو جس شخص نے بسم الله الرحمن الرحیم پڑھا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو تین ہزار ناموں کے ساتھ یاد کر لیا۔(تفسیر روح البیان)

اولاد کو بسم اللہ سکھانا والدین کی بخشش اور نجات کا ذریعہ ہے

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جیسے ہی استاذ نے بچہ سے کہا کہ بسم الله الرحمن الرحیم پڑھ تو استاذ، بچہ اور ماں باپ سب کو جہنم سے آزاد لکھ دیا جاتا ہے۔(درمنثور ص۹ ج۱)

مغفرت کا ایک واقعہ

ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گذرے تو دیکھا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔کچھ دنوں کے بعد پھر اس قبر کے پاس سے گذرے تو قبر کا عذاب اس سے ہٹا لیا گیا تھا اور وہ بڑے آرام و راحت سے تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا تو حق تعالیٰ سے پوچھا کہ کریم آقا! آپ نے اس بندہ پر کس عمل کی برکت سے رحم فرما کر اس پر سے عذاب اٹھا لیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ! جب اس بندہ کا انتقال ہوا تھا تو اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا جب اس کی ماں اس بچہ کو مدرسہ لے گئی اور بچہ نے استاذ

کے سامنے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تو میری شان رحمت کے لائق نہیں کہ اس کا بچہ دنیا میں مجھے رحمٰن اور رحیم کہے اور میں اس کو عذاب دوں۔ اس وجہ سے میں نے اس پر سے عذاب اٹھالیا۔ (فضائل بسم اللہ ص ۶۱)

عذاب سے چھٹکارے کا ذریعہ

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ۱۹ حروف ہیں اور دوزخ کے فرشتے بھی ۱۹ ہیں۔ جو شخص بسم اللہ پڑھے گا تو قیامت کے دن جہنم کے ۱۹ فرشتوں سے محفوظ رہے گا۔ (تفسیر قرطبی، درمنثور ص ۹، ج ۱)

بسم اللہ کی وجہ سے آخرت کے درجات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس دعا کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی جاتی ہے وہ رد نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن میری امت کی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کی وجہ سے نیکیاں بھاری وزن والی ہوجائیں گی۔ دوسری قومیں کہیں گی کہ امت محمدیہ کی نیکیاں کیوں بھاری ہیں، ان کے انبیاء فرمائیں گے کہ امت محمدیہ کے کلام کے شروع میں اللہ کے ایسے عزت والے نام ہیں کہ اگر ایک پلڑے میں انکو رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساری مخلوق کے گناہ رکھ دیئے جائیں تو بھی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ہر بیماری کے لئے شفاء، مفلسی کے لئے دولت اور دوزخ سے پردہ اور زمین میں دھنسنے، صورتیں بگڑنے اور سنگ باری کے عذاب سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنایا ہے جب تک لوگ اس کی تلاوت پر کاربند رہیں گے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۵۷)

ایک حدیث قدسی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قسم کھا کر یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ حضرت میکائیل علیہ السلام قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اسی

طرح قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اسرافیل! میں اپنی عزت اور بخشش وجلال وکرم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم کی (میم) کو سورہ فاتحہ کے ساتھ ملا کر ایک مرتبہ بھی پڑھ لے تو تم گواہ رہو کہ میں اسکی زبان کو نہیں جلاؤں گا اور اسکو جہنم اور قبر کے عذاب سے پناہ دوں گا اور قیامت کے عذاب سے بچالوں گا۔ (روح البیان)

یہی بات شیخ اکبر نے اپنی کتاب فتوحات میں لکھی ہے کہ جب تم سورہ فاتحہ پڑھو تب ایک ہی سانس میں بسم اللہ کے ساتھ سورہ فاتحہ ملا کر پڑھو۔ (فضائل بسم اللہ ص ۱۵)

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی تو اس کا وضو (کامل) نہیں ہوا۔ (ترمذی شریف ص ۶، ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتا اس سے اس کے صرف اعضاء وضو کے گناہ دھلیں گے اور جو شخص بسم اللہ پڑھ کر وضو کرے گا اس کے تو پورے جسم کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے اپنے آگے سے کھاؤ۔ (بخاری ومسلم وترمذی)

جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کردیتا تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ پڑھنے کے لئے تاکید فرماتے۔ (زاد المعاد۔ اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص ۱۳۱)

علماء امت نے لکھا ہے کہ بسم اللہ زور سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آجائے وہ بھی پڑھ لے۔ (خصائل نبوی)

جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت کے بارے میں قیامت میں سوال نہ ہوگا۔ (ابن حبان، اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص ۱۳۱)

کھانے میں برکت

بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ صحابہؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اتنے میں ایک دیہات (گاؤں) کا رہنے والا شخص آیا اور اس نے تو دو لقمے میں سارا کھانا صاف کر دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھ کر کھاتا تو یہ کھانا سب کے لئے کافی ہو جاتا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے بسم الله اوله و آخره پڑھ لینا چاہئے تو شیطان کے پیٹ سے وہ تمام کھانا نکل جائے گا یعنی کھانے میں پھر برکت آجائے گی۔ ابوداؤد (حجۃ اللہ البالغہ)

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں کھانا کھاتا ہوں مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شاید کھانے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے ہوں گے۔ اس نے اقرار کیا تو فرمایا کہ بسم اللہ نہ پڑھنے سے تمہارا پیٹ نہیں بھرتا ہے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ اچانک آپ کے سامنے ایک لگن (کھانے کا بڑا برتن) لا کر رکھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور ہم سب نے بھی اپنا ہاتھ روکے رکھا اور ہم کھانے پر اپنا ہاتھ جب ہی رکھتے تھے جب حضور اپنا دست مبارک رکھتے تھے، اتنے میں ایک دیہاتی شخص آیا جیسے کوئی اسے دھکا دے رہا ہو اور آتے ہی اس نے اس لگن میں کھانے کے لئے ہاتھ رکھ دیا حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اتنے میں ایک لڑکی آئی جیسے کوئی اسے دھکا دے رہا ہو وہ بھی چاہتی تھی کہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالدے۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا کہ شیطان لوگوں کے کھانے کو (اپنے لئے) حلال کر لیتا ہے جب اس پر اللہ کا نام نہیں پڑھا جاتا ہے۔ شیطان نے جب دیکھا کہ ہم نے اس کھانے سے ہاتھ روک لیا ہے تو ہمارے پاس اس کو لایا تاکہ اس کے ذریعہ سے کھانے کو حلال کرے۔ پس قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ ہفتم، ص ۴۲۸)

کپڑے اتارتے وقت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی پیشاب پائخانہ کی حاجت پوری کرنے کے لئے یا غسل کے لئے یا اپنی عورت سے صحبت کرنے کے لئے اپنے کپڑے اتارتا ہے تو شیطان (اور جن) اس میں خلل ڈالتا ہے اور اس کی شرمگاہ سے کھیلتا ہے لیکن بسم اللہ پڑھ کر کپڑے اتارے تو چاہے مرد ہو یا عورت، شیطان یا جن سے اس کی آڑ اور حفاظت ہو جاتی ہے۔ (ترمذی ص ۷، ج ۱)

عمل الیوم واللیلہ لا بن السنی میں کپڑے اتارنے کے وقت کی یہ دعا لکھی ہے "بسم الله الذی لا اله الاهو"

گھر سے نکلتے وقت شیطان سے حفاظت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص گھر سے نکلتے وقت بسم الله توکلت علی الله لاحول ولا قوة الا بالله پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے کہا جاتا ہے کہ میں نے تیری حفاظت کر لی اور تجھے تیرے دشمن شیطان سے بچا لیا۔ (تو اس کے پڑھنے سے شیطان بھی الگ ہو جاتا ہے)۔ (ترمذی ص ۱۸۰، ج ۲)

گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص بسم اللہ پڑھ کر گھر میں داخل ہو اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں سے نکل چلو، یہاں نہ کھانے کو ملے گا نہ سونے کی جگہ اور جب بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں آجاؤ کھانے کو مل جائے گا اور سونے کی جگہ بھی مل جائے گی۔ (مسلم، ابوداؤد)

بچہ کے پیدا ہوتے ہی شیطان سے حفاظت

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے

کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرتے وقت بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا پڑھے اور اس صحبت سے اللہ تعالیٰ بچہ عطا کرے تو شیطان اس کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا ہے۔ (بخاری شریف ص ۲۶، ج ۱)

ہر دعا سے پہلے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس دعا کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے وہ دعا رد نہیں کی جاتی۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۰۷)

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے اپنے جسم کے درد کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس جگہ درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے اور ۷ مرتبہ یہ دعا پڑھے:

"اعوذ باللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر" (میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت اور غلبہ کی پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جس کو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں)

انہوں نے اس پر عمل کیا تو جسم کا درد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ حضرت عثمان اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر بیماری سے شفا دینے والی اور ہر درد کا علاج ہے۔

(فضائل بسم اللہ ص ۱۰)

کشتی پر سوار ہوتے وقت

ابن السنی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنھما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ڈوبنے سے محفوظ رہے گی جب سوار ہو کر یہ دعا پڑھیں گے "بسم اللہ مجریھا ومرساھا ان ربی لغفور رحیم. وماقدروا اللہ حق قدرہ. الآیہ."

(الاذکار للامام النووی، ص ۱۹۹)

بسم اللہ قرب خداوندی کا ذریعہ

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ کی نسبت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے بڑے ناموں میں سے

ہے اور اس میں اس قدر نیکی اور قرب ہے جیسے آنکھ کی سیاہی وسفیدی میں۔"

(تفسیر ابن کثیر ص ۳۲، ج ۱)

لہٰذا جو شخص ہر کام کے شروع میں کثرت سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا تو اسے بھی اللہ کا قرب نصیب ہوگا۔

جنت کی چاروں نہروں سے سیرابی

حدیث شریف میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ معراج کی رات میں آسمانوں سے بھی اوپر تشریف لے گئے تو تمام جنتوں کا معائنہ اور سیر فرمائی۔ تو جنت میں چار نہریں دیکھیں (جس کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے) پانی، دودھ، شراب طہور اور شہد کی نہریں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ نہریں کہاں سے نکلتی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ حوض کوثر کی طرف جاتی ہیں اور کہاں سے نکلی ہیں یہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تا کہ اللہ آپ ﷺ کو بتلا دے یا دکھلا دے۔ پس نبی کریم ﷺ نے اللہ سے دعا فرمائی۔ تو ایک فرشتہ آیا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور پھر کہا اے محمد! ﷺ اپنی آنکھیں بند کیجئے۔ پس میں نے اپنی آنکھیں بند کیں، پھر کہا کھول لئے جب میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک درخت کے پاس تھا اور دیکھا کہ سفید موتیوں کا ایک قبہ ہے اور اس پر سونے کا دروازہ ہے، اس پر تالا لگا ہوا ہے۔ قبہ اتنا بڑا ہے کہ تمام انسان و جنات اگر اس قبہ پر رکھ دیئے جائیں تو ایسا معلوم ہو کہ ایک خوبصورت پرندہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہے۔ پھر میں نے دیکھا یہ چاروں نہریں اس قبہ سے نکل رہی ہیں۔ میں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے واپس لوٹوں تو اس فرشتے نے کہا کیا آپ ﷺ اس قبہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ میں نے کہا میں کیسے داخل ہوں اس کے دروازے پر قفل لگا ہوا ہے۔ میرے پاس اس کی کنجی نہیں ہے تو فرشتہ نے فرمایا کہ اس کی کنجی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے جب میں نے اس کے قریب جا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی تو تالا کھل گیا۔ میں اس قبہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چاروں نہریں اس قبہ سے اسطرح نکلی ہوئی ہیں کہ:

بسم کی "میم" سے پانی کی نہر۔

اللہ کی ''ہ'' سے دودھ کی نہر۔

الرحمٰن کی ''میم'' سے شراب طہور کی نہر۔

الرحیم کی ''میم'' سے شہد کی نہر۔

معلوم ہوا کہ یہ چاروں نہریں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نکلتی ہیں۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ) آپ کی امت اگر خلوص دل سے بغیر ریا کاری کے میرے اس نام سے مجھے یاد کرے گی تو ضرور ان نہروں سے انہیں سیراب کر دوں گا۔ (روح البیان ص۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے چند اہم وظائف

مشکل کام کو آسان کرنے کیلئے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مشکل کام آسان کرنے کی دعا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر رنج کو دور کرتی ہے اور دل کو خوش کرتی ہے۔ (فضائل بسم اللہ ص۱۱)

اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے

جو شخص ۷۸۶ (سات سو چھیاسی) مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سات دن تک روزانہ پڑھے گا اور پھر اپنے مقصد کے لئے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کا مقصد پورا فرمائیں گے۔ (قرآنی علاج ص۲۳)

ہر آفت ومصیبت سے حفاظت

جو شخص محرم کی پہلی تاریخ کو ۱۱۳ مرتبہ بسم اللہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو وہ شخص ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ (قرآنی علاج ص۲۴)

بسم اللہ لکھنے کا فائدہ

ایک بزرگ فرماتے ہے ہیں کہ جو شخص ۶۵ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر اپنے پاس رکھے اللہ تعالیٰ اسے عزت دیں گے اور کوئی آدمی (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اُسے

نہیں ستائے گا۔ (تفسیر موضح القرآن، ص۲)

جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم چھ سو مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو لوگوں کے دلوں میں اسکی عزت ہوگی اور کوئی اس کے ساتھ برا برتاؤ نہیں کرے گا۔

ذہن کھلنے (قوت حافظہ) کے لئے

۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پانی میں دم کر کے آفتاب غروب ہونے کے وقت پلائیں تو ذہن کھل جائے گا۔

محبت کے واسطے

۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پانی میں دم کر کے جس شخص کو پلائیں تو اس کے دل میں اس کی محبت بڑھ جائے گی۔ (ناجائز کاموں میں استعمال کریں گے تو عذاب کا خطرہ ہے)

اولاد کے زندہ رہنے کے لئے

جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں تو بسم اللہ الرحمن الرحیم (۶۱) مرتبہ لکھ کر تعویذ بنا کر پاس رکھے تو بچے زندہ رہیں گے۔

کھیتی میں برکت اور حفاظت

۱۰۱ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کاغذ پر لکھ کر کھیت میں دفن کر دیں تو کھیتی تمام آفات سے محفوظ رہے گی اور اس میں برکت بھی ہوگی۔

بسم اللہ کا تعویذ ہر قسم کے بخار، نیز تنگدستی، قرض وغیرہ کی پریشانی سے نجات کے لئے مفید ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر گلے یا دائیں بائیں ہاتھ میں باندھنا یا ٹوپی میں رکھ کر پہننا چاہیے۔

ضروری کاموں کی تکمیل

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں اور حضرت تھانویؒ

نے اپنی کتاب اعمال قرآنی میں لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح پڑھے کہ جب ایک ہزار بار ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اپنی حاجت کے لئے دعا کرے۔ پھر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اسی طرح دو رکعت پڑھے اور دعا مانگے۔ غرض اسی طرح بارہ ہزار مرتبہ ختم کرے انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ اللہ ہمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (درس قرآن، ص ۱۵۷، ج ۱)

سفر اور تجارت کی کامیابی کے لئے

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو وہاں تم اپنے سب رفقاء سے زیادہ خوشحال و بامراد رہو یعنی تمہارا سفر با ظفر ہو اور تمہارا سامان زیادہ ہو جائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بے شک میں ایسا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی آخری پانچ سورتیں سورہ کافرون، سورہ نصر، سورہ اخلاص، سورہ فلق، سورہ ناس کو پڑھا کرو اور ہر سورہ کو بسم اللہ سے شروع کرو اور بسم اللہ ہی پر ختم کرو۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اس عمل سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ سفر میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے بالمقابل قلیل الزاد وخستہ حال ہوتا تھا۔ جب سے رسول اللہ ﷺ کی اس تعلیم پر عمل کیا میں سب سے بہتر حال میں رہنے لگا۔ (تفسیر مظہری، بحوالہ ابو یعلی)

چھ مرتبہ بسم اللہ پانچ سورتیں پڑھ کر گھر سے نکلا کریں۔ (معارف القرآن ۲۳۸، ج ۸)

سوزاک کے علاج کے لئے

جو شخص سوزاک کے مرض میں مبتلا ہو وہ نماز کے بعد سات مرتبہ یہ دعا پڑھا کرے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الٰہ الاھو الرحمن الرحیم۔"

ازالہ ہذیان کے لئے

بعد نماز فجر مریض کے سر پر داہنا ہاتھ پھیرتے ہوئے سات بار یہ دعا پڑھی جائے

"بسم اللہ الذی لا الٰہ الاھو الرحمن الرحیم"۔

چوری وشیطانی اثرات سے حفاظت

سونے سے قبل اکیس مرتبہ بسم اللہ پڑھے تو چوری اور شیطانی اثرات سے اور اچانک موت سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ۔

ظالم پر غلبہ پانے کے لئے

کسی کے سامنے بسم اللہ پچاس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ظالم کو مغلوب کر کے اس کو غالب کریں گے۔

ظالم حکام کے شر سے بچنے کے لئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کسی کاغذ پر پانچ سو مرتبہ لکھے اور اس پر ڈیڑھ سو مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، پھر اس تعویذ کو اپنے پاس رکھے تو حکام مہربان ہو جائیں گے اور ظالم کے شر سے محفوظ رہے گا۔

دردسر کے دور کرنے کیلئے

اکیس مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر درد والے کے گلے میں یا سر میں باندھے تو درد رجاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے متعلق چند عجیب حکایات

بشر حافیؒ کا واقعہ

بشر حافیؒ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ایک کاغذ زمین پر گرا ہوا ملا۔ انہوں نے اسے بڑی عزت اور ادب سے اٹھالیا۔ اس وقت ان کے پاس صرف دو درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔ انہوں نے ان دو درہموں کا عطر خریدا اور اس کاغذ پر پورا عطر مل کر اسے خوشبودار بنا دیا اور حفاظت سے رکھ دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بشر حافی! تو نے جس طرح میرے نام کی عزت کی ہے میں اسی طرح دنیا اور آخرت میں تیرے نام کو روشن کروں گا۔

ابو مسلم خولانیؒ کا واقعہ

ابو مسلم خولانیؒ سے ان کی ایک باندی دشمنی رکھتی تھی اور کھانے پینے کی چیزوں میں زہر ملا کر دیتی اور ابو مسلم اسے کھاتے مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ کافی وقت اسی طرح گذر گیا پھر اس باندی نے خود ہی ایک مرتبہ ابو مسلمؒ سے کہا میں آپ کو کافی دنوں سے کھانے میں زہر ملا کر کھلاتی ہوں، کیا بات ہے کہ آپ پر اس کا اثر نہ ہوا؟ ابو مسلم نے پوچھا کہ آخر تو زہر ملا کر کیوں کھلاتی ہے؟ اس نے کہا کہ آپ بوڑھے وضعیف ہوگئے ہو، میں چاہتی ہوں کہ آپ سے جلدی الگ ہو جاؤں۔ ابو مسلم نے فرمایا کہ زہر کا اثر اس لئے نہیں ہوتا تھا کہ الحمدللہ جب بھی میں کوئی چیز کھاتا یا پانی پیتا ہوں تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں اور پھر اس باندی کو آزاد کر دیا تا کہ جہاں چاہے نکاح کر لے اور اس سے کوئی انتقام بھی نہ لیا۔

(قلیوبی ص ۵۳)

ایک قاضی کی مغفرت کا واقعہ

ایک قاضی کا انتقال ہو گیا، اس کی بیوی حاملہ تھی، اسے لڑکا پیدا ہوا۔ جب بچہ ہوشیار ہوا تو اس کی ماں اسے مدرسہ میں پڑھنے کے لئے لے گئی۔ استاذ نے اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی۔ بچہ کے بسم اللہ پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ سے عذاب اٹھا لیا اور فرمایا کہ اے جبرئیل! ہماری رحمت کے لائق نہیں کہ اس کا بچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر یاد کرے اور ہم اس کے باپ کو عذاب میں رکھیں۔ سچ ہے کہ بسم اللہ میں بہت ہی برکت ہے۔ (حکایات قلیوبی ص ۳۸)

ایک یہودی کی لڑکی کا عجیب واقعہ

لمعات صوفیہ میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کسی جگہ وعظ کہہ رہے تھے، اس وعظ میں انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی فضیلت بھی بیان کی۔ یہودیوں کے مکانات بھی نزدیک تھے۔ اس وعظ کو ایک یہودی لڑکی سن رہی تھی، اس پر اس بیان کا اثر ہوا کہ وہ دل جان سے مسلمان ہو گئی اور ہر کام بسم اللہ پڑھ کر کرتی تھی۔ لڑکی کے باپ کو جب خبر ہوئی تو اس پر

بہت سخت ناراض ہوا اور اسے دھمکی دی تا کہ اسلام کو چھوڑ دے مگر وہ لڑکی اپنے اسلام پر جمی رہی۔ لڑکی کا باپ بادشاہ کا وزیر تھا اسے خیال ہوا کہ اگر لڑکی کے مسلمان ہونے کی خبر لوگوں کو ہوگی تو بڑی شرمندگی ہوگی اس لئے باپ نے طے کر لیا کہ لڑکی کو سخت بدنام کر کے کسی بہانہ سے اسے ہلاک کر دوں۔ باپ نے اپنی بیٹی کو مہر لگانے کی شاہی انگوٹھی دیکر کہا کہ اسے حفاظت سے رکھنا۔ لڑکی نے اپنی عادت کے مطابق بسم اللہ پڑھ کر انگوٹھی لی اور اپنی جیب میں رکھ لی۔ رات کو جب لڑکی سو گئی تو اس کے باپ نے جیب میں سے وہ انگوٹھی نکال لی اور غصہ میں آکر اسے ندی میں پھینک آیا تا کہ صبح جب اس سے انگوٹھی مانگے اور وہ نہ دے سکے تو اسے موت کی سزا دی جا سکے۔

اللہ کی شان صبح کو ایک مچھیرا (مچھلیوں کا شکار کر کے بیچنے والا) ایک مچھلی لے کر وزیر کے پاس حاضر ہوا اور اس سے کہا کہ آپ کے واسطے یہ مچھلی ہدیہ میں لایا ہوں۔ وزیر خوش ہو کر مچھلی گھر لایا اور لڑکی سے کہا کہ مچھلی کو جلد پکا کر تیار کر۔ لڑکی نے مچھلی لی اور بسم اللہ پڑھ کر اسے کاٹنے اور صاف کرنے بیٹھی، جیسے ہی مچھلی کو کاٹا اس کے پیٹ میں سے وہ انگوٹھی نکل آئی۔ لڑکی انگوٹھی دیکھ کر حیران و پریشان ہوئی اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو انگوٹھی غائب تھی۔ وہ حیران سوچنے لگی کہ یہ انگوٹھی میری جیب میں سے نکل کر مچھلی کے پیٹ میں کیسے آگئی۔ پھر فوراً بسم اللہ پڑھ کر انگوٹھی جیب میں رکھ لی اور مچھلی پکانے میں مشغول ہو گئی اور جلد ہی تیار کر کے اسے باپ کے سامنے رکھ دی۔

کھانے سے فارغ ہو کر باپ نے انگوٹھی مانگی تو بیٹی نے بسم اللہ پڑھ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ انگوٹھی نکال کر پیش کر دی۔ باپ اس انگوٹھی کو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اسے تو میں ندی میں پھینک آیا تھا، اس کے ہاتھ میں کہاں سے آگئی۔ بیٹی سے پوچھا کہ یہ تیرے پاس کہاں سے آئی۔ بیٹی نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔

لڑکی نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بسم اللہ کی برکت سے عزت دی، آپ نے ندی میں پھینک دی مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ وہ انگوٹھی مچھلی نے نگل لی اور پھر وہی مچھلی شکار ہو کر آپ کے پاس ہدیہ میں آئی اور آپ نے اسے پکانے کے لئے میرے حوالہ کی اور بالآخر میرے ہاتھ میں وہ انگوٹھی واپس آگئی۔ باپ یہ سارا قصہ سن کر فوراً ہی

مسلمان ہوگیا۔

روم کے بادشاہ کا واقعہ

روم کے بادشاہ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہے، اچھا نہیں ہوتا، کوئی دوا بھیج دیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کے لئے ایک ٹوپی بھیجی کہ اسے پہن لیں۔ چنانچہ بادشاہ جب وہ ٹوپی پہنتا، سر کا درد اچھا ہو جاتا اور جب نکالتا تو پھر درد شروع ہو جاتا۔ اسے اس پر بہت تعجب ہوا، جب ٹوپی میں غور سے دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر موضح القرآن ص۲) یہ تھی بسم اللہ کی تاثیر اور برکت!

حضرت خالدؓ کا واقعہ

حضرت خالدؓ نے کافروں کے ایک قافلہ کا گھیراؤ کیا۔ قافلہ والوں نے کہا کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے تو پھر ہمیں کوئی ایسی نشانی بتائیں کہ ہم مسلمان ہو جائیں۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا اچھا تو تم زہر لے آؤ۔ وہ لوگ ایک پیالہ میں زہر لائے، حضرت خالدؓ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اسے پی لیا اور کوئی اثر نہ ہوا تو قافلہ والے مسلمان ہوگئے اور کہا کہ اسلام واقعی سچا مذہب ہے۔

فقیہ محمد زمانی کا واقعہ

فقیہ محمد زمانی کو بخار ہوا۔ ان کے استاد فقیہ ولی محمد بن سعید عیادت کو آئے اور ایک تعویذ بخار کا دیکر چلے گئے اور ان سے فرما گئے اس کو دیکھنا مت۔ غرض اس کو باندھا۔ اسی وقت بخار جاتا رہا۔ انہوں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں بسم اللہ لکھی تھی ان کے اعتقاد میں سستی پیدا ہوئی، فوراً بخار لوٹ آیا۔ انہوں نے جاکر استاد سے عرض کیا اور اپنے فعل سے توبہ کی۔ انہوں نے دوسرا تعویذ دیدیا، اسے باندھا پھر بخار فوراً جاتا رہا۔ انہوں نے ایک سال کے بعد اسے کھول کر دیکھا تو بسم اللہ ہی لکھی ہوئی تھی جس پر انہیں بسم اللہ کے باب میں انتہائی عقیدت اور عظمت پیدا ہوگئی۔

کیا ۷۸۶۔ بسم الرحمٰن الرحیم کا بدل ہوسکتا ہے؟

سوال: آج کل خطوط لکھتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بدلہ میں ۷۸۶ لکھا جاتا ہے تو کیا یہ عدد، بسم اللہ کا بدل ہوسکتا ہے اور کیا بسم اللہ کی طرح اس کا ادب بھی ضروری ہے؟

الجواب: ہر چھوٹے بڑے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے کی تاکید اور فضیلت بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ سے کام شروع کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کے نام جو خط لکھا تھا اس کی ابتداء بسم اللہ سے کی تھی، قرآن کریم میں ہے "انه من سليمٰن وانه بسم الله الرحمن الرحيم" اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جن بادشاہوں کے نام خطوط تحریر فرمائے تھے ان کے شروع میں بھی بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ جو کوئی اہم کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ کام ادھورا یعنی بغیر برکت کا ہوگا۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر خط کے شروع میں بسم اللہ لکھا کرو۔ (غنیۃ الطالبین)

اس لئے خطوط کے شروع میں بسم اللہ لکھنا سنت ہے۔ ۷۸۶ لکھنے سے بسم اللہ لکھنے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ لہٰذا اصل سنت تو یہی ہے کہ بسم اللہ لکھا جائے باقی خطوط کو ادھر ادھر جہاں چاہے پھینکنے سے بسم اللہ کی بے ادبی ہوگی اور لکھنے والا بھی اس بے ادبی کے گناہ میں شامل ہوگا اس لئے مناسب یہ ہے کہ سنت ادا کرنے کے لئے زبان سے پڑھ لیا جائے، لکھا نہ جائے۔

۷۸۶ لکھنے سے سنت ادا نہیں ہوگی البتہ اگر لکھ لیا جائے تو بعض حضرات اسے بسم اللہ کا عدد بتاتے ہیں اس لئے اس کی بھی بے حرمتی نہ ہو، اس کا خیال رکھا جائے

(مفتی اسماعیل واڑی والا، دار الافتاء جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات، انڈیا)

چند اور مسائل

مسئلہ: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان بسم اللہ آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۷۶۔۱۸۹ ج۱)

مسئلہ: بہت سے صحابہ اور علماء کرام کے نزدیک بسم اللہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے۔کوئی سورت کا جز نہیں مگر سورہ نمل میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے وہ اسی سورت کا جزو ہے۔

اسلئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا احترام بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا قرآن کریم کا اور جس طرح قرآن کریم کا بغیر وضو کے لکھنا اور پکڑنا جائز نہیں اسی طرح بسم اللہ الرحمٰن کا لکھنا اور جس کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہو اس کا پکڑنا بغیر وضو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: تراویح میں پورا قرآن کریم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے اور چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن مجید کی ایک آیت ہے اس لئے ایک مرتبہ اسے بھی زور سے پڑھنا چاہیے تاکہ قرآن کریم پڑھنے اور سننے والوں سب کا مکمل ہوجائے۔

مسئلہ: جانوروں کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔اگر جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا گوشت حرام ہوگا۔

(معارف القرآن، ص۳۳۴،ج۳)

مسئلہ: جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: بسم اللہ پڑھنا وضو سے پہلے سنت ہے۔(ہدایہ ص۵،ج۱)

اسکے کئی الفاظ احادیث میں وارد ہوئے ہیں:

(۱) بسم اللہ والحمد للہ۔ (مجمع الزوائد ص۲۲۰،ج۱ بحوالہ طبرانی فی الصغیر اسنادہ حسن)

(۲) بسم اللہ۔ (کنز العمال ص۱۱۸،ج۹)

(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (دار قطنی ص۱۷ ،ج۱۔نسائی ص۲۵،ج۱۔سنن بیہقی ص۴۴ ج۱۔کبیری ص۲۱۔شرح نقایہ ص۵،ج۱)

(۴) بسم اللہ العظیم والحمد للہ علیٰ دین الاسلام۔یہ الفاظ صحیح مرفوع روایت سے ثابت نہیں البتہ بقول ابن ہمام فقہاء کرام سے منقول ہیں۔(فتح القدیر ص۱۴،ج۱)

مسئلہ: اگر وضو کی ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تو درمیان میں کہنے سے سنت ادا نہ ہوگی کیونکہ پوا وضو عمل واحد ہے برخلاف کھانے کے کہ اسکا ہر لقمہ اور ہر ہر گھونٹ الگ الگ عمل ہے، وہاں سنت ادا ہوجائیگی۔ (کبیری ص۲۲۔ وکذا ابن الہمام فی فتح القدیر ص۱۵،ج۱)

مسئلہ: بعض لوگ وضو سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے ہیں اس کے پڑھنے کا حکم نہیں ہے، خلاف سنت ہے۔

مسئلہ: میت کو قبر میں اتارتے وقت بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ ﷺ پڑھنا چاہیے۔ (ترمذی وابوداؤد وغیرہ (عین الہدایہ ص۷۲۷،ج۱)

اللہ پاک ہر ایک کو بسم اللہ کی قدر نصیب فرمائیں اور اپنی مرضیات کی اور حبیب پاک ﷺ کی مبارک اور نورانی سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا آسان فرمائیں اور ہر ایک کو اپنے اپنے وقت موعود پر حسن خاتمہ نصیب فرمادیں اور ہمارے والدین کی، اساتذہ کی اور پوری امت کی مغفرت فرمادیں۔ہماری نسلوں کے ایمان کی حفاظت فرمادیں۔آمین بحرمۃ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔